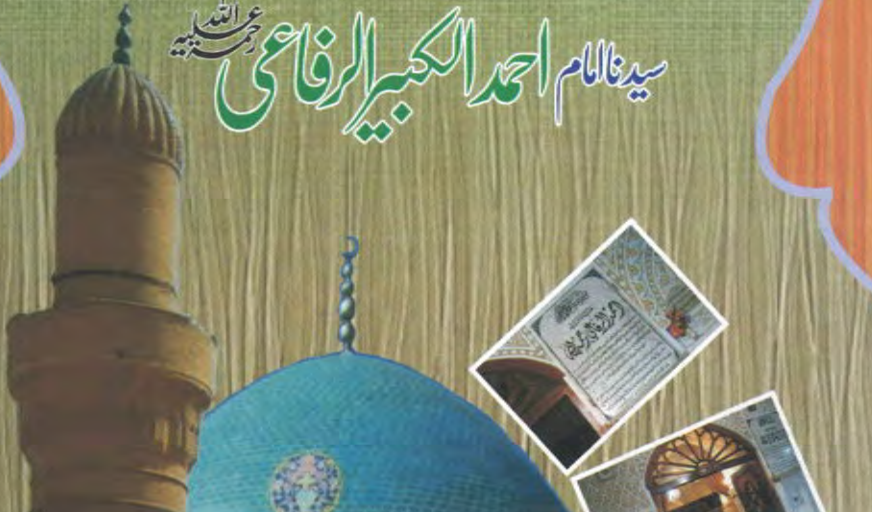
تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچہ کروں گا (القرآن)

سیرتِ سلطان الاولیاء

سیدنا امام احمد الکبیر الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ



ناشر: الزاویۃ الرفاعیۃ، کراچی

مصنف
مولانا حافظ محمد عبداللہ نورانی الرفاعی

سیرتِ

سلطان الاولیاء

ابو العباس محی الدین حضرت سیدنا

امام احمد کبیر الرفاعی علیہ الرحمہ

مصنف: محمد عبداللہ نورانی الرفاعی

(خادم سلسلہ عالیہ رفاعیہ، پاکستان)

ناشر: زاویۃ الرفاعیۃ، پیر بخش غنی آباد گوٹھ، محلہ نور محمد مینگل

نام کتاب:" سیرت سلطان الاولیاء" حضرت سیدنا امام احمد کبیر الرفاعی علیہ الرحمہ
مصنف: محمد عبداللہ نورانی الرفاعی (خادم سلسلہ عالیہ رفاعیہ)
کمپوزنگ: محمد یحییٰ
تصحیح ونظر ثانی: علامہ حامد علی علیمی زید سعدہ
صفحات: ۲۵۲
ہدیہ: 300 روپے
سن اشاعت: رمضان المبارک، ۱٤۳٤ھ
برائے رابطہ: 0321-2118569
ناشر: الزاویۃ الرفاعیۃ، پیر بخش غنی آباد گوٹھ، محلہ نور محمد مینگل

ملنے کے پتہ:

دار النصیحۃ جامع مسجد نور، پیر بخش غنی آباد گوٹھ، محلہ نور محمد مینگل
جامعہ سیدنا سنان بن سلمہ رضی اللہ عنہ، خضدار بلوچستان 0333-2216790
جامعہ غوثیہ منبع العلوم قمرانی کلی سریاب روڈ کوئٹہ 0345-8364800
مکتبہ علیمیہ، خواتین اسلامک مشنری یونیورسٹی گلشن اقبال بلاک ۵/۲
مکتبہ علیمیہ، نزد جامع مسجد مقدس اردو بازار۔
جامع مسجد فاروق اعظم، سیکٹر G-11 نیو کراچی مدرسہ رفاعیہ، جمانی گوٹھ دیہہ شاہی شپ گڈاپ

فہرست

انتساب

ناچیز اپنی اس عاجزانہ کوشش کو شیخ امت، شرف ملت، غوث اکبر، قطب اشہر، کبریت احمر، قمر ازہر اسد الالٰہی الغضنفر، سید الاولیاء، فخر صلحاء، محبوب نبی مجتبیٰ، مقبل دست مصطفی ﷺ، امام السلاسل محی الدین سیدنا ابو العباس احمد کبیر الرفاعی الحسینی الکاظمی قدس اللہ سرہ العزیز ونفعنا من برکات علومہ الشریفۃ وفیوضاتھم الثمینہ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتا ہے۔

چہ عجب شاہاں براہ گر بنوازند گدارا

یک از خدام وغلامانِ امام رفاعی

بندہ عاجز و قلیل المساعی

محمد عبد اللہ نورانی الرفاعی غفرلہ

غوث اکبر قمر انور سیدنا امام رفاعی کے فرمان

فرمان (۱)

تم مخلوق کے لئے نفع بخش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے تمہاری مدد فرمائے گا۔ تمہارے اندر دوسرے انسانوں کے لئے تین خوبیاں ہونی چاہئیں کیونکہ انصاف اور تصرف و تمکن رکھنے والے افراد کی بنیادیں یہی ہیں۔

۱۔ اگر تم کسی آدمی کو نفع نہ دے سکو تو اسے نقصان بھی نہ دو۔

۲۔ اگر کسی کو خوش نہیں کر سکتے تو غمگین بھی نہ کرو۔

۳۔ اگر اس کی تعریف نہیں کرتے تو اس کی مذمت بھی نہ کرو۔

(راحۃ الارواح، ص ۴۴، ملخصاً، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ)

فرمان (۲)

میں اس کا شیخ ہوں، جس کا کوئی شیخ نہیں۔ میں مایوس، ناامید اور بچھڑ جانے والے افراد کا شیخ و رہنما ہوں۔ میں ہر اس مسافر بکری کا ٹھکانہ ہوں جو راستے میں الگ پڑی ہو۔

(بہجۃ الاسرار ص ۲۳۶، مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ فیصل آباد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ [1]

ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول و مصروف رہتے ہیں جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا معاملہ تھا۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَذْكُرُ اللّٰهَ جَمِيْعَ اَحْيَانِهٖ۔ [2]

ترجمہ: نبی ﷺ تمام اوقات اللہ تعالیٰ کے ذکر و یاد میں مصروف رہتے تھے۔

اسی طرح اللہ کے بندوں کو بھی دنیاوی مصروفیات و مشغولیات ذکر الٰہی سے غافل نہیں کرتیں۔

ان کا معاملہ تو یہ ہوتا ہے کہ کام کاج میں مصروفیت کے باوجود یاد الٰہی اور عبادت کو جاری وساری رکھتے ہیں اس کی خشیت و خوف سے اور آخرت سے بے پرواہ نہیں ہوتے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ [3]

1۔ البقرۃ:۱۵۲

2۔ ابوداؤد: ۱۸، جامع ترمذی ۳۳۸۴، ابن ماجہ ۳۰۲

3۔ النور:۳۷

ترجمہ: اللہ کے بندوں کو خرید وفروخت یاد الٰہی سے نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی وہ اس دن کا خوف رکھتے ہیں جس دن دل اور نگاہیں پلٹ جائیں گے۔ نیز ارشاد ربانی ہے:

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ [4]

ترجمہ: (عقلمند لوگ وہ ہیں) جو اٹھتے بیٹھتے اور پہلو کے بل ذکر ویاد الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ یادِ الٰہی کبھی ذکر لسانی، کبھی ذکر قلبی اور کبھی نماز وصیام سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ [5]

ترجمہ: میرے ذکر ویاد کے لئے نماز قائم کرو۔ کیونکہ ذکر ویادِ الٰہی ہی دلوں کے سکون واطمینان کا باعث ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ط اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب۔ [6]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر ہی سے اطمینان وسکون پاتے ہیں۔ سنو اللہ کے ذکر ہی میں دلوں کا اطمینان وسکون ہے۔

جو افراد اس راز کو سمجھ جاتے ہیں وہ فکرِ آخرت اور خشیتِ الٰہی میں ایسے مگن ہو جاتے

4۔ ال عمران: ۱۹۱

5۔ طہٰ: ۱۴

6۔ الرعد: ۲۸

ہیں کہ بعض اوقات مکمل طور پر دنیا ومافیہا سے بے نیاز ہو کر تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا[7] (ترجمہ : تم انہیں رکوع کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے دیکھو گے وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا طلب کرتے ہیں) کے پیکر نظر آتے ہیں۔

جب ہم اس حوالہ سے خیر القرون کا جائزہ لیتے ہیں تو ہر طرف ایسے رجال کار نظر آتے ہیں کہ رکوع، سجود اور قیام وصیام جن کی شان و پہچان نظر آتی ہے۔ انابت وتوکل، خشوع وِ خضوع، عاجزی وانکساری، نرمی وبردباری، اخلاص وللّٰہیت غرض یہ کہ جملہ خصائل وصفاتِ حسنہ ان کا طرّہ ٔ امتیاز دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ امام ابو الفرج عبد اللہ بن جوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اور ان کے تہبند میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ [8]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلسل روزے رکھا کرتے تھے اور ساری رات قیام فرماتے تھے اور ایک رکعت میں ہی پورا قرآن مکمل کر لیتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو بیدار ہوتے تو اپنے گھر والوں میں سے کسی کو نہیں جگاتے کوئی خود ہی جاگ رہا ہوتا تو اس سے وضو کے لئے پانی وغیرہ منگوا لیتے تھے۔ حضرت حسن کا بیان ہے کہ حضرت عثمان خلیفہ ہونے کے بعد بھی مسجد میں قیلولہ فرماتے تھے اور ریت ومٹی کا اثر آپ کے پہلو

7۔ فتح:۲۹

8۔ صفۃ الصفوۃ، ص۱۰۸، مطبوعہ دار الکتب العربی بیروت

پر دکھائی دیتا تھا۔ ہم کہتے تھے یہ امیر المؤمنین ہیں۔ بعض اوقات حضرت عثمان اپنے سر کے نیچے اپنی چادر کو رکھ کر محو استراحت ہو جاتے تھے۔ [9]

حضرت عمر بن قیس بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیوند لگا ہوا تہبند پہنا دیکھ کر ملامت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: مومن اس عمل میں میری پیروی کرتے ہیں۔

ابو صالح بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیا اور اس کی زیب و زینت سے وحشت محسوس کرتے تھے رات اور اس کی تاریکی سے محبت فرماتے تھے: اللہ کی قسم! آپ یادِ الٰہی میں بہت زیادہ گریہ فرمانے والے بہت زیادہ سوچ بچار کرنے والے، موٹے لباس کو اور معمولی قسم کے کھانے کو پسند فرماتے تھے۔ دین داروں اور مسکینوں کی تعظیم کرتے تھے۔ اللہ کی قسم میں نے انہیں دیکھا کہ ساری رات غمگین وافسردہ شخص کی طرح محراب میں کھڑے آنسو بہاتے رہتے تھے اور پھر دنیا کو اس کی بے ثباتی پر مخاطب کرتے ہوئے فرماتے تھے جا میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دینا۔ [10]

حضرت زر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کثرت سے روزے کیوں نہیں رکھتے تو انہوں نے فرمایا: میں نماز پڑھنے کو ترجیح دیتا ہوں اگر میں روزہ رکھوں گا تو نماز پڑھنے

---

9 صفة الصفوة، ص ۱۱۴، مطبوعہ دار الکتب العربی بیروت۔

10 ۔ صفة الصفوة، ۱۱۹،۱۱۸، ملخصاً، مطبوعہ دار الکتب العربی البیروت

میں کمی ہو گی۔ [11]

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صبح کو نبی ﷺ نے حضرت بلال کو بلا کر پوچھا اے بلال! کس وجہ سے تم جنت میں مجھ سے آگے تھے؟ میں جب بھی جنت میں داخل ہوا ہوں میں نے تمہارے قدموں کی آہٹ اپنے آگے محسوس کی۔ حضرت بلال نے عرض کیا: دن و رات میں جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو وضو کر لیتا ہوں پھر دو رکعت نماز پڑھتا ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا: اسی وجہ سے۔ [12]

حضرت ابو جعفر بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن حسین (السجاد) رضی اللہ عنہ روزانہ ایک ہزار رکعتیں پڑھتے تھے جب ہوا چلتی تھی تو غشی کھا کر گر جاتے۔ [13]

یحییٰ بن مسکین کہتے ہیں کہ حضرت مصعب بن ثابت بن عبد اللہ لگاتار روزے رکھتے تھے اور دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے زبیر بن بکار کہتے ہیں یہ اپنے زمانہ کے سب سے زیادہ عبادت گزار تھے انہوں نے پچاس سال روزے رکھے تھے۔ [14]

عمیر بن ہانی ہر روز ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور ایک ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے

---

11 ۔ صفۃ الصفوۃ، ص ۱۴۷

12 ۔ بخاری: ۱۱۴۹، مسلم ۶۲۰۷، مسند احمد: ۸۴۰۳

13 ۔ [illegible] الصفوۃ: ۳۲۷

14 ۔ صفۃ الصفوۃ، ۳۶۰

تھے۔[15]

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اوران کے بعد بے شمار ہستیوں نے اپنی زندگیوں کے لیل ونہار اور شب روز عبادت وریاضت، جود وسخا، انابت وتوکل، خشوع وخضوع، عاجزی وانکساری اوراخلاص وللّٰھیت کواختیار کر کے ذکرویادِ الٰہی میں گزاردیئے۔

ان میں سے بعض اکابر واساطین نے خلوت وتنہائی میں ذکرویادِ الٰہی کواپناوطیرہ بنایااور بعض نے اپنے ساتھ کئی چھوٹی اوربڑی جماعتوں کو بھی شب وروز عبادت وریاضت، توکل وانابت اوردیگر اوصاف جلیلہ اورخصائل حمیدہ کے ذریعہ یادِالٰہی میں مشغول ومصروف رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر ایک کواپنے وعدہ "اذکرکم" (میں تمہاراچرچاکروں گا) کے مطابق جزائے خیر سے نوازا۔ یہ تمام افراد اس دنیا سے رحلت کر گئے لیکن آج تک ان کے تذکرے اورچرچے موجود وباقی ہیں۔ آخر ایسا کیوں نہ ہو کہ خدائے لم یزل نے خود ان سے وعدہ کیا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ ومسطورہ آیت مبارکہ میں ہے۔ اسی طرح اس حدیث قدسی میں بھی ہے:

فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِیْ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٌ مِنْہُ[16]

15۔ جامع ترمذی: ۳۴۲۶، ص ۹۸۳ مطبوعہ دارالفکر بیروت، بستان العارفین، ص ۶۸، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ

16۔ مسلم: ۲۶۷۵، ابن ماجہ: ۳۸۲۲، جامع ترمذی: ۱۶۱۴، ص ۱۰۳۱، مطبوعہ دارالفکر بیروت

جس نے مجھے خلوت میں یاد کیا میں بھی اسے خلوت میں یاد کروں گا اور جس نے مجھے کسی جماعت میں یاد کیا تو میں بھی اس کی جماعت سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندے جنہیں "اولیاء اللہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، کے تذکرے اور چرچے کو کئی صدیاں بیت جان کے باوجود باقی رکھا ہوا ہے۔

چونکہ اولیاء اللہ جو کہ دعوت وعزیمت کے پیکر رہے ذکر و یادِ الٰہی اور رجوع اِلَی الحق ان کا شعار رہا، ان کے جملہ اوقات دینی اشتغال و مصروفیات میں بسر ہوئے ان کی زندگی کا کوئی لمحہ کوئی سیکنڈ بلکہ پلک جھپکنے کی مقدار بھی اس سے خالی نہیں رہی۔ قطع نظر اس کے کہ وہ علوم دینیہ کے اہتمام میں ہوں یا تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کے انصرام میں، نصائح و تقاریر میں لگے ہوں یا تصنیف و تالیف میں مگن ہوں یا کسی دانا و عقلمند کے شعر تدبر کر رہے ہوں یا فقراء و مساکین کی خدمت میں لگے ہوئے ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے ایسے ہی نیک و صالح بندوں میں ایک ہستی امام اکبر غوث اشہر سلطان الاولیاء مقبل ید المصطفیٰ رفیع الہم والمساعی سیدنا وسندنا سید محی الدین ابو العباس احمد الکبیر حسینی الرفاعی رضی اللہ عنہ وعنا کی ذات والا صفات بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خصائل حمیدہ، اوصاف جلیلہ اور فضائل رفیعہ سے مشرف و سرفراز فرمایا آپ اپنے عہد مبارک سے لے کر قیامت تک کے لئے محبانِ مصطفیٰ، شیفتگانِ مرتضیٰ اور فدایانِ اہل عباء کے لئے آفتاب عالمتاب اور ماہتابِ جہاں تاب کی طرح انوار و تجلیات اور فیوضات و برکات

پھیلا رہے ہیں جہاں کا کونہ کونہ اور اطراف واکناف عالم آپ کے فیوضات و برکات اور انوار و تجلیات کی تابانیوں سے چمک اٹھے ہیں۔

الحمدللہ تعالیٰ علی احسانہ اس غلام و خادم کو بھی اس عظیم ہستی سے نسبت کا شرف حاصل ہے ،اور اس کی گردن میں بھی غوث اکبر قمر ازہر سلطان الاولیاء والعارفین، لاثم ید سید المرسلین شیخ الامۃ مندوب فی الملمہ ابوالعلمین سیدنا محی الدین احمد کبیر الرفاعی حسینی رضی اللہ عنہ وارضاہ کا پٹا موجود ہے۔

خادم نے بارگاہ احمدیہ رفاعیہ میں ایک عاجزانہ نذرانہ پیش کرنے کی سعی و کوشش کی ہے اردو میں حضرت اقدس کی سیرت و سوانح پر یہ پہلی جامع و مفصل تصنیف ہے۔ اس سے قبل بعض بزرگ علماء کے مختصر مضامین حضرت اقدس امام احمد کبیر الرفاعی علیہ الرحمۃ الرضوان کی حیات مبارکہ پر ضرور شائع ہوئے ہیں لیکن جامع کتاب لکھنے کی یہ سعادت اس فقیر و عاجز کے حصہ میں آئی ہے جو بلاشبہ امام اکبر غوث اشہر قطب ازہر سیدنا امام رفاعی علیہ الرحمہ کا روحانی تصرف و فیض ہے۔ خالق کون و مکان، مالک انس و جان کی بارگاہ اقدس میں التجاء ہے کہ اپنے حبیبِ لبیب سید الرسل امام الانبیاء والمرسلین حضور نبی مکرم ﷺ کے صدقہ و طفیل میں میری اس عاجزانہ کاوش کو مقبول فرما کر اسے قبولیتِ عامہ سے سرفراز فرمائے۔ مجھے، میرے والدین، اہل خانہ، اولاد، شیوخ، اساتذہ بالخصوص فخر ملت اسلامیہ، قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نور اللہ مرقدہ

شیخ الاسلام حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری بردہ اللہ مضجعہ، سیدی واستاذی ومربی حضرت علامہ مفتی محمد حسن حقانی نوراللہ مرقدہ، مسند نشین سلسلۂ عالیہ رفاعیہ پاکستان پیر سید وزیر علی رفاعی عرفان اللہ الغالب الرشید نوراللہ مرقدہ، سیدی وسندی وشیخی علامۃ الشام، شیخ الطریقۃ الرفاعیہ سید فواز ابن بشار حفظہ اللہ ونفعنا من برکات علومہ الجلیلہ وفیوضاتہ الرفیعہ، سیدی واستاذی علامہ شیخ محمد عوف صادق الرفاعی دامت فیوضاتہم القدسیہ، مفسر اعظم، محدث اکبر، برکۃ المصطفیٰ فی الدیار الباکستانیہ شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی دامت برکاتہم العالیہ ونفعنا من علومہ المبارکہ، مفکر اسلام، نباض عصر مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب، جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی زیدہ مجدہم، استاذ العلماء علامہ رضوان احمد نقشبندی زید مجدہ اور فاضل جلیل عالم نبیل علامہ محمد عمران شامی الرفاعی حفظہ اللہ تعالیٰ کو صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور جملہ احباب کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔ ہم سب کو اسلام پر زندہ رکھے۔ ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر فرمائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسٓ

عاجز و قلیل المساعی

محمد عبداللہ نورانی الرفاعی

۱۴ جمادی الاخری ۱۴۳۴ھ / ۱۳ اپریل ۲۰۱۳ء

باب اول: خاندانی و شخصی احوال

امام رفاعی علیہ الرحمہ کا تعارف

نام و نسب:

امام شمس الدین احمد بن محمد بن ابو بکر بن خلکان متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں:

ابو العباس احمد بن ابو الحسن علی الرفاعی نیک، صالح، فقیہ اور شافعی المذہب تھے۔ اصلا عرب تھے لیکن بطائح کے ایک گاؤں امِّ عَبیدَہ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ [17]

امام حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں:

ابو العباس احمد بن ابو الحسن علی بن احمد بن یحییٰ بن حازم بن علی بن رفاعہ الرفاعی مغربی بطائحی امام قدوہ (رول ماڈل) عابد زاہد اور شیخ العارفین ہیں۔ [18]

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

شیخ ابو العباس احمد الرفاعی بن ابی الحسن علی بن ابو العباس احمد المعروف بابن الرفاعی آپ گروہِ رفاعیہ احمدیہ کے سر خیل و سربراہ ہیں۔ آپ کے گروہ کو بطائحیہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ بطائح کی بستیوں میں سے امِّ عَبیدَہ نامی بستی میں رہائش پذیر تھے یہ بستی بصرہ

17۔ وفیات الاعیان، ج۱، ص ۱۷۱، مطبوعہ منشورات رضی، قم ایران

18۔ سیر الاعلام النبلاء، ج۱۳، ص ۳۸، مطبوعہ دار الکتب علمیہ، لبنان

اور واسط کے درمیان ہے آپ اصلا اہل عرب سے تھے لیکن ان شہروں میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔"میں نے طبقات شافعیہ میں بھی آپکا ذکر کیا ہے"۔ [19]

امام رفاعی کا سلسلہ نسب:

حافظ سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد مصری المعروف بابن ملقن متوفیٰ ۸۰۴ھ آپ کا سلسلہ نسب یوں بیان کرتے ہیں:

ابو العباس احمد بن ابی الحسن علی بن یحییٰ بن حازم بن علی بن ثابت بن علی بن الحسن الاصغر بن المھدی ابن محمد بن الحسن بن یحییٰ بن ابراہیم بن الامام موسیٰ الکاظم بن الامام جعفر الصادق، بن الامام محمد الباقر بن الامام علی زین العابدین بن الامام الشھید الحسین بن الامام علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ۔ [20]

امام رفاعی کے آباء واجداد کا تعارف

والد ماجد سید علی ابو الحسن بن سید یحییٰ بن ثابت:

امام عزالدین احمد فاروثی متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں:

سید علی ابو الحسن بن سید یحییٰ بن ثابت الحسینی کی ولادت ۴۵۹ھ میں ہوئی ایک ہی سال

19۔ البدایۃ والنھایۃ، ج ۱۴، ص ۶۱۶، مطبوعہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ

20۔ طبقات الاولیاء، لابن ملقن، ص ۹۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، راحۃ الارواح، ص ۶۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کے تھے کہ ان کے والد سید یحییٰ دنیا سے رحلت فرما گئے۔ سید علی ابو الحسین کی کفالت ان کے انصاری ننہالیوں اور ان کے خالہ زادوں نے کی جو بصرہ کے مشہور روساء آل صیرفی سے تھے۔ انہوں نے تجوید کے ساتھ قرآن مجید پڑھا پھر اپنے چچازاد شیخ ابو منصور اور شیخ ابو حسین حربونی اور اکابرین کی ایک جماعت سے فقہ اور دیگر علوم شرعیہ کو حاصل کیا، اور اپنے ماموں شیخ یحییٰ کی مصاحبت کو لازم کر لیا، حتی کہ ان کے حکم پر بصرہ کو چھوڑ کر بطائح میں ہی رہائش اختیار کر لی اور اسی سال اپنے ماموں کی صاحبزادی شیخہ صالحہ فاطمہ انصاریہ جو شیخ منصور ربانی کی بہن تھیں ان سے نکاح کیا یہ علی کی اولاد میں شیخ مشائخ الاسلام سید احمد الرفاعی، سید ست النسب، سید اسماعیل، سید سیف الدین عثمان، سید سیف الدین عثمان ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ سید علی رحمہ اللہ نے "حسن" نامی بستی میں سکونت اختیار فرمائی تھی یہ امِ عَبیدَہ کے برابر میں ایک بستی ہے۔ حسن میں ہی حضرت سید علی رحمہ اللہ نے اپنے سائباں و دولت کدہ کی بنیاد رکھی تھی۔ ۵۱۹ھ میں سید علی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا جس وقت ان کی روح نکل رہی تھی اس وقت ان کی زباں پر یہ الفاظ تھے:

آمَنْتُ بِاللّٰہِ حَسْبِیَ اللّٰہُ (میں اللہ پر ایمان لایا اور اللہ میرے لئے کافی ہے) [21]

21۔ ارشاد المسلمین ص ۲۷، ۲۶، روضۃ الناظرین، ص ۲۹، حاشیہ مراحل السالکین، ص ۱۶۹، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

سید یحییٰ بن سید ثابت ابن سید حازم حسینی (دادا):

امام ذہبی لکھتے ہیں: سید یحییٰ بن سید ثابت ابن سید حازم حسینی یہ پہلے رفاعی ہیں جو ۴۵۰ھ میں اشبیلیہ مغرب سے عراق میں وارد ہوئے۔ خلیفۂ وقت قائم عباسی نے ان کی آمد پر ان کی تعظیم کی اور انہیں بصرہ، بطائح اور واسط کا نقیب مقرر کیا [22] ان کے ساتھ ان کے چچازاد سید حسن، سید محمد عسلہ بھی تھے ان کے پاس ان کا پاکیزہ شجرہ بھی تھا جس پر مغرب کے اولیاء، سادات علماء اور بادشاہوں کی تحریرات تھیں۔ جب یہ مغرب سے مکۃ المکرمۃ اور مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو وہاں کے سادات اور ماہرین انساب نے ان کی توثیق و تائید کی اور اسے لکھ کر امراء مدینہ بنو حسین کے کتب خانہ "خزانہ آل اعرج" میں محفوظ کر لیا۔ بصرہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص و برکت سے اختلاف کو دور فرما دیا۔ یہ اپنے تقویٰ و صالحیت اور ولایت کبریٰ اور عارفیت عظمیٰ میں مشہور تھے۔ انہوں نے اصیلہ انصاریہ سے نکاح کیا جو حسن النجاری جو اللہ کے ولی اور امام شیخ یحییٰ انصاری کے والد تھے کی صاحبزادی تھیں۔ ۴۶۰ھ میں ان کا بصرہ میں انتقال ہوا اور انہیں "فم الدیر" میں دفن کیا گیا وہی پر آپ کے مزار کی زیارت کی جاتی ہے۔ [23]

22۔ المعارف المحمدیہ ص ۱۳۱، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفی البھیہ مصر

23۔ المعارف المحمدیہ، ص ۱۲۱، ارشاد المسلمین ص ۲۷، ۲۶، تاریخ الخلفاء لابن ساعی، ص ۱۱۰، حاشیہ مراحل السالکین، ص ۱۷۰، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

سید ثابت بن سید حازم حسینی (پر دادا):

سید ثابت بن سید حازم حسینی ان کی ولادت اشبیلیہ میں ہوئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے جلوہ میں مگن رہتے تھے بہترین حافظ اورانتہائی عمدہ آواز والے تھے۔ ان کے لباس سے نبوی (گھرانے کی) خوشبو مہکتی تھی۔ مغرب کے بادشاہ ان کے تذکرہ سے برکت حاصل کرتے تھے۔ جب ان میں سے کسی کے پاس سید ثابت کا خط آتا تو وہ حسن عقیدت اور ان کی شان کی تعظیم کی وجہ سے یہ سمجھتے تھے کہ گویا نہیں کسی علاقہ کی فتح کی خوشخبری مل گئی ہو۔ بلاشبہ وہ اس تکریم کے مستحق تھے کیونکہ وہ ایک سانس بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ تھے ان کی اولاد میں سید یحیٰ اور سید علی تھے ان کا انتقال ۴۲۷ھ اشبیلیہ میں ہی ہوا۔ [24]

ابو الفوارس سید حازم:

سید حازم ان کو علی بھی کہتے تھے ان کی کنیت ابو الفوارس تھی۔ امام اور عظیم المرتبت شخص تھے ان کی طرف پناہ لی جاتی تھی ان کی اولاد میں ثابت، عبد اللہ اور محمد عسلہ تھے۔ ۳۸۵ھ میں اشبیلیہ میں ہی ان کا انتقال ہوا۔ [25]

24۔ خلاصۃ الاکسیر، ص ۲۰، حاشیہ مراحل السالکین، ص ۱۷۰، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام، المعارف المحمدیہ ص ۱۳۱، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفی البھیہ

25۔ المعارف المحمدیہ ص ۱۳۱، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفی البھیہ

ابو علی سید احمد مرتضیٰ:

سید احمد ان کی کنیت ابو علی تھی اور لقب مرتضیٰ تھا۔ یہ فقیہ، عابد، عارف، انوکھی کرامات والے اور سچے احوال والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے اور نبی ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنے والے تھے انتہائی مجبوری کے بغیر دنیوی معاملات میں بالکل گفتگو نہیں کرتے تھے۔ ۳۷۰ھ میں اشبیلیہ میں ان کا انتقال ہوا اپنے والد اور اپنے دادا کے مزارات کے پاس ہی انہیں دفن کیا گیا۔ [26]

ابو الفضائل علی المغربی:

ابو الفضائل علی المغربی الاشبیلی الحسینی یہ حجۃ العارفین اور سید الزاہدین تھے۔ ان سے محبت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے ایک آہ بھری اور اپنے آپ کو سامنے موجود ایک درخت سے ٹکرادیا اس سے آگ بھڑک اٹھی آپ نے فرمایا: محبت اس طرح ہوتی ہے۔ ان کا انتقال ۳۵۳ھ میں اشبیلیہ میں ہوا ان کی اولاد میں احمد رفاعہ، ہزاع اور غالب وغیرھم تھے۔ [27]

سید رفاعہ الحسن مکی:

ان کی ولادت ۳۸۰ھ میں مکۃ المکرمۃ میں ہوئی یہ قرامطہ اللہ تعالیٰ انہیں غارت کرے

26۔ خلاصۃ الاکسیر، ص ۲۰، حاشیہ مراحل السالکین، ص ۱۷۱، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

27۔ خلاصۃ الاکسیر، ص ۱۹، حاشیہ مراحل السالکین، ص ۱۷۱، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

کے فتنہ کی وجہ سے ۳۱۷ھ میں اشبیلیہ مغرب کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔[28] جب رفاعہ الحسن مغرب میں پہنچے تو وہاں کے روساء نے ان کی تعظیم کی اور وہاں کے سادات ان کے مطیع و تابعدار بن گئے اہل اسلام نے ان سے نفع حاصل کیا پھر وہ حفاظت دین کی وجہ سے اشبیلیہ کے ایک گاؤں میں ہی قبیلہ شیبان کے ساتھ اقامت گزیں ہو گئے پھر آپ کا نکاح نبھا (نام) کی خاتون سے ہوا جو احمد بن علی بن عبد اللہ بن عمر بن ادریس الاصغر بن ادریس الاکبر جو مغرب کے بادشاہ حسینی الکبیر کی صاحبزادی تھیں پھر ان کے ہاں علی کی ولادت ہوئی جو سیدنا امام احمد کبیر الرفاعی علیہ الرحمہ کے چھٹے دادا ہیں۔[29]

سید مہدی المکی:

سید مہدی مکی التقی الزکی یہ صاحب فضائل و کرامات تھے۔ یہ صائم (روزہ دار) قائم (کثرت سے نماز پڑھنے والے) فقیہ، عالم اور قطب الفرد تھے۔ یہ اپنے اہل کے شیخ

28۔ کیونکہ ابو طاہر قرامطی نے ۳۱۷ھ میں یوم الترویہ کو اپنے لشکر کے ساتھ حاجیوں پر حملہ کر کے ان کی ایک عظیم خلقت کو شہید کر ڈالا تھا ان کے مالوں کو لوٹ لیا تھا پھر انہیں زمزم کے کنویں میں دفن کر دیا تھا۔ زمزم کے اوپر موجود قبہ کو گرا دیا تھا کعبۃ اللہ کے غلاف کو اتار دیا تھا، حجر اسود کو بھی اس کی جگہ سے اکھاڑ دیا تھا۔ تاکہ یہ عبیدیین پر حجت قائم کریں کیونکہ کہا یہ جاتا تھا کہ قرامطیوں نے جو کچھ کیا وہ عبیدیین کی فرمانبرداری اور عباسیوں کی مخالفت و عناد میں ان کے حکم پر عمل کرتے ہوئے کیا تھا. (البدایۃ والنھایۃ ،ج ۷، ص ۱۵۵ ملخصا)

29۔ مراحل السالکین، ص ۲۰۲، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

تھے ان کے زمانے کہ صوفیاء کا ان کے یکتائے زمانہ ہونے پر اتفاق ہے۔ قاضی تنوخی نے نقل کیا ہے کہ یہ چالیس دن تک بغیر کھائے، پیئے اور سوئے ٹھہرے رہے لیکن اس سب کے باوجود فرائض (نمازوں) سے غائب نہیں رہے۔ ان کا انتقال ۲۹۱ھ میں مکۃ المکرمۃ میں ہوا۔ [30]

سید ابو القاسم محمد:

یہ اپنے والد کے ساتھ مکۃ المکرمۃ میں تشریف لائے ان کے والد بغداد کے رئیس تھے دل ان کی طرف راغب ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے سینوں میں ان کی محبت ڈال دی تھی۔ یہ بہت بڑے سخی، زاہد صاحبِ حسن اخلاق اور صداقت وامانت کا پیکر تھے ان کا انتقال ۲۶۵ھ میں مکۃ المکرمۃ میں ہوا۔ سید مہدی مکی ان کے بیٹے تھے۔ [31]

سید محمد مہدی بہاء الدین الرواس حسینی الرفاعی متوفیٰ ۱۲۲۷ھ لکھتے ہیں:

شیخ عبد العزیز دیرینی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ہمارے استاد سلطان العلماء عبد العزیز ابو محمد عز الدین بن عبد السلام شافعی علیہ الرحمہ نے بتایا کہ میں نے شیخ، صوفی، عالم بقیۃ السلف سنت محمدیہ سے تمسک کرنے والے سید محی الدین احمد بن سلیمان حسینی الرفاعی

30۔ خلاصۃ الاکسیر، ص ۱۸، حاشیہ مراحل السالکین، ص ۱۷۲، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

31۔ خلاصۃ الاکسیر، ص ۱۷، حاشیہ مراحل السالکین، ص ۱۷۲، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

کی کتاب [32] میں پڑھا ہے کہ جب سید محمد قاسم حسینی بغدادی جو ہمارے آقا و مولا سید احمد الرفاعی کے نویں دادا ہیں اپنے والد کے ساتھ مکۃ المکرمۃ میں آئے اور وہیں سکونت اختیار کی تو لوگ ان سے نبی ﷺ کی اولاد ہونے کی وجہ سے نہ صرف محبت کرنے لگے بلکہ ان کی دین داری کی وجہ سے ان کی بے حد تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ اور ان کے متقی و پرہیز گار ہونے کا پختہ نظریہ رکھنے لگے اللہ تعالیٰ نے سید محمد قاسم کو جن نوازشات سے نوازا ان میں سے ایک یہ نوازش بھی تھی۔

سید ابوالقاسم حسینی نے مکۃ المکرمۃ میں جمعہ کی شب یہ خواب دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور آسمان سے ایک ایسانور اترتا ہے کہ جو نگاہوں پر مکمل طور پر چھاجاتا ہے۔ پھر سر سبز و شاداب زمین پر نور کی ایک ایسی بچھی ہوئی چادر ظاہر ہوئی جو ریشم کے ہرے ٹکڑوں کی ہوتی اور اس پر ایک مضبوط دائرہ ہوتا ہے وہاں ایسے افراد ہوتے ہیں جن پر ہر جانب سے نور چھایا ہوا ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ ان کا بیٹا مہدی ہوتا ہے۔

اچانک ایک شخص ان دونوں کو بلاتا ہے اور ان دونوں کو لے جاکر ایسے بلند تخت کے پاس

32۔ ان کی کتاب کا نام مناقب ابن الرفاعی ہے / امام ذہبی نے "التاریخ الاسلام" میں امام رفاعی کے حالات لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ میں نے اکثر حالات شیخ یعقوب کے ذریعہ سے شیخ محی الدین احمد بن سلیمان ہمامی حسینی الرفاعی کی کتاب سے نقل کیے ہیں۔ (حاشیہ مراحل السالکین، ص ۲۰۲)

ٹھہر تا ہے جس پر ہیرے اور جواہرات سے آراستہ پردہ ہوتا ہے۔ جب وہ پردہ ہٹتا ہے تو اس تخت سے بڑی ہیبت اور لمبے قد والا ایک شخص ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بلند درخت کی ایک ٹہنی ہوتی ہے وہ تمام افراد اس شخص کی طرف بڑھتے ہیں تو وہ شخص کہتا ہے: اے ابوالقاسم! اس ٹہنی کو لے کر اپنے بیٹے مہدی کو دے دو اور اس کو لے کر اس راستہ سے مغرب کی طرف جاؤ جب وہاں پہنچو تو اس ٹہنی کو اسی درخت میں گاڑ دو پھر جب یہ درخت پھیل جائے تو اس کی سب سے بہتر ٹہنی کو اپنے کسی بیٹے کے سپرد کر دینا اور وہ اس ٹہنی کو لے کر مشرق کی طرف چلا جائے اور جب وہ واسط میں پہنچے تو اپنی اس ٹہنی کو وہاں گاڑ دے اور اپنے سفر کو ختم کر دے۔ بے شک اس درخت سے ایسی ٹہنیاں نکلیں گی جن کی شاخیں مشرق و مغرب میں آسمان کی بلندی کو پہنچیں گی۔

ابوالقاسم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بیٹے مہدی سے اس سلسلہ میں بات کی تو وہ کہنے لگے: میرے بیٹے رفاعہ سفر کرنے میں مجھ سے زیادہ باہمت ہیں تو انہیں اس طرف بھیج دیں، میں نے مہدی والی بات تخت والے شخص سے کی تو وہ تخت پر چڑھ گیا پھر تخت سے اُتر کر کہنے لگا ہاں مہدی کا بیٹا رفاعہ یہ کر لے گا، ابھی کچھ لمحے بھی نہیں گزرے تھے کہ رفاعہ میرے پاس موجود تھے میں نے رفاعہ کو وہ ٹہنی دی اور تخت والے شخص سے کہا: لیجئے ہم نے آپ کے حکم پر عمل کر لیا۔ اب میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں؟ اور یہ تخت والے کون ہیں؟ جن کی طرف سے ہمیں

یہ حکم دیا گیا ہے: انہوں نے کہا: میں علی بن ابی طالب ہوں اور تخت پر رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہیں۔ میں نے ان کا استقبال کیا اور ان کی تعریف و توصیف کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہوئے اپنے پوتے رفاعہ کا ہاتھ پکڑ کر مغرب کے اس راستہ کی طرف چل پڑا جس کی جانب امیر المؤمنین نے اشارہ کیا تھا۔ پلک جھپکنے کی مقدار میں ہی ہم مغرب میں تھے، رفاعہ نے وہاں ٹہنی گاڑی تو اس سے ایک عظیم درخت اُگ گیا۔ اس کی ایک ٹہنی آسمان کی بلندی کو چھو رہی تھی اسے رفاعہ نے کاٹ دیا پھر ہم کھڑے ہو کر مغرب کے اس راستہ کی طرف چل پڑے جو منور و روشن تھا اور کچھ ہی دیر میں ہم عراق کی مشرقی جانب واسط میں تھے پھر رفاعہ نے وہاں ایک ٹہنی کو گاڑا جس سے ایسا عظیم درخت اُگا جس کی ٹہنیاں آسمانوں کو چھو رہی تھیں اور جس کی شاخیں مشرق و مغرب کو پہنچ چکی تھیں گویا کہ اس کی اصل آفتاب ہے اور اس کے پتے ستارے ہیں چنانچہ میں نے عاجزی کے ساتھ اس کی تعظیم کی۔ پھر میں جاگا تو حیرت زدہ بیت اللہ کی طرف چل پڑا میں سوچ و بچار کے سمندر میں تھا کہ میں نے سید حمزہ بن علوی کو دیکھا یہ اہل بیت کے خوابوں کی تعبیر دیا کرتے تھے میں نے انہیں یہ خواب بتایا تو وہ عاجزی کرتے ہوئے رونے لگے پھر فرمانے لگے کہ خواب میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کا صاحبزادہ رفاعہ مغرب کی طرف جائے گا اور وہاں اپنی پاکیزہ اولاد کو چھوڑے گا پھر اس کے بیٹوں میں سے کوئی بیٹا واسط (عراق) میں آئے گا اور وہاں اس کی اولاد میں اس سردار کی ولادت

ہو گی جو نبی ﷺ کا نائب ہو گا۔ وہ شریعت کی تجدید کرے گا اور طریقت کا بھی احیاء کرے گا۔ اس کے ارشادات وفرمودات کی روشنی جہاں بھر میں پھیل جائے گی اس کے گھرانے میں ستاروں کی مانند مخلصین اوراولیاء ہوں گے اگرچہ وہ شخص (حقیقی) مہدی نہیں ہو گا لیکن رشد وہدایت کے پھیلانے میں مہدی جیسا ہی ہو گا۔ میں نے اپنا خواب اوراس کی تعبیر کو لکھ کر ایک رقعہ میں محفوظ کر لیا تا کہ ان شاء اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد ﷺ کی نوازشات کا ثبوت ہمارے پاس موجود رہے۔ اور یہ رقعہ اہل بیت میں موجود رہا حتی کہ اس گروہ کے آفتاب اللہ کے ولی قطب جامع واکبر سیدنا(امام) احمد بن علی الرفاعی الحسینی کا ظہور ہو گیا اوروہ اپنے نانا کی امت کی رشدوہدایت کے عظیم القدر مقام پر فائز ہو گئے اس امت کے صالحین وعارفین کے ہاں بارگاہ محمدیہ سے امام رفاعی کے حوالہ سے اس طرح کی کئی بشارات ہیں۔

حضرت سید محمد ابو القاسم کی رحلت ۲۶۰ھ میں مکۃ المکرمۃ میں ہوئی۔ [33]

ابو موسیٰ سید حسن القاسم :

ابن ماموں نے شجرہ میں لکھا ہے کہ ان کے زمانہ طالب علمی میں ان سے زیادہ بلند مقام، ان سے بڑا مرتبہ اور ان سے زیادہ علم میں کامل اور عمل میں پاکیزہ کوئی اور نہیں تھا۔ بلاشک وشبہ یہ اپنے زمانہ کے سردار تھے۔ "حسن" رئیس بغداد ہونے کے باوجود اپنے

33۔ مراحل السالکین، ص ۲۰۲ تا ۲۰۴، مطبوعہ دارالبیروتی حلبونی دمشق شام

کچھ بچوں کے ساتھ مکۃ المکرمہ آ گئے تھے۔ اور ان کے باقی بچے بغداد میں ہی اِقامت گزیں رہے۔ ان کا انتقال مکۃ المکرمہ ۲۲۶ھ میں ہوا۔ ان کی اولاد میں موسیٰ اور محمد ابوالقاسم تھے۔[34]

سید ابوعبداللہ حسین الرضی انہیں محدث اور قطیعی بھی کہا جاتا تھا۔ قطیعی تو بغداد کے قطعیہ نامی محلہ میں سکونت کی وجہ سے کہا جاتا تھا اور محدث اس لئے کہا جاتا تھا کہ یہ قرآن وحدیث کے علم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ بہت بڑے فقیہ تھے اور بغداد میں رئیس تھے انہیں "سید آل ابوطالب کہا جاتا تھا اور ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشبیہ دی جاتی تھی ان کا انتقال ۲۱۹ھ میں بغداد میں ہوا اور مقبرہ قطیعی میں دفن کئے گئے ان کی اولاد میں قاسم تھے جنہیں حسن بھی کہا جاتا تھا اور حسن ہی سے مشہور ہوئے اس کے علاوہ علی الاسود، ابواحمد حسن اور حمزہ بھی تھے۔[35]

سید احمد صالح الاکبر:

یہ اپنے زمانہ میں اہل بیت کے شیخ تھے ان کی صالحیت جلو مرتبت اور تفرد پر ان کے زمانے والوں کا اجماع ہے۔ عام و خاص کے دلوں پر ان کی ہیبت تھی صاحب بصیرت اور مستجاب الدعوات تھے۔ خلفاء کے ہاں بھی ان کا مقام و مرتبہ انتہائی عظیم تھا۔ بڑی

34۔ خلاصۃ الاکسیر، ص ۱۷، الوظائف الاحمدیہ ص ۱۳۱ مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفی مصر

35۔ خلاصۃ الاکسیر، ص ۱۶، الوظائف الاحمدیہ ص ۱۳۱ مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفی مصر

عظیم شان والے تھے جب گفتگو فرماتے تو لوگوں پر سکوت طاری ہو جاتا تھا اور جب خاموش ہوتے تھے تو بھی لوگوں پر آپ کی ہیبت بر قرار رہتی تھی ان کا انتقال ۲۱۶ھ میں بغداد میں ہوا اور خلیفہ مامون کو ان کے انتقال کی خبر ملی تو وہ روتے ہوئے کہنے لگا: علومِ نبویہ کے مصاحف میں سے عظیم مصحف لپیٹ دیا گیا۔ یہ امام کاظم رضی اللہ عنہ کے مشہد کے پیچھے مقابر قریش میں دفن کئے گئے انہوں نے اپنے پیچھے تین صاحبزادے چھوڑے۔ ابو عبد اللہ الحسین، ابو اسحٰق ابراہیم اور علی الاحول۔ [36]

ابو سبحہ ابو یحییٰ سید موسیٰ ثانی:

کثرتِ تسبیح کی وجہ سے انہیں ابو سبحہ کہا جاتا تھا۔ یہ سردار عظیمُ المرتبت صاحبِ خشوع و خضوع متقی و پرہیز گار اور عارف (باللہ) تھے اپنے والد کے ساتھ بغداد میں وارد ہوئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی ان کا انتقال بھی ۲۱۰ھ میں بغداد میں ہوا۔ اور اپنے دادا حضرت کاظم کے مرقد کے قریب مقبرۂ قریش میں دفن کئے گئے۔ ان کی اولاد میں آٹھ لڑکے تھے جن میں چار کثیر الاولاد ہوئے اور چار قلیل الاولاد۔ محمد الاعراج احمد الاکبر، ابراہیم العسکری اور حسین قطیعی کثیر الاولاد اور عبد اللہ عیسی علی اور جعفر قلیل الاولاد تھے۔ [37]

36۔ خلاصۃ الاکسیر، ص۱۵، الوظائف الاحمدیہ ص ۱۳۱ مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفی مصر

37۔ خلاصۃ الاکسیر، ص۱۵، الوظائف الاحمدیہ ص ۱۳۱۰ مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفی مصر

سیدنا امام ابراہیم مرتضی:

ان کی والدہ کا اسم گرامی نجیہ تھا۔ یہ دوسری صدی ہجری میں یمن کے حاکم بنائے گئے تھے۔ ان کی حکومت مشرقی یمن کے آخری کونے اور ساحل تک پھیلی ہوئی تھی۔ انہوں نے مامون کے زمانہ ہیں لوگوں کے ساتھ حج کیا اور حرم شریف میں جب انہیں خطابت کے لئے کھڑا کیا گیا تو انہوں نے مامون اور اپنے ولی عہد امام علی رضا بن الکاظم کے لئے دعا کی۔ ۲۰۶ھ، ۲۰۹ھ یا اس کے درمیانہ عرصہ میں زہر خورانی کے باعث ان کا انتقال ہوا۔ یہ ائمہ اہل بیت میں سے ایک تھے انہیں "ھادی الی اللہ" کا لقب دیا جاتا تھا۔ ان کے تین لڑکے تھے۔ [38]

۱۔ ابو سبحہ جنہیں موسیٰ ثانی کہا جاتا تھا۔ جعفر اور اسماعیل۔ [39]

امام موسی کاظم:

سیدنا امام موسیٰ کاظم کی ولادت ۱۲۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ مہدی نے انہیں بغداد میں بلوایا لیکن واپس بھیج دیا۔ پھر حضرت امام موسیٰ کاظم ہارون الرشید کے ساتھ بغداد تشریف لائے اور وہیں سکونت اختیار فرمالی۔ حضر امام موسیٰ کاظم کو ان کی عبادت واجتہاد کی وجہ سے "عبدِ صالح" کہا جاتا تھا۔ منقول ہے کہ آپ رات کے ابتدائی حصہ

38۔ سیر اعلام النبلاء، ج۵، ص۲۴۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

39۔ خلاصۃ الاکسیر، ص۱۴، الوظائف الاحمدیہ ص۱۳۵ مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفی مصر

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں داخل ہوئے اور سجدہ کیا پھر صبح تک سجدہ میں یہ کہتے رہے:
عَظُمَ الذَّنبُ عِندِیْ فَلْیُحْسِنِ العَفْوَ مِنْ عِنْدِكَ (اگر) میرا گناہ بڑا ہے تو تیرے عفو در گزر بھی تو بہترین ہے۔ یَا اَھْلَ التَّقْوٰی وَاَھْلَ الْمَغْفِرَۃِ۔ (اے وہ ذات جو اس لائق ہے کہ اس کا خوف رکھا جائے اور اس لائق بھی ہے کہ بخشش فرمادے)۔
یہ انتہائی سخی اور کریم تھے۔ انہیں معلوم ہوا کہ ایک شخص انہیں برا کہتا ہے تو انہوں نے ایک تھیلی میں ہزار دینار رکھ کر اس کی طرف بھیج دیئے۔ یہ دو سو، تین سو اور چار سو دینار کی تھیلیاں بنا کر مدینہ منورہ کے لوگوں میں تقسیم کرتے تھے۔ [40]
امام جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن جوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:
شفیق بن ابراہیم بلخی کا بیان ہے کہ میں ۲۹۴ھ میں حج کے لئے نکلا تو قادسیہ پہنچ کر میں نے دیکھا کہ لوگوں کے پاس بہت سا ساز و سامان ہے اور گندمی رنگ کا ایک نوجوان اونی کپڑے اور جوتیاں پہنے الگ تھلگ کھڑا ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ نوجوان صوفی ہے اور یہ راستہ میں لوگوں پر بوجھ بننا چاہ رہا ہے۔ اللہ کی قسم میں اس کے پاس جا کر اسے ضرور ڈانٹوں گا۔ جب میں ان کی طرف جانے لگا تو اس نے مجھے آتے دیکھ کر فرمایا (اے شفیق) اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ [41] زیادہ گمان کرنے

40۔ سیر اعلام النبلاء، ج۵، ص ۴۶۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

41۔ حجرات:۱۲

سے بچو اس لئے کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ پھر وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا میں نے دل میں سوچا یہ تو بہت بڑی بات ہے کہ جو کچھ میں نے دل میں سوچا تھا انہوں نے وہ بھی بتادیا اور میرا نام بھی بتادیا، یہ کوئی نیک شخص ہے۔ میں اس سے ضرور ملوں گا اور اس سے معاملہ کے متعلق سوال کروں گا۔ میں نے جلدی سے ان کے پیچھے جانے کی کوشش کی لیکن وہ نگاہوں سے اوجھل ہوگئے۔ پھر جب ہم واقصہ پہنچے تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اشک رواں ہیں اور ان کے سارے اعضاء کپکپا رہے ہیں میں نے کہا یہ وہی صاحب ہیں میں انتظار کرتا ہوں حتی کہ جب وہ (نماز سے فارغ ہوکر) بیٹھ گئے تو میں ان کی طرف چل پڑا انہوں نے مجھے آتے دیکھ کر فرمایا: اے شفیق یہ آیت پڑھو" وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى "[42] بے شک جس نے توبہ کی اور اچھا عمل کیا پھر سیدھی راہ اختیار کی تو میں اس کی بخشش کرنے والا ہوں۔ پھر وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ میں نے کہا یہ نوجوان ضرور ابدال میں سے ہے۔ انہوں نے دو مرتبہ میرے دل کی بات بتائی ہے۔ پھر جب ہم رمال میں پہنچے تو میں نے دیکھا کہ وہ نوجوان ہاتھ میں پیالہ لے کر کنوئیں پر پانی کے لئے کھڑا ہے۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے اچانک پیالہ اس کے ہاتھ سے کنویں میں گر پڑا اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: اے میرے رب جب میں پیاسا ہوتا ہوں تو تو مجھے سیراب کرتا ہے اور جب مجھے بھوک لگتی ہے تو تو مجھے

42۔ طہ:۸۲

کھانا کھلاتا ہے۔ اے اللہ! اے میرے مولا! میرے پاس اس پیالہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے پس تو مجھے اس سے محروم نہ فرما، شفیق کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی اوپر آگیا حتی کہ انہوں نے پیالہ ہاتھ میں لے کر اس کو بھرا پھر وضو کر کے چار رکعت نماز ادا کی۔ اس نے اس پانی کو نوش کیا، میں نے اس کے پاس آکر اسے سلام کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر جو انعام کیا ہے اس کے باقی ماندہ میں سے مجھے بھی کچھ دیدو۔ انہوں نے کہا: اے شفیق! اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہم پر ہمیشہ رہتیں ہیں تم اپنے رب کے ساتھ حُسنِ ظن رکھو پھر انہوں نے مجھے وہ پیالہ دیا اس میں ستو کا شربت تھا اللہ کی قسم میں نے اس جیسا خوشبودار اور اتنا لذیذ شربت کبھی نہیں پیا اس سے میرا پیٹ بھر گیا اور میں سیر ہو گیا۔ اس کے بعد کئی دنوں تک مجھے کھانے اور پینے کی خواہش نہیں ہوئی۔

مکۃ المکرمہ پہنچ کر میں نے اس نوجوان کے متعلق معلومات کیں تو پتا چلا کہ یہ موسیٰ بن جعفر ہیں۔ میں نے کہا: ان جیسے سردار سے ایسے انوکھے امور کا سرزد ہونا تعجب کی بات نہیں ہے۔ ہارون الرشید نے انہیں اپنے ساتھ لے جاکر بغداد میں قید کر لیا تھا۔ انہوں نے قید کے دوران ہارون الرشید کو خط لکھا کہ اگر میرا ایک دن تکلیف و آزمائش میں گزرتا ہے تو آپ کا آسانی و سہولت کا ایک دن کم ہوتا ہے حتی کہ ہم دونوں اس دن میں شریک ہوں گے جس دن باطل پرست خسارہ و نقصان اٹھائیں گے۔ آپ کی رحلت ۲۵

رجب ۱۸۳ھ میں حالت اسیری میں ہوئی۔ [43]

امام جعفر الصادق:

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ اپنے زمانے کے عظیم المرتبت عالم و پیشوا تھے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ جیسے اساطین علم نے بھی آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ کا وصال ۱۴۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ [44]

امام محمد الباقر:

آپ کی وفات ماہ ذی الحجہ ۱۱۴ھ میں مدینہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ [45]

سیدنا زین العابدین ابو علی محمد السجاد

ہفتہ ۱۸ محرم الحرام ۹۵ھ مدینہ منورہ میں انتقال ہوا اور بقیع میں دفن کئے گئے۔ [46]

سید الشہداء سیدنا امام حسین علیہ السلام

آپ کی شہادت ۶۱ ھ میں کربلا کے مقام پر عراق میں ہوئی۔ آپ کا مرقدِ انور مرجع

43۔ صفۃ الصفوۃ ص ۳۵۹، مطبوعہ دار الکتب العربی

44۔ صفۃ الصفوۃ ص ۳۶۴، مطبوعہ دار الکتب العربی

45۔ المعارف المحمدیہ، ص ۱۳۱

46۔ المعارف المحمدیہ، ص ۱۳۱

خلائق ہے۔ [47]

سید نا امام المشارق والمغارب اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ بروز جمعہ رمضان المبارک کی ۲۱ شب کو شہید کئے گئے۔ آپ کا مزار نجف اشرف میں ہے۔ [48]

ولادت:

امام حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں:

منقول ہے کہ حضرت امام احمد رفاعی کی ولادت باسعادت سن ۵۰۰ھ کے آغاز میں ہوئی۔ ان کے والد عرب سے امِّ عَبیدَہ نامی گاؤں مین فروکش ہوئے اور انہوں نے (مشہور) زاہد منصور کی بہن سے شادی کی تو ان سے حضرت سید احمد اور ان کے دیگر بھائی متولد ہوئے۔

حضرت ابوالحسن قاری تھے اور جامع شیخ منصور میں امامت کرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے صاحبزادے حضرت (سیدنا) احمد ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔ آپ کی والدۂ ماجدہ کا اسم گرامی سیدہ فاطمہ تھا۔ [49]

---

47 ۔ المعارف المحمدیہ، ص ۱۳۱

48 ۔ المعارف المحمدیہ، ص ۱۳۱

49 ۔ سیر الاعلام النبلاء، ج ۱۳، ص ۳۸ تا ۴۰، مطبوعہ دار الکتب علمیہ، لبنان

شیخ ظفر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۴ھ لکھتے ہیں:

آپ ۱۵ رجب المرجب سنہ ۵۱۲ھ کو مقام حسن میں پیدا ہوئے جو اُمِّ عَبیدَہ کے قریب نواح واسط میں واقع ہے۔ آپ کے زمانہ ولادت میں خلفاء عباسین میں سے خلیفۃ المسلمین مسترشد باللہ سریر آراء خلافت تھے۔ [50]

مرتبین دائرہ معارف اسلامیہ لکھتے ہیں:

الرفاعی، احمد بن ابو العباس طریقہ رفاعیہ کے بانی بعض مستند مورخوں نے ان کی تاریخ ولادت محرم ۵۰۰ھ / ستمبر ۱۱۰۶ء بیان کی ہے اور بعض نے رجب ۱۲ / نومبر ۱۱۱۸ھ اور "قریات حسن" مقام پیدائش ظاہر کیا ہے جو کہ ضلع بصرہ کا ایک موضع ہے چونکہ یہ مقامات اس خطہ میں واقعہ ہے جو البطائح کہلاتا ہے۔ بعض کے نزدیک رفاعہ کسی بزرگ کے نام کے بجائے قبیلہ کا نام ہے۔ ان رفاعہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ۳۱۷ھ میں مکہ سے ہجرت کر کے "اشبیلیہ" (اندلس) چلے گئے تھے جہاں سے احمد الرفاعی کے دادا ۴۵۰ھ میں بصرہ چلے آئے اسی وجہ سے امام الرفاعی کو المغربی بھی کہا جاتا ہے۔ [51]

سید قاسم محمود لکھتے ہیں:

رفاعی، احمد (۱۱۰۶ء ۲۳ ستمبر ۱۱۸۲ء) طریقہ رفاعیہ کے بانی ضلع بصرہ کے ایک گاؤں

50۔ البنیان المشید، ترجمہ البرھان المؤید، مطبوعہ ادارہ اسلامیہ اردو بازار لاہور

51۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۰، ص ۳۱۶ تا ۳۱۸ ملخصاً

میں پیدا ہوئے۔ان کی تعلیم ستائیس برس کی عمر تک جاری رہی تب انہیں علامہ ابوالفضل علی الواسطی کی طرف سے اجازت اور اپنے ماموں امام منصور کی طرف سے خرقہ ملا۔ ۵۴۰ھ میں منصور کا انتقال ہوا اور وہ اپنے "مشیخہ" (خانقاہ و سجادہ) کی مشیخت (سجادگی) احمد رفاعی کے لئے چھوڑ گئے، سبط ابن جوزی کہتے ہیں کہ رفاعی کے پاس شعبان کی ایک رات کو ایک لاکھ آدمی دیکھے گئے۔ [52]

امام رفاعی کے متعلق اولیاء کی پیشین گوئیاں

امام حافظ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفیٰ ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

امام سراج نقل کرتے ہیں: بچپن میں امام رفاعی کے پاس فقیروں کا ایک گروہ گزرا اور رک کر آپ کو دیکھنے لگا ایک بولا لَاۤاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ مبارک درخت ظاہر ہوگیا، دوسرا کہنے لگا: اس کی تو بہت سی ٹہنیاں نکلیں گی، تیسرا گویا ہوا: جلد ہی اس کا سایہ پھیل جائے گا، چوتھے نے کہا: جلد ہی اس پر بکثرت پھل لگیں گے اور اس کا چاند چمکے گا، پانچویں نے فرمایا: جلد ہی لوگ اس کے عجائبات دیکھیں گے اور بکثرت لوگ ان کے طالب ہوں گے، چھٹے کا ارشاد تھا جلد ہی اس کی شان کا ظہور ہوگا اور اس کی دلیل غالب ہوگی، ساتواں یوں سخن سنج ہوا کتنے ہی دروازے اس کی وجہ سے بند ہوں گے۔

---

[52] ۔شاہکار اسلامی انسائکلوپیڈیا، ص ۹۰۴ ملخصاً، مطبوعہ شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی

(یعنی یہ سب اولیائے وقت پر چھا جائے گا) اس کے بے شمار دوست ہوں گے۔ [53]

امام رفاعی کی ولادت سے پہلے نبی ﷺ کی طرف سے خوشخبری

نبی ﷺ کا امام رفاعی کی ولادت سے پہلے ان کے اولیاء کے سردار ہونے کی بشارت دینا

حضرت سید احمد کبیر صاحب رفاعی کی پیدائش سے قبل ہی سرکار دو عالم ﷺ نے آپ کے ماموں، شیخ وقت، حضرت بازاشہب منصور بطائحی نوراللہ مرقدہ کو آپ کی پیدائش کی بشارت سنادی تھی۔ پیدائش سے چالیس دن پہلے ایک رات شیخ منصور نے سرکار دوعالم نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ "اے منصور! چالیس دن کے بعد تیری بہن کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا، اس کا نام "احمد" رکھنا اولیاء کرام میں وہ ایسا ہی سردار ہوگا جس طرح کہ میں انبیاء کا سردار ہوں، اور جب وہ ہوشیار ہو جائے تو تعلیم کے واسطے شیخ علی قاری واسطی کے پاس بھیج دینا اور اس کی تربیت سے غفلت نہ برتنا" اس خواب کے پورے چالیس دن بعد آپ مقام" حسن "میں پیدا ہوئے۔ [54]

امام رفاعی کا رمضان المبارک میں دودھ نہ پینا

شیخ ظفر احمد عثمانی متوفی ۱۳۹۴ھ لکھتے ہیں:

حضرت سید احمد کبیر صاحب رفاعی قدس اللہ سرہ میں بچپن سے ہی صلاحیت وسعادت

53۔ جامع کرامات اولیاء، ج۱، ص ۴۴۰ مطبوعہ دار الکتب العصریہ بیروت

54۔ المعارف المحمدیہ، ص ۱۳۱، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفیٰ البھیہ مصر

مندی اورزہد واتقا کے آثار پائے جاتے تھے۔ بقول شیخ سعدی علیہ الرحمہ:

بالائے سرش زہوش مندی　　　　　می تافت ستارہ بلندی

چنانچہ آپ کی محترمہ ہمشیرہ سیدہ صالحہ جو نہایت عابدہ زاہدہ اور پرہیز گار خاتون تھیں وہ فرماتی ہیں کہ سید صاحب جس وقت شیر خوار تھے تو رمضان کے مہینے میں کبھی دن میں دودھ نہ پیتے تھے۔ چنانچہ اول اول تو یہ خیال کیا کہ شاید اس مرضعہ (دودھ پلانے والی) کا دودھ کسی وجہ سے نہ پیا ہو۔ دوسری عورت کو دیا، آپ نے اس کا بھی نہ پیا اسی طرح چند عورتوں نے دودھ پلانے کی کوشش کی، مگر آپ نے کسی کا بھی دودھ نہ پیا۔ ہاں مغرب کے بعد آپ دودھ پیتے تھے۔ [55]

امام احمد رفاعی کا حفظ قرآن اور علوم وفنون کو مکمل کرنا

جب ذرا ہوشیار ہوئے تو کھیل کود کی طرف بالکل بھی توجہ نہ تھی۔ اسی سبب سے بہت تھوڑی مدت میں قرآن مجید کا حفظ کر لیا اور جب آپ تحصیل علم کے لئے واسط گئے تو وہاں بھی ایسی محنت اور توجہ سے پڑھا کہ بیس سال کی عمر میں آپ نے تمام علوم عقلیہ اور نقلیہ یعنی حدیث شریف، تفسیر، فقہ، معانی، فلسفہ وغیرہ غرض تمام فنونِ مروجہ کی تکمیل کر لی اور آپ کے استاد محترم نے آپ کو حدیث شریف اور دیگر علوم کی سند

55۔ البنیان المشید، ص ۳۱، مطبوعہ ادارہ اسلامیات اردو بازار لاہور

اور اجازت عطا کی۔[56]

امام سید ابو الہدی محمد بن حسن بن علی صیادی متوفی ۱۳۲۸ھ لکھتے ہیں:

شیخ عبد السمیع حربونی سے آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا، اسی سال آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا اور آپ کے ماموں شیخ منصور بطائحی نے آپ کی تربیت کی پھر آپ کے ماموں نے آپ کو ممتاز مفسر، محدث، فقیہ، مقری عظیم القدر صوفی شیخ ابو الفضل علی واسطی کی نگرانی میں دیا انہوں نے اس انداز سے آپ کی تعلیم و تربیت کی کہ آپ معاصرین پر فائق و برتر نظر آنے لگے۔ اسی طرح آپ نے اپنے ماموں شیخ ابو بکر کے درس کو بھی اپنے اوپر لازم کر لیا تھا شیخ ابو بکر شیخ وقت اور اپنے زمانے کے علماء کے سلطان تھے اسی طرح آپ اپنے دوسرے ماموں شیخ منصور کے حلقہ درس میں بھی حاضر ہوتے رہتے تھے۔ بعض علوم میں آپ نے شیخ عبد الملک حربونی سے بھی استفادہ کیا، آپ نے امام ابو اسحٰق شیرازی کی کتاب " تنبیہ " کو حفظ کر لیا تھا۔ یہ فقہ شافعیہ کی کتاب ہے آپ نے اس کی ایک عظیم الشان شرح بھی لکھی تھی لیکن وہ فتنہ تاتار میں ضائع ہو گئی۔

آپ اپنے تمام اوقات میں علوم و معارفِ دینیہ میں منہمک، مشغول اور مستغرق رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی جناب خاص سے جو علوم لدنیہ و وہبیہ عطا فرمائے اس کی

56۔ البنیان المشید، ص ۳۲، مطبوعہ ادارہ اسلامیات اردو بازار لاہور

وجہ سے آپ کے اساتذہ بھی آپ کی طرف رجوع کرتے تھے اور آپ کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آتے تھے۔

آپ کی عمر مبارک بیس سال ہی تھی کہ شیخ محدث ابوالفضل علی جو واسط کے شیخ و محدث تھے انہوں نے آپ کو تمام علوم شرعیہ اور طریقہ کی اجازت سے سرفراز فرما کر آپ کو خرقہ مبارکہ پہنایا، آپ کی شان کو مزید بڑھانے کے لیے آپ کو ابوالعالمین (ظاہر وباطن کے جامع) کے لقب سے ملقب فرمایا۔ اور شیخ کی زندگی میں ہی آپ (کے ظاہر وباطن کے جامع ہونے) پر اتفاق ہو چکا تھا نیز آپ کے مرتبہ کی بلندی اور شان کی عظمت ورفعت مسلم ہو چکی تھی۔ [57]

امام رفاعی علیہ الرحمہ کی تعلیم وتربیت اور اساتذۂ کرام:

سیدنا امام رفاعی علیہ الرحمہ کی کتاب "حالۃ اھل الحقیقۃ مع اللہ تعالیٰ" سے آپ کے درج ذیل اساتذہ کے اسماء علم میں آتے ہیں:

۱۔ شیخ ابوالفتح محمد بن عبد الباقی [58]

۲۔ شیخ محمد بن عبد السمیع عباسی ہاشمی

57۔ مقدمہ، البرھان المؤید، ص ۴، محمولہ من انٹرنیت، الکلیات الاحمدیہ، ص ۲۱۸، ۲۱۷، مطبوعہ مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ قاھرہ، مصر

58۔ حالۃ اھل الحقیقۃ مع اللہ، ص ۳۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳۔ شیخ عارف باللہ مقری جلیل ابو بکر بن یحییٰ واسطی یہ آپ کے ماموں تھے۔

۴۔ شیخ ابو طالب محمد بن علی

۵۔ شیخ ابو غالب عبد اللہ بن منصور بن حسین حربونی واسطی

۶۔ عارف باللہ سید عبد الملک بن حسین حربونی واسطی

۷۔ شیخ ابو محمد احمد بن عبد اللہ بن حسین بن جعفر آمدی واسطی

۸۔ فقیہ صالح بندار بن بختیار واسطی

۹۔ الشیخ المقری الکبیر، الامام الصالح قاضی ابو الفضل علی واسطی المعروف بابن القاری۔

سیدنا امام رفاعی نے سب سے زیادہ استفادہ ان ہی سے کیا تھا، جیسا کہ تفصیل آ رہی ہے۔

۱۰۔ ولی و شیخ صالح سید سیف الدین عثمان یہ امام رفاعی علیہ الرحمۃ والرضوان کے چچازاد بھائی اور آپ کے والد کے شاگرد تھے۔

۱۱۔ شیخ الاسلام، عارف جلیل، ولی اصیل، فرد الوقت، ابو المکارم، الباز الاشھب سید منصور ربانی بطائحی علیہ الرحمۃ سیدنا امام رفاعی کی تعلیم و تربیت کی مکمل نگرانی و دیکھ بھال آپ ہی نے فرمائی رحمھم اللہ اجمعین وبرد مضاجعھم ونفعنا من برکاتھم وفیوضاتھم۔

امام رفاعی کی سند حدیث

(جو کہ آپ کے آباءواجداد پر مشتمل ہے)

أخبرنا ابن العم الولی الصالح السید سیف الدین قال: حدثنی أبوك السید علی بن یحییٰ الرفاعی - صاحب المشهد المنور ببغداد - قال: حدثنی ابن عمی السید حسن بن عسلة، قال: حدثنی النقیب الجلیل السید یحیی بن ثابت، قال: حدثنی أبی السید ثابت، عن أبیه السید علی الحازم أبی الفوارس، عن أبیه السید أحمد بن علی أبی الفضائل، عن أبیه السید رفاعة الحسن المکی - نزیل إشبیلیة - عن أبیه السید أبی القاسم محمد البغدادی - نزیل مکة - عن أبیه السید الحسن القاسم أبی موسی الرئیس، عن أبیه السید الحسین عبد الرحمن الرضی المحدث القطیعی، عن أبیه السید أحمد الأکبر، عن أبیه السید موسی، عن أبیه الأمیر الکبیر السید إبراهیم المرتضی، عن أخیه الإمام الأعظم قبلة أهل الباطن، علی الرضا - صاحب طوس، عن ابیه الإمام الشهید موسی الکاظم، عن أبیه الإمام السعید جعفر الصادق، عن أبیه الإمام محمد الباقر، عن أبیه الإمام زین العابدین علی السَّجّاد، عن أبیه الإمام المظلوم الشهید السعید، الحسین، صاحب کربلاء، عن أبیه أمیر المؤمنین یعسوب نحل الموحدین، الإمام علی کرّم الله وجهه عن ابن عمه، سید المخلوقین حبیب رب العالمین، نبینا ورسولنا محمد ﷺ أنه قال:

(أَدَّبَنِی رَبِّیْ فَأَحْسَنَ تَأْدِیْبِیْ)

(الحدیث أوردہ المناوی فی فیض القدیر(١/٢٢۵،٢٢۴) والعجلونی فی کشف الخفاء (١/٧٢) امام رفاعی اپنی خاندانی سند بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے آداب سکھائے تو بہترین آداب سکھائے۔[59]

امام رفاعی کی سندِ حدیث

أخبرنا شیخنا الشیخ الجلیل :أبوالفضل الفضل علی الواسطی،قال :أنبأنا أبوالحسن عبدالرحمن الداودی ،قال أنبأنا أبومحمد عبداللہ السرخسی ،قال أنبأنا أبوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، قال: حدثنا عبداللہ بن مسلمة، قال حدثنا عبدالعزیزبن أبی سلمة، عن هلال بن أبی هلال ، عن عطاء بن یسار عن عبداللہ بن عمرو بن العاص ، رضی اللہ عنهما أنه سُئل عن صفة رسول اللہ ﷺ فی التوراة فقال: أجل ،واللہ إنه لموصوف فی التوراة ببعض صفته فی القرآن۔

یاأیها النبی انا ارسلناك شاهدا ومبشرا ونذیرا وحرز اللأُمیین أنت عبدی و رسولی سمیتك المتوکل لیس بفظ ولاغلیظ ولاسخاب (عالی الصوت،) فی الاسواق ولایدفع السئیة بالسئیة ولکن یعفو ویغفر ولن یقبضه اللہ حتی یقیم به الملّة العوجاء بأن

---

[59] ۔ حالۃ اهل الحقیقۃ مع اللہ، ص ٨١، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

یقولوا: لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ فَیُفْتَحُ بِھَا أَعْیُناً عُمْیاً۔ وَ آذَاناً صُمًّا وَّ قُلُوْباً غُلُفاً۔ [60]

سیدنا امام رفاعی اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے نبی ﷺ کی تورات میں موجود صفت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم تورات میں نبی ﷺ کی بعض صفات وہی ہیں جو قرآن میں ہیں: (مثلاً یہ ہے) اے نبی یقیناً ہم نے ہی آپ کو (رسول بناکر) گواہی دینے والا خوشخبری سنانے والا اور (انجام سے) آگاہ کرنے والا بناکر بھیجا ہے۔ [61] اور امیوں کے لئے محافظ بناکر بھیجا آپ میرے بندے اور رسول ہیں میں نے آپ کا نام "المتوکل" رکھا ہے آپ نہ تو تند خو ہیں نہ ہی سخت گیر اور نہ ہی بازاروں میں شور مچانے والے نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں۔ البتہ درگزر اور معاف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ ٹیڑھی قوم کو ہدایت دیئے بغیر آپ کی روح کو قبض نہیں فرمائے گا۔ یہاں تک کہ وہ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ کہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے اندھے کو بینا، گونگے کو سننے والا اور بند دلوں کو کشادہ فرمادے گا۔

امام رفاعی علیہ الرحمہ کے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت میں بنیادی و اساسی کردار آپ کے ماموں کا رہا ہے اس لیے ذیل میں ان کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

---

60 ۔ حالۃ اھل الحقیقۃ مع اللہ، ص ۱۴۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، صحیح بخاری، ج ۲:۷۴۷

61 ۔ القرآن: الاحزاب: ۴۶،۴۵

شیخ منصور بطائحی علیہ الرحمہ کا تعارف

امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی متوفی ۷۰۳ھ لکھتے ہیں:

یہ شیخ، عراق کے اکابر مشائخ اور بڑے عارفوں، ہشیار محققین اور سرداران مقربین میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ، افعال خارقہ، احوال جلیلہ، مقامات علیہ، مراتب عظیمہ اور پختہ ارادہ موسوی رکھتے تھے۔ اشارات ملکوتیہ، نغمات قدسیہ، انفاس روحانیہ، صاحب فتح خوش نما اور کشف روشن بصائر خارقہ، اسرار صادقہ، معارف وحقائق واضحہ کے مالک تھے۔ مراتب قرب میں ان کا محل بلند تھا۔ ان کی مجلس منازل اعلیٰ میں ممتاز تھی۔ چشم ہائے وصل میں سے ان کا گھاٹ میٹھا تھا۔ قرب کی سیڑھیوں میں ان کا طور اعلیٰ تھا۔ تمکین احوال میں نہایت راسخ قدم تھے۔ احکام ولایت کے تصرف کرنے میں ان کا ہاتھ بلند ہے۔ علم میں پوشیدہ باتوں کے اظہار اور دلی مشاہدات کی تفصیل میں ان کا ہاتھ ید بیضا تھا۔

معارف ومعانی کی شیر دار اونٹنیوں کی طرف ان کو سبقت حاصل ہے۔ تقدم اور بلندی کے درجات پر فائق ہیں اسرار کے خزانوں پر ان کو اطلاع ہے۔ انوار کی کانوں میں وہ غوطہ زن ہیں۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا اور وجود وجہاں میں ان کو تصرف عطا کیا ہے۔ احوال پر قدرت دی، اسرار کا مالک کر دیا اور موجودات کو ان

کے لیے بدل دیا۔ اسباب کو ان کے لیے خرق کر دیا۔ ان کو مغیبات سے ناطق کیا۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کر دیا۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا۔ خاص وعام کے نزدیک ان کو قبولیت عطا کر دی گئی۔ ان کی ہیبت سے لوگوں کے سینے اور محبت سے دل بھر دیئے۔ ان کو سالکین کا پیشوا بنایا۔ صادقین کے لئے ان کو حجت بنایا۔ وہ اس طریق کے ایک رکن ہیں ان کے سرداروں کے سردار ہیں۔ ان کے اماموں کے بڑے ہیں۔

تمام علوم کی انتہا کی ریاست آپ کے سپرد کی گئی۔ جملہ امور کی باگیں ان کے زمانہ میں ان کو دی گئیں۔ وہ شیخ جلیل پیشوا ابوالحسن احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماموں ہیں۔ امام رفاعی نے انہی کی صحبت سے تصوف و سلوک کی منازل طے کیں۔ ان کی طرف احوال جلیلہ کی بڑی جماعت منسوب ہے۔ مقامات عالیہ والوں کی ایک بڑی جماعت ان کی شاگرد ہے اور صلحاء کی ایک بڑی جماعت ان کے ارادہ کی قائل ہے۔

ولادت سے پہلے شیخ منصور ربانی کی تعظیم

آپ کی والدہ حاملہ ہونے کی حالت میں اپنے شیخ، شیخ ابو محمد شنبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جاتیں کیونکہ دونوں میں باہمی رشتہ تھا۔ تو شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ اور آپ سے یہ امر بتکرار ثابت ہوا۔

آپ سے اس بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس بچہ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوتا ہوں جو اس کے شکم میں ہے، کیونکہ وہ خدا کے مقربوں اور اصحاب مقامات میں سے ہے، اس کی بڑی

شان ہو گی، علماء و مشائخ کا ان کی تعظیم و عزت پر اتفاق ہے۔

ان کے مرتبہ کے اقرار، ان کی منزلت کے اعتراف، ان کے قول کی طرف رجوع، کرنے ان کے حکم کی طرف پلٹنے، ان کے آداب پر چلنے اوران کے عدل کے ظاہر ہونے پر اجماع ہو چکا ہے۔

ان کی زیارت کا قصد کیا گیا اور ہر طرف سے ان کے لیے نذریں آتی تھیں۔ وہ خوبصورت بارونق تھے۔ کامل، جمیل الصفات، کریم الاخلاق، دائماً خندہ پیشانی والے تھے۔ اور رنج و راحت دونوں حالتوں میں سلف کے طریقہ پر مجاہدات کا التزام رکھتے تھے۔ ظاہر و باطن میں آداب شرع کا لحاظ رکھتے تھے۔ اللہ عزوجل کے احکام کو سختی اور نرمی میں محبت سے انجام دیتے تھے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے والا کبھی ناکام نہیں ہوا۔ علوم حقائق میں ان کا کلام بہترین تھا۔

سیدنا شیخ منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعض کرامات

شیخ الشیوخ ابوالحسن عبداللطیف بن شیخ الشیوخ ابوالبرکات اسماعیل نیشاپوری کا بیان ہے کہ میرے والد نے بتایا ایک دفعہ شیخ منصور بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں عجم کے لشکر نے بغداد کا قصد کیا اور جب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تو شیخ منصور ایک اونچے ٹیلے پر اپنے مریدوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ ٹیلہ دونوں لشکروں کے سامنے تھا۔ آپ نے دائیں ہاتھ کو بڑھایا اور فرمایا کہ عراق کا لشکر ہے اور پھر بائیں ہاتھ کو

پھیلایا اور کہا کہ یہ عجم کا لشکر ہے۔ پھر دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی۔ تب دونوں لشکروں میں لڑائی ہو گئی۔ پھر آپ نے بایاں ہاتھ روک لیا اور اس کی انگلیوں کو سختی سے بند کر لیا۔ تب عراق کے لشکر پر عجم کا لشکر غالب آیا اور عراقی بھاگ نکلے پھر دائیں ہاتھ کو پھیلایا اور اس کی انگلیوں کو سختی سے جمع کیا تو عراق کا لشکر عجمی لشکر پر غالب آیا اور عجمی بری طرح بھاگے اور عراقی اپنے گھروں کو فتح مند اور خوشحال واپس آ گئے۔

شیخ جلیل ابوالحسن علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ منصور بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر مشائخ میں سے تھے۔ پورے تصرف والے مقبول الدعاء، ظاہر الکرامات، کثیر البرکات اور بڑے رعب والے تھے۔ اللہ کے حکم سے ان کی ایک نگاہ سے وہی کچھ ہوتا تھا جس کا وہ ارادہ کرتے تھے۔

شیخ منصور کے تصرف سے شیر کا ہلاک ہونا

امام علی بن ہیتی فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت شیخ منصور جنگل میں ایسے شیر کے پاس سے گزرے جس نے ایک شخص کو پچھاڑ کر اس کے بازو کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔ آپ شیر کی طرف آئے اور اس کی پیشانی کو پکڑ کر فرمایا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ہمارے پڑوسیوں کے درپے نہ ہوا کرو وہ شیر عاجزی کرنے لگا اور اس شخص کو چھوڑ دیا۔ شیخ نے اس سے کہا کہ خدا کے حکم سے مر جا تو وہ شیر مردہ ہو کر گر پڑا۔

شیخ نے جو مرد کا بازو الگ ہو گیا تھا۔ اس کو لے کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اور یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کہہ کر اس کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو باندھ دیا۔ پھر اس کا بازو اس طرح صحیح ہو گیا کہ گویا اس کو کوئی تکلیف ہی نہیں پہنچی تھی۔ اس نے اسی ہاتھ سے اس شیر کی کھال اتار دی۔

شیخ منصور سے محبت کا انعام

ایک شخص مصر سے آپ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اے میرے سردار! میں آپ کی طرف مصر سے ہجرت کر کے آیا ہوں اور میں نے اپنا مال اپنی اولاد اپنا وطن اپنی وجاہت سب کچھ آپ کی خدمت میں رہنے کی خواہش سے چھوڑ دیا۔

تب شیخ نے اس شخص کے سینہ پر پھونک ماری تو اس کے دل میں نور کا دریا موجزن ہو گیا۔ جس سے اس کو ملکوت اعلیٰ کا کشف ہو گیا اور فرمایا کہ یہ (انعام) تیرے مال واولاد اور وطن چھوڑنے پر ہے۔ پھر ایک مہینہ کے بعد اس کے سینہ میں پھونکا تو بقا اس سے محو ہو گئی اور تمام راحتیں اور لطف اس سے جاتے رہے اور فرمایا کہ یہ (انعام) تجھ کو تیری جاہ وریاست کے ترک کی وجہ سے دیا ہے۔ پھر ایک مہینہ کے بعد اس کے سینہ میں پھونکا اور اس کو اس کا مقام اللہ عزوجل کے سامنے دکھا دیا اور رب کے سامنے کھڑا کر کے فرمایا یہ (انعام) اس لیے ہے کہ تو نے میری طرف ہجرت کی ہے۔

اور فرمایا: اے شخص! میں نے تجھے اللہ سے مانگا تو اس نے تجھ کو میرے سپرد کر دیا اور تیرے بارے میں مجھے تصرف دے دیا ہے اور تیرے انعام کو میرے ہاتھ پر رکھ دیا

ہے۔یہ تیری وہ انتہا ہے کہ جس کے پاس تو قائم ہے۔

علامہ ابن ہیتی فرماتے ہیں کہ وہ شخص اسی حال پر ثابت رہا یہاں تک کہ وہ بطائح ہی میں فوت ہو گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

امام احمد رفاعی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ میرے شیخ اور میرے ماموں شیخ منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ محبت کیا ہے؟ تو فرمایا: میں سنتا تھا کہ عاشق اپنے خمار میں مست ہے اپنی شراب میں حیران ہے۔ سکر سے حیرت کی طرف نکلتا ہے اور حیرت سے سکر ہی کی طرف جاتا ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھے:

الحب سکر خمارہ التلف　　　　یحسن فیہ الذبول والدنف

محبت ایک نشہ ہے۔ جس کا خمار تلف (مٹ جانا) ہے۔ اس سے لاغری اور بیماری اچھی ہوتی ہے۔

والحب کالموت یفنی کل ذی شغف　　　　ومن تطعمہ اودی بہ التلف

محبت موت کی طرح ہے جو کہ ہر عاشق کو فنا کر دیتی ہے اور جو شخص اس کو چکھتا ہے اس کو تلف وہلاک کر دیتی ہے۔

فی الحب مات الاولیٰ صفوا محبتھم　　　　لولم یحبوالما ماتوا وما تلفوا

پہلے لوگ جن کی محبت صاف تھی محبت میں مر گئے۔ اگر وہ محبت نہ کرتے تو وہ نہ ہی مرتے اور نہ ہی ہلاک ہوتے۔

پھر آپ ایک درخت کی طرف کھڑے ہوئے جو کہ سبز اور ترو تازہ تھا۔اس کے پاس سانس لیا تو وہ خشک ہو گیا۔اور اس کے پتے جھڑ پڑے۔پھر آپ نے فرمایا کہ محبت کی مثال اس ہولناک آواز کی ہے کہ جس میں آگ ہو یا ہوا جس میں کہ ہلاکت ہو اگر درختوں پر پڑے تو وہ مٹ جائیں اگر سمندروں پر چلے تو بے قرار ہو جائیں اگر پہاڑوں پر تیزی سے چلے تو گر پڑیں اور دلوں کے جنگل میں اتر آئے تو موجودات کا کچھ اثر باقی نہ رہے۔پھر تو وہ موجودات سے کوئی خبر سنے۔اور پھر یہ اشعار پڑھے:

ان البلاد و مافیها من الشجر　　　لوبا الهویٰ عطشت لم ترد بالمطر

بے شک شہر اور اس کے جو درخت ہیں اگر وہ محبت کی وجہ سے پیاسے ہو جائیں تو بارش سے دوبارہ نہیں اگتے۔

لولزاقت الارض حب الله لاشتغلت　　　اشجارها بالهوی فیها عن الثمر

اگر زمین خدا کی محبت کا مزہ چکھ لے تو اس کے درخت عشق کی وجہ سے پھل پیدا کرنے سے فارغ و بے نیاز ہو جائیں۔

وعار اغصانها جردا بلا ورق　　　من حرنا الهویٰ یرمین بالشرر

ان کی شاخیں پتوں کے بغیر برہنہ ہو جائیں اور عشق کی آگ کی حرارت اور تپش کی وجہ سے شرارے پھینکیں۔

لیس الحدید ولاصم الجبال اذا　　　اقوی علی الحب والبلوی من البشر۔

اس وقت انسانی محبت وبلا سے بڑھ کر نہ تو لوہا مضبوط ہے اور نہ ٹھوس پہاڑ قوی ہیں۔

شیخ منصور ربانی علیہ الرحمہ کے فرمودات

۱. جس نے دنیا کو پہچانا اس نے اس میں زہد کو اختیار کرلیا اور جس نے آخرت کو پہچانا اس نے اس میں رغبت کی جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا تو اس کی رضامندی کا احترام کیا۔ جس نے اپنے نفس کو نہ پہچانا وہ دھوکہ میں ہے۔ غفلت اور سختی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو نہیں آزماتا۔

۲. جس کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اس کو بیداری اور خواب میں فائدہ پہنچاتا ہے۔ جوں جوں بندے کا (روحانی) مرتبہ اونچا ہوتا ہے اسی تیزی کے ساتھ مصائب اس کی طرف آتے ہیں۔

۳. مضطرین کا زادِ راہ صبر ہے، عارفین کا درجہ رضا ہے، پس جو صبر پر صبر کرے وہ صابر ہے۔ اولیاء اللہ کی تین خصلتیں ہیں: (۱) ہر شے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا۔ (۲) اسی کی وجہ سے ہر شے سے بے پرواہی اختیار کرنا (۳) اور ہر حال میں اس کی طرف رجوع کرنا۔

سیدنا شیخ منصور علیہ الرحمہ کا امام احمد رفاعی کو جانشین بنانا

سیدنا شیخ منصور کی وفات کا وقت آیا تو ان کی اہلیہ نے ان سے کہا: اپنے فرزند کے لیے خلافت و نیابت کی وصیت کرو۔ آپ نے کہا: نہیں بلکہ میرے بھانجے احمد کے لیے

خلافت کی وصیت ہے پھر جب اہلیہ نے مکرر کہا، تو آپ نے اپنے بیٹے اور بھانجے دونوں سے کہا کہ میرے پاس کھجور کے پیڑ لاؤ۔ تب بیٹا تو بہت سے پیڑ لے کر آیا لیکن بھانجا کچھ نہ لایا آپ نے اس سے کہا کہ اے احمد تم کیوں کچھ نہ لائے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے سب کو خدا کی تسبیح کرتے ہوئے پایا، اس لیے میں ان میں سے کسی کو بھی نہ کاٹ سکا۔ پھر شیخ نے اہلیہ سے کہا کہ میں نے کئی دفعہ سوال کیا کہ میرا بیٹا ہو، تو مجھ سے کہا گیا نہیں بلکہ تمہارا بھانجا۔ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ [62]

آپ کی عمر ۲۸ سال ہوئی تو آپ کے ماموں نے امِّ عَبیدَہ میں "مشیخہ اروقہ" کی سجادگی بھی آپ کے سپرد فرمادی اور اسی سال آپ کے ماموں کا انتقال ہوا۔ جب آپ کی عمر مبارک ۳۵ سال ہوئی تو اس وقت آپ کے پاس" محرم کی رفاعی" خلوت میں شامل ہونے کے لیے آپ کے مریدین کے جو رقعہ آئے تھے وہ سات لاکھ تھے۔

رسول اللہ ﷺ اور امام احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کے درمیان واسطے

سیدنا امام احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کی سند چار طرق سے نبی ﷺ تک پہنچتی ہے۔

عز الملت والدین امام ابو علی احمد الصیاد متوفی ۶۷۰ھ اور امام ابوالبراہین سید محمد مہدی بہاء الدین الرواس متوفی ۱۲۸۷ھ لکھتے ہیں:

ا۔سیدنا امام احمد کبیر رفاعی از سیدنا شیخ منصور ربانی بطائحی از سیدنا شیخ منصور طیب (یہ آپ

62۔ بھجۃ الاسرار، ص ۱۴۰ تا ۱۴۲ ملخصاً، مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ فیصل آباد

کی والدہ کے ماموں اور شیخ منصور بطائحی کے چچازاد ہیں) از سیدنا شیخ یحییٰ نجاری از سیدنا شیخ ابو القرمزی از سیدنا شیخ ابو القاسم سندوس از سیدنا شیخ رویم بغدادی از سیدنا شیخ ابو القاسم جنید از سیدنا شیخ سری سقطی از سیدنا شیخ معروف کرخی از سیدنا شیخ علی بن موسیٰ رضا از سیدنا امام موسیٰ کاظم از سیدنا امام جعفر الصادق از سیدنا امام محمد باقر از سیدنا امام زین العابدین علی از سیدنا امام حسین از سیدنا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب از سیدنا وسید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلوٰات اللہ وسلامہ علیہ دائماً ابداً۔ [63]

۲۔ سیدنا امام رفاعی از سیدنا شیخ منصور بانی (جو آپ کے ماموں تھے) از سیدنا شیخ یحییٰ نجاری (یہ شیخ منصور کے والد تھے) از شیخ یحییٰ کبیر انصاری (یہ شیخ یحییٰ کے والد تھے) از شیخ الصوفیہ ابو بکر بن موسیٰ واسطی از شیخ ابو القاسم جنید بغدادی رحمہم اللہ اجمعین پھر یہ سند بھی گزشتہ سند کی طرح متصل ہے۔

عز الملت والدین امام ابو علی احمد الصیاد متوفی ۶۷۰ھ اور حافظ سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد مصری المعروف بابن ملقن متوفیٰ ۸۰۴ھ لکھتے ہیں:

۳۔ امام سید احمد کبیر رفاعی از شیخ علی قاری واسطی از شیخ ابو الفضل بن کامخ واسطی از شیخ غلام بن ترکان از شیخ علی روزباری از شیخ علی عجمی از شیخ ابو بکر شبلی از شیخ ابو القاسم جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ حبیب عجمی از شیخ ابو

63۔ المعارف المحمدیہ، ص ۳۲، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفیٰ البھیہ مصر

سعید حسن البصری از امیر المومنین علی بن ابی طالب از سید الانبیاء ﷺ۔ 64

۴۔ امام رفاعی از شیخ منصور ربانی از شیخ محی الدین ابو محمد شبنکی از شیخ بکر ہوازنی بطائحی (انہوں نے خواب میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی اجازت حاصل کی) از امام سہل بن عبد اللہ تُستری از شیخ ذوالنون مصری از شیخ اسرافیل مغربی از ابو عبید اللہ محمد جیشہ تابعی از سیدنا علی بن ابی طالب از نبی کریم ﷺ۔ 65

امام رفاعی کے اخلاق و شمائل:

سید ناظم حسین الرفاعی لکھتے ہیں:

امام رفاعی علم و فضل کے زمانے میں پروان چڑھے۔ پورا معاشرہ اکابر و اعاظم علماء و صلحاء سے مزین تھا، چنانچہ آپ نے بھی قرآن کے راستہ اور اپنے نانا سید العالمین خیر الانام مصطفی ﷺ کی راہ کو اپنایا جو قرآن و سنت پر عمل کی راہ ہے۔ اسی طرح آپ نے اصحاب رسول اور اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو اختیار کیا، آپ نہ تو متشدد تھے نہ ہی حد سے زیادہ آزاد و وسیع الظرف تھے بلکہ آپ میانہ روی اور اعتدال کی راہ پر چلتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم "امۃ وسط" میانہ رو اور معتدل (امت) ہیں اسی لیے آپ

64۔ المعارف المحمدیہ، ص ۳۲، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفیٰ البھیہ مصر، طبقات اولیاء لابن ملقن، ص ۹۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان

65۔ مراحل السالکین، ص ۱۶۱۔۱۶۲، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

مبتدئین کے لیے رخصت وسہولت کو پسند فرماتے تھے تاکہ ان کے دل تنگ نہ ہو جائیں اور واصلین ومنتہین کے لیے عزیمت کو لازم وضروری قرار دیتے تھے۔

آپ ہنس مکھ، متواضع، بردبار، تکالیف کو برداشت کرنے والے اور مشکلات پر صبر کرنے والے تھے، کبھی اپنے نفس کے وسوسوں سے غافل نہیں رہتے تھے۔

اور نہ ہی اپنی ذات کا بدلہ لیتے تھے بلکہ اللہ کے لیے ہی محبت رکھتے اور اللہ ہی کے لیے ناراض ہوتے تھے اور کسی کے ساتھ بھی ایسا رویہ نہیں اپناتے تھے جو کہ اسے ناگوار وناشائستہ محسوس ہو۔ جب آپ کے سامنے حق واضح ہو جاتا تو آپ اس کی پیروی کرتے اپنی ذات کو اپنے گھر والوں کو اور اپنی اولاد کو فراموش کر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم وہ ہیں کہ جن کے نزدیک اللہ کی خاطر محبت کے معاملہ میں اپنا اور اجنبی برابر ہیں۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جو اپنی ذاتی خواہش کی بناپر مکمل طور پر حق کی پیروی نہیں کرتا تو وہ گمراہی کے مکان میں ہے۔

آپ مباحات کو کثرت وزیادتی کے ساتھ انجام دینے سے روکتے تھے۔

اسی طرح آپ زیادہ کھانے سے زیادہ سونے سے بھی منع فرماتے تھے۔ اور قیام لیل کی ترغیب دیتے تھے اس سلسلہ میں آپ کے یہ اشعار ہیں۔

تعود سهر الليل فان النوم خسران

ولا تركن الى الذنب فعقبى الذنب نيران

فقم للواحد الفرد فللقرآن خلان

ینام الغافل الساھی ومافی القوم وسنان

ویلھو المعرض اللاھی وعند القوم احزان

ھم واللہ فتیان اذا ماقیل فتیان

راتوں کو جاگنے کی عادت بنالو کیونکہ نیند میں نقصان ہے اور گناہوں کی طرف مت مائل ہو کیونکہ گناہوں کا انجام دوزخ ہے واحد ویکتا رب کے لیے قیام کرو اور قرآن کے ساتھی بن جاؤ۔

عقلمندوں کے ہاں کھیل کود میں مشغول رہنے والا افسردہ و غمگین ہی رہتا ہے اور جب عقلمند ودانا کی بات کی جاتی ہے تو اللہ کی قسم قرآن کے ساتھی و قیام کرنے والے ہی عقلمند و دانا قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ [66]

عزالملت والدین امام ابو علی احمد الصیاد متوفی ۶۷۰ھ لکھتے ہیں:

امام رفاعی خلافِ شرع امور کا اظہار کرنے، غلو کرنے، فخر کرنے اور معارضہ و مقابلہ کا دعوی کرنے والوں سے دور رہنے کا حکم دیتے تھے اور لوگوں کو ایسے افراد سے خبر دار کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ یہ ڈاکو اور لٹیرے ہیں ان سے بچو، آپ وحدت مطلقہ کے قائلین اور ذات و صفات الٰہی میں کلام کرنے میں مشغول رہنے والوں کو بھی ناپسند

66۔ مقدمۃ البرھان المؤید، ص ۴

کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ایسی جماعت ہے جنہوں نے بدعت کو رواج دیا ہے۔[67]

آپ فرماتے تھے کہ متبع و پیروکار بنو مبتدع و بیزار نہ بنو کیونکہ اگر تم اتباع و پیروی کرو گے تو نجات پالو گے اور محفوظ و مامون گروہ میں سے ہو جاؤ گے اور اگر تم نے بدعت کو اختیار کیا تو تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ آخر میں مَیں آپ کے اخلاق و شمائل کے متعلق صرف یہی کہوں گا، "ھوغیض من فیض"۔ یہ بہتے سمندر کا ایک چھینٹا و قطرہ ہے۔

امام رفاعی علیہ الرحمہ کی نفلی عبادت

امام ابو النصر عبد الوہاب تاج الدین سبکی متوفی ۷۷۱ھ لکھتے ہیں:

امام رفاعی روزانہ چار رکعت نماز اس انداز سے پڑھتے تھے کہ اس میں ہزار مرتبہ سورہ اخلاص کی تلاوت کر لیتے تھے۔ ہزار مرتبہ آیہ کریمہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ عَمِلْتُ سُوْءً وَظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْرَفْتُ لِیْ اَمْرِیْ وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ۔

آپ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ بعض صلحاء نے ان پر مستقل کتب لکھی ہیں۔[68]

67۔ المعارف المحمدیہ، ص ۳۲، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفیٰ البھیہ مصر

68۔ طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج ۳، ص ۳۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد الرفاعی کی عاجزی وانکساری

آپ اپنا ذاتی کام خود کرتے تھے ،جوتے سی لیتے تھے، لکڑیاں جمع کر کے ان کو اپنے خادمین کے پاس موجود رسی سے باندھتے تھے پھر انہیں اٹھا کر بیواؤں ، یتیموں ، بیماروں اور ضرورت مند لوگوں کے گھروں میں پہنچاتے تھے۔ آپ نابیناؤں کے سامنے ان کی جوتیاں رکھتے تھے اور انہیں ان کی مطلوبہ جگہ تک پہنچاتے تھے۔ بوڑھوں کا بے حد احترام کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے سفید ریش مسلمان کا احترام کیا اللہ تعالیٰ اس کے سفید ریش ہونے کے وقت اس کے لیے احترام کرنے والے مسخر فرمادے گا۔

آپ کوڑیوں کی طرف تشریف لے جاتے ان کے کپڑے دھوتے ان کے لیے کھانا تیار کرتے پھر ان کے ساتھ ہی بیٹھتے اور کھانا تناول کرتے ۔ان سے دعاؤں کی درخواست کرتے اور فرماتے کے ان جیسوں کی زیارت کرنا مستحب نہیں واجب ہے۔

آپ کو کسی بیمار کا پتا چلتا تو اس کے پاس عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تھے اگرچہ وہ کسی دور ہی کی بستی میں کیوں نہ ہو۔ آپ کتوں کے لیے بھی دوادارو کرتے اور علاج معالجہ فرماتے۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتی ہے۔ آپ یتیم پر بھی بہت زیادہ شفقت فرماتے ، محتاجوں اور ضرورت مندوں کی حالت پر آنسو بہاتے اور ان کی خوشی پر خوشی و مسرت کا اظہار فرماتے تھے۔

آپ ضرورت مندوں فقیروں اور محتاجوں کے لیے انتہائی درجہ کی عاجزی وانکساری کا اظہار فرماتے تھے اور اپنے آپ کو ان ہی میں سے شمار کرتے تھے۔ آپ محافل میں فرماتے تھے کہ اگر ہر پیشہ والے کو گروہ در گروہ شمار کیا جائے اور کہا جائے کہ ہر پیشے والا اپنے گروہ کے ساتھ جائے تو میں فقراء کے گروہ میں شامل ہوں گا۔

ایک دن آپ بچوں کے پاس سے گزرے جو آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے آپ نے ان کو لڑائی سے روک کر ان میں سے ایک سے پوچھا کہ تم کس کے بیٹے ہو؟

اس نے کہا: آپ کیا فضول بات کر رہے ہیں؟ آپ اس بات کو دہراتے جاتے اور فرماتے اے بیٹے! تم نے مجھے ادب سکھا دیا، اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

آپ کے زمانہ کے مشائخ کا کہنا ہے کہ امام رفاعی کو جس قدر بھی مقامات ومراتب عطا ہوئے ہیں وہ ان کی مخلوق پر شفقت اور انتہائی درجہ کی عاجزی وانکساری کی وجہ سے عطا ہوئے ہیں، آپ خود بھی علماء وفقہاء کی تعظیم وتکریم کرتے تھے اور دوسروں کو بھی ان کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیتے اور فرماتے تھے کہ یہ امت (مسلمہ) کے ستون اور اس کے سربراہ وپیشوا ہیں۔

حافظ سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد مصری المعروف بابن ملقن متوفیٰ ۸۰۴ھ لکھتے ہیں:

امام رفاعی کے پاس کھجوروں کا ایک طشت لایا گیا آپ اس میں سے اپنے لئے معمولی قسم

کی کھجوریں تلاش کرنے لگے اور فرمانے لگے چونکہ یہ میری طرح کی معمولی ہیں اس لئے میں ان کے کھانے کا زیادہ حق دار ہوں۔ [69]

امام حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں:

جب امام رفاعی کی آستین پر بلی سو جاتی اور نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ بلی کو نہ جگاتے بلکہ آستین کاٹ دیا کرتے تھے پھر واپس آکر آستین کو دوسرے حصہ کے ساتھ ملا کر سی دیتے۔ [70]

امام عبد الوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں:

ایک دفعہ آپ نے ایک خارش زدہ کتا دیکھا جسے امِّ عَبیدَہ والوں نے بستی سے نکال دیا تھا۔ آپ اس کے ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے اس پر کپڑے سے سایہ کر دیا اسے کھلاتے پلاتے رہے جب اسے خارش ہوتی کپڑے کے ساتھ خارش والی جگہ کو حرکت دیتے جب اسے شفا ہو گئی تو آپ نے گرم پانی سے اسے نہلایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیوانات اور چوپایوں کی نگہداشت کی ذمہ داری سونپ رکھی تھی۔ [71]

---

69 ۔ طبقات الاولیاء، لابن ملقن، ص ۹۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

70 ۔ سیر اعلام النبلاء، ص ۴۰، ج ۱۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

71 ۔ طبقات، امام شعرانی، ص ۶۰۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام رفاعی علیہ الرحمہ کی دنیا سے بے اعتنائی

آپ دنیا سے لاتعلق رہتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی کسی چیز کو جمع نہیں کیا ہے۔ آپ امراء ورؤساء سے زیادہ مال و دولت کی ملکیت رکھنے کے باوجود پہنی ہوئی قمیص کے علاوہ دوسرا لباس نہیں رکھتے تھے نہ سردی میں نہ ہی گرمی میں، آپ کو اپنی کھیتی باڑی کی زمین سے جو کچھ ملتا وہ سب رواق کے فقیروں اور مہمانوں پر خرچ کر دیتے تھے، آپ نے اپنی اولاد کے لیے کچھ نہیں چھوڑا بلکہ وہ بھی رواق کے دیگر فقراء کی طرح تھے۔

امام رفاعی علیہ الرحمہ کی سخاوت وفیاضی

امام عزالدین احمد فاروثی متوفی ۶۹۴ھ لکھتے ہیں:

شیخ عبدالصمد حربونی جو کہ رواق میں اوقافِ احمدی کے کرتا دھرتا تھے وہ فرماتے ہیں کہ ۵۶۷ھ میں حضرت امام احمد رفاعی علیہ الرحمہ کے کھیت اور آپ کے رواق میں موجود اوقاف سے سات لاکھ دیوانی چاندی کے درہم اور بیس ہزار سونے کے ٹکڑے حاصل ہوئے، اور اسی سال آپ کے لیے مختلف شہروں سے اسی ہزار چادریں، پچاس ہزار تمشکہ (رومال وغیرہ) بیس ہزار عجمی اونی کمبل، بتیس ہزار کاٹن کے عمامہ، اور گیارہ ہزار سونے کے ذوافقی ٹکڑے آئے۔ اور سات لاکھ ہندی چادریں آئیں، اور اسی دن آپ نے رواق کی نہر کے کنارے اپنے کپڑوں کو دھویا اور اپنی ستر پوشی اپنے رومال سے فرمائی۔ اور رواق میں آپ کی الماری میں ایک بھی درھم نہ تھا جو کچھ آپ کو حاصل

ہو اتھا وہ سب آپ نے کمزوروں پر صدقہ کر دیا، یا مستحقین، سائلین اور فقراء و مساکین کو دیدیا۔[72]

لنگرِ رفاعی کی وسعت

امام ابو الہدیٰ سید محمد بن حسن الصیادی الرفاعی متوفیٰ ۱۳۲۸ھ لکھتے ہیں:

امام رفاعی رواق میں روزانہ سولہ ہزار افراد کے لئے صبح و شام کھانے کا اہتمام فرماتے تھے۔ بعض نے کہا بیس ہزار افراد کے لئے صبح و شام کھانے کا اہتمام فرماتے تھے، امام ابن جوزی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ان کے پاس موجود تھا کہ وہاں ایک لاکھ افراد کا مجمع تھا انہوں نے ان تمام کے کھانے پینے کا اہتمام کیا۔[73]

امام رفاعی علیہ الرحمہ کے دروس مبارکہ

آپ رحمہ اللہ مسلسل لوگوں کو اسرارِ قرآن اور سنت مصطفی ﷺ کی تعلیم دیتے رہے۔ آپ فرماتے تھے کہ عارف کی تجارت اللہ کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ اور دلوں کو اللہ کی طرف مائل کرنا اور راغب کرنا اور چلانا ہے۔

. آپ پیر اور جمعرات کے علاوہ صبح و شام فقہ، حدیث، تفسیر اور عقائد کے دروس کے لیے تشریف فرما ہوتے تھے۔ پیر اور جمعرات کو آپ لوگوں کو ایسی جامع نصیحت فرماتے تھے

72۔ ارشاد المسلمین، ص ۴۰

73۔ ارشاد المسلمین، ص ۴۰، راحۃ الارواح ص ۶۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

جس سے سمجھدار بھول کا شکار نظر آتے تھے، عقلمند حیرت زدہ دکھائی دیتے تھے، دل اچک لیے جاتے تھے۔ نبی ﷺ، صحابہ کرام اور آئمہ اہل بیت علیہم الرحمہ کے بعد وعظ ونصیحت میں کوئی آپ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکا۔

جب آپ وعظ کے لیے کرسی پر تشریف فرما ہوتے تو اکابر علماء لاجواب خطباء و مرشدین اوران گنت و بے تحاشا عوام وخواص موجود ہوتے تھے، جب آپ کی زبان پر علم و فضل کی بات ہوتی تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا سمندر چھلک رہا ہے آپ کی فصاحت وبلاغت اور وسعت علم کو دیکھ کر عارفین ششدر وحیران ہو جاتے تھے منکرین وخوارج آپ کے دلائل وبراہین کے سامنے عاجز ہو جاتے تھے۔ ادیب آپ کی فصاحت سے استفادہ کرتے تھے، علماء آپ کی نکتہ آفرینیوں سے مستفید ہوتے تھے۔

فلاسفہ آپ کی تحقیقات سے نفع اٹھاتے اولیاء آپ کے حقائق و نکات سے متمتع ہوتے۔

عزالملت والدین امام ابو علی احمد الصیاد حسینی الرفاعی متوفی ۶۷۰ھ لکھتے ہیں:

عالم کبیر ابوزکریا شیخ یحیٰی صاع یوسف عسقلانی کا بیان ہے:

کہ میں امِّ عَبیدَہ میں حضرت سید احمد رفاعی علیہ الرحمہ کی زیارت کے لیے گیا تو وہاں علماء مشائخ امراء اور عامۃ الناس کا ایک لاکھ سے زیادہ کا مجمع تھا۔ آپ ان سب کو کھلاتے اور پلاتے تھے اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔

آپ کا معمول یہ تھا کہ نماز ظہر کے بعد کرسی پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ ونصیحت فرماتے

تھے۔ لوگ مختلف حلقوں میں آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے ہوتے تھے، آپ جمعرات کے دن ظہر کے بعد کرسی پر تشریف فرما ہوئے تو آپ کی مجلس میں واسط کے واعظین، علماء عراق کی ایک بڑی جماعت اور اکابرین شہر موجود تھے۔ ایک جماعت نے آپ سے تفسیر کے متعلق سوالات کئے دوسری جماعت نے آپ سے حدیث کے متعلق سوالات کئے، ایک جماعت نے آپ سے اختلاف علماء کے متعلق سوالات کئے ایک جماعت نے اصول کے متعلق سوال کئے۔ اور ایک جماعت نے دوسرے علوم کے متعلق سوالات کئے۔ آپ نے مختلف علوم کے متعلق تقریباً دو سو سوالات کے جوابات دیئے لیکن آپ کے ماتھے پر شکن آئی نہ ہی آپ کی حالت و کیفیت بدلی اور نہ ہی آپ پر تھکاوٹ کا اثر دکھائی دیا، مجھے سوال کرنے والوں پر حیرت ہوئی۔ میں نے کھڑے ہو کر ان سے کہا کہ کیا یہ تمہارے لیے کافی نہیں ہے؟ اور اللہ کی قسم اگر تم ان سے کسی بھی علم کے متعلق سوال کرو گے تو اللہ کے حکم سے یہ بغیر تکلف کے تمہیں جواب دیں گے۔

آپ نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا کہ اے ابو زکریا انہیں مجھے کھونے سے پہلے مجھ سے سوالات پوچھنے دو کیونکہ دنیا ختم ہو جانے والی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی احوال کو بدلنے والا ہے اس پر لوگ رونے لگے اہل مجلس پر ایک تلاطم برپا ہو گیا ان کی چیخیں بلند ہو گئیں مجلس میں پانچ افراد انتقال کر گئے۔ یہود و نصاریٰ اور صابئین میں سے آٹھ ہزار سے زیادہ افراد نے اسی مجلس میں اسلام قبول کیا اور چالیس ہزار سے زائد افراد تائب

ہوئے، حتی کہ پھر آپ نے لوگوں کو نماز عصر پڑھائی۔ اچانک ابن جردہ واسطی نے کھڑے ہوکر آپ کی منقبت میں فی البدیہہ یہ اشعار کہے:

یا ایھا السید الندب الذی شهرت — له الماثر و الافعال بالشرف

خلقت جدك خیر الخلق بالخلق العالی — فانهم بذاك اسبق و الخلف

و انت معجزة یا ابن الرسول له — فافخر غدا ایا اخا العلیا لذی السلف

اے وہ سردار جو فضائل و کمالات و بزرگی اور اعمال صالحہ میں مشہور و معروف ہیں

آپ اپنے نانا کے بلند اخلاق سے متصف ہیں پس آپ اطمینان کرلیں کہ اخلاق کے ذریعہ کی بلندی و پستی ہے۔

اور اے رسول کے صاحبزادہ! آپ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہیں اور اسلاف میں سے آنے والے صاحب مرتبہ لوگوں کے لیے فخر کا باعث ہیں۔[74]

امام رفاعی کی وفاتِ حسرت آیات

امام رفاعی علیہ الرحمہ جب ۶۶ برس کے ہوئے تو تقریباً ایک ماہ تک آپ کو شدید اسہال کی شکایت رہی لیکن اس دوران بھی آپ حسب استطاعت پابندی کے ساتھ اپنی عبادات و ریاضات اور دیگر اعمال صالح کو انجام دیتے رہے۔ حتی کہ جمعرات ۲۲/ جمادی الاول ۵۷۸ھ کو ولایت و معرفت کا یہ قطب جلیل دارالفناء سے دارالبقاء کی

---

74 ۔ المعارف المحمدیہ، ص ۴۵، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفی البهیہ مصر

طرف رحلت کر گیا۔ آپ کو امِّ عَبیدَہ میں آپ کے نانا یحییٰ بخاری کے گنبد کے احاطہ میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں آپ کے مقام کو بلند فرمائے۔

حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

حضرت شیخ احمد کی رحلت بہ روز جمعرات ۲۲، جمادی الاولیٰ ۵۷۸ھ میں ہوئی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ [75]

امام رفاعی کی وفات کی خبر اور جنازہ میں اژدہام

امام حافظ عزالدین احمد فاروثی شافعی متوفی ۶۹۳ھ لکھتے ہیں:

آپ کے وفات کی خبر فرشتۂ غیب نے اطراف ونواح امِّ عَبیدَہ میں مشہور کر دی۔ لوگ دور دور سے آپ کی آخری زیارت اور نماز جنازہ کی شرکت کے لئے امِّ عَبیدَہ میں جمع ہونے لگے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ آپ کی نماز جنازہ کے وقت تقریباً ۹ لاکھ مردوں اور لاکھوں خواتین کا مجمع تھا۔ [76]

امام رفاعی کا قطعہ ولادت، وفات وعمر

امام سید محمد بن حسن وادی بن علی صیادی رفاعی متوفی ۱۳۲۸ھ امام رفاعی کا قطعہ

---

75 ۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۴، ص ۶۱۶، مطبوعہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ، سیر اعلام النبلاء، ج ۱۳، ص ۳۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، فتاویٰ رضویہ، ج ۲۸، ص ۳۷۱، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

76 ۔ ارشاد المسلمین، ص ۷۹، البنیان المشید، مطبوعہ ادارہ اسلامیات اردو بازار لاہور

ولادت، وفات و عمر لکھتے ہیں:

یہ شعر حضرت سیدنا امام رفاعی کی تاریخ ولادت، وفات اور آپ کی عمر کی تاریخ پر مبنی ہے۔

ولادته بشریٰ للامة جدا(۵۱۲)　　　　ومدته لله اذ شغله الله(٦٦)

آپ کی ولادت کی تاریخ ۵۱۲ھ ہے۔ عمر مبارک ٦٦ سال ہے۔ اور آپ کی رحلت ۵۷۸ھ میں ہوئی۔ ۵۱۲ میں ٦٦ جمع کریں گے تو ۵۷۸ ہو جائیں گے۔ [77]

علالت شدیدہ کے باوجود نماز پڑھنا

حافظ سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد مصری المعروف بابن ملقن متوفیٰ ۸۰۴ھ لکھتے ہیں:

آپ ایک ماہ سے زیادہ شدید اسہال کی تکلیف میں مبتلا رہے۔ شب و روز میں تیس سے زیادہ مرتبہ آپ کو اسہال کی شکایت ہوتی لیکن ہر مرتبہ آپ اسہال کے بعد وضوء فرما کر نماز پڑھتے۔ [78]

رحلت سے قبل امام رفاعی کے گوشت کا ختم ہو جانا

حافظ سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد مصری المعروف بابن ملقن متوفیٰ ۸۰۴ھ

77 ۔ راحۃ الارواح، ص ٦٧، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

78 ۔ طبقات الاولیاء، لابن ملقن، ص ۹۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

لکھتے ہیں:

آپ فرماتے تھے کہ مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے کہ جب میری رحلت ہو گی تو میرے پاس دنیا کے گوشت کا کچھ حصہ بھی نہیں ہو گا۔ چنانچہ دنیا سے رحلت فرمانے سے پہلے ہی آپ کا سارا گوشت ختم ہو چکا تھا۔ [79]

امام رفاعی کے اخلاف واولاد

چونکہ آپ کی کوئی اولادِ نرینہ نہیں تھی۔ آپ کے بھائی کی اولاد نرینہ تھی وہی آپ کی سجادگی کے وارث ہوئی اور ان کے ممالک میں ابھی تک انہی کی اولاد میں یہ سجادگی ہے۔ ان کے معاملات مشہور ومعروف ہیں ان کو تفصیل سے بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے۔

عبادت سے رغبت ودلچسپی پر مبنی امام رفاعی کے اشعار

امام شمس الدین احمد بن محمد بن ابو بکر بن خلکان متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں:

آپ کی عبادت میں مشغولیت کے سلسلہ میں جو اشعار ہیں ان میں سے یہ بھی ہے۔

إذا جن ليلي هام قلبي بذكركم — أنوح كما ناح الحمام المطوق

وفوقي سحاب يمطر الهم والأسى — وتحتي بحار للهوى تتدفق

سلوا أم عمرو كيف بات أسيرها — تفك الأسارى دونه وهو موثق

79۔ طبقات الاولیاء، لابن ملقن، ص ۹۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

فلاھو مقتول، ففی القتل راحة ولاھو ممنون علیه فیطلق

ترجمہ: جب رات آتی ہے تو میرا دل تمہاری یاد سے افسردہ و غمگین ہو جاتا ہے اور میں اس طرح روتا و آنسوں بہاتا جس طرح کہ پنجرے میں بند کبوتر گریہ و نالہ کرتا ہے۔

میرے اوپر غم و افسردگی کے بادلوں سے بارش برستی ہے اور میرے نیچے سے بھی غم و اندوہ کا سمندر پھوٹتا ہے۔

ام عمر سے پوچھو کہ اس کے قیدی نے کس حالت میں رات بسر کی ہے۔ وہ اپنے بندھے ہوئے قیدی کے علاوہ دیگر قیدیوں کو آزاد کر رہی ہے۔

پس اس کا قیدی تو جان دے چکا ہے (قتل ہو چکا ہے) اور جان دینے میں ہی راحت و سکون ہے۔ وہ ممنون و احسان مند نہیں ہے کہ اسے آزاد کر دیا جائے۔ [80]

امام رفاعی کے خلفاء کی تعداد

امام رفاعی کی حیات ہی میں ہی ان کے خلفاء اور ان کے خلفاء کے خلفاء کی تعداد ایک لاکھ اسّی ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ اور مسلمان جہاں کہیں بھی آباد تھے وہاں ان کے متبعین، مریدین اور ان کی خانقاہیں اور اثرات پائے جاتے تھے۔ [81]

---

80 ۔ وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۱۷۲، مطبوعہ منشورات رضی قم ایران، طبقات الاولیاء لابن ملقن، ص ۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

81 ۔ راحۃ الارواح، ص ۶۵

امام رفاعی سے عقیدت ونسبت رکھنے والے مشہور مشائخ

امام ابوالہدیٰ سید محمد بن حسن وادی بن علی بن خزام الصیادی الرفاعی متوفیٰ ۱۳۲۸ھ لکھتے ہیں:

ابن مہذب نے اپنی کتاب "عجائب واسط" میں لکھا ہے کہ امام رفاعی کی حیات میں ہی اہل اسلام کا ہر شہر، ہر گاؤں اور ہر خطہ وبستی آپ کے پسندیدہ، عارف، خلفاء تلامذہ اور محبین کی خانقاہوں اورآستانوں سے معمور وآباد تھا۔ آپ کے تقریباً ۱۸ ہزار خلفاء تھے۔ آپ کی عظیم فضیلت میں سے یہ بھی ہے کہ عالم اسلام کے مشہور اور بڑے اقطاب میں سے اکثریت کی خلافت واجازت کی انتہا واختتام آپ پر ہی ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو شیخ الطرائق، (تمام سلاسل کے شیخ و پیشوا) استاذ الجماعۃ (جماعت وگروہ صوفیاء کے استاد) اور شیخ کبیر اور سید العارفین (عارفوں کے تاجدار و سردار) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ کی طرف نسبت اور آپ کے سلسلہ سے اجازت حاصل کرنے والوں میں سے شیخ حافظ عزالدین فاروثی، شیخ عقیل منجبی، شیخ حیات بن قیس حرانی، قطب (جلیل) سید احمد بداوی، قطب (عظیم) شیخ ابراہیم دسوقی، قطب (فخیم) شیخ ابوالحسن شاذلی قطب (وسیم) شیخ مزید شیبانی یہ قطب (شہیر) سعد الدین جباوی کے والد ہیں (امام دسوقی کے شیخ) شیخ نجم الدین اصفہانی، شیخ احمد علوان یمانی، امام جلال الدین سیوطی، شیخ

علی الخواص، امام عبدالوہاب شعرانی، اور دیگر کئی اقطاب، علماء اور مشائخ رحمھم اللہ اجمعین شامل ہیں۔ [82]

امام رفاعی کے خلفاء

حضرت امام رفاعی علیہ الرحمہ کے خلفاء کی تعداد آپ کی حیات میں ہی اٹھارہ ہزار کو پہنچ چکی تھی۔

امام رفاعی کے مشہور خلفاء و تلامذہ

امام سید عزالدین احمد الصیاد الرفاعی متوفی ۶۷۰ھ لکھتے ہیں:

۱۔ شیخ عمر فاروثی

۲۔ شیخ جمال الدین الخطیب حدادی

۳۔ شیخ ابو شجاع فقیہ شافعی

۴۔ شیخ عبداللہ ابوالحسن بغدادی

۵۔ شیخ فضل بطائحی

۶۔ شیخ یوسف حسینی سمرقندی

۷۔ شیخ عمر ہروی انصاری

۸۔ شیخ ابو حامد علی بن نعیم بغدادی

82۔ راحۃ الارواح، ص ۶۴۔۶۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

۹۔ شیخ حیاۃ بن قیس حرانی[83]

۱۰۔ عارف اللہ شیخ تقی الدی نھر وندی متوفی ۵۹۴ھ [84]

قطب کبیر ابو عبد الرحیم بن محمد بن علی بن حسن بن علی یہ حوران کے آل شبہاء سے تھے

حسن البرا عی قطنانی متوفی ۶۰۶ھ [85]

۱۱۔ شیخ ہمام علی بن طری۔ [86]

۱۲۔ عارف باللہ عبد الملک بن حماد موصلی [87]

۱۳۔ شیخ یعقوب بن کرّاز [88]

امام رفاعی کی تصنیفات و تالیفات

آپ نے متعدد کتب تحریر فرمائیں لیکن اکثر تاتاریوں کے حملہ میں ضائع ہو گئیں۔ تاہم جو کتب ہم تک پہنچیں ہیں ان کے نام یہ ہیں:

۲۔ الروایۃ (حدیث) الطریق الی اللہ

---

83 ۔ المعارف المحمدیہ ص ۳۵، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی، البھیہ مصر ۱۳۰۵ھ

84 ۔ ص ۶۲، معارف

85 ۔ معارف المحمدیہ، ص ۶۵

86 ۔ معارف المحمدیہ ص، ۷۴

87 ۔ معارف المحمدیہ، ص ۱۱۷

88 ۔ المعارف المحمدیہ ص ۱۱۹

۳۔ حال اھل الحقیقۃ مع اللہ الصراط المستقیم (یہ کتاب دارالکتب العلمیہ بیروت سے چھپ چکی ہے)۔

۴۔ البہجۃ

۵۔ النظام الخاص لاھل الاختصاص

۶۔ المجالس الاحمدیۃ کتاب الحکیم

۷۔ شرح التنبیہ (فی الفقہ الشافعیہ)

۸۔ راتب الرفاعی (یہ کتاب ہندوستان میں چھپ چکی ہے)

۹۔ المصباح المنیر فی ورد السید الرفاعی الکبیر

۱۰۔ السر المصون (یہ سیدنا امام احمد رفاعی کا حزب ہے۔ اور ۱۸۸۷ء کو بیروت سے چھپ چکا ہے۔

۱۱۔ البرھان المؤید (یہ کتاب بھی مصر اور شام کے مکتبوں سے چھپ چکی ہے)

۱۲۔ الصراط المستقیم فی معانی بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام رفاعی کی حیات مبارکہ پر متقدمین علماء کی چند کتب

۱۔ الروض النفیر، امام صفی الدین عبدالرحمن دمشقی، متوفی ۷۷۶ھ

۲۔ تحفۃ الارواح ومفتاح الارباح، امام ابوالمفاخر محمد بن سراج

۳۔ شفاء الاسقام، امام ابراہیم کازرونی بکری

۴۔ ارشاد المسلمین، امام حافظ عز الدین احمد فاروثی شافعی متوفی ۶۹۴ھ

۵۔ ام البراھین حافظ قاسم ابو الفضل واسطی ۶۸۰ھ

۶۔ الروض (روضۃ الناظرین) امام ضیاء الدین احمد وتری

۷۔ سواد العینین فی مناقب الغوث ابی العلمین، شیخ امام عبد الکریم رافعی متوفی ۶۲۳ھ

۸۔ ربیع العاشقین، امام علی بن جمال الدین حدادی متوفی ۵۸۵ھ

۹۔ تریاق المحبین امام حافظ تقی الدین عبد المحسن انصاری شافعی متوفی ۷۴۴ھ

راحۃ الارواح، ص ۵۶، ۶۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام رفاعی کی ازواج واولاد

سید ناظم حسین الرفاعی لکھتے ہیں:

امام رفاعی علیہ الرحمہ نے خدیجہ انصاریہ بنت شیخ ابو بکر رحمھما اللہ سے شادی کی تھی ان سے آپ کی دو بچیاں ہوئیں۔ فاطمہ اور زینب۔ پھر خدیجہ بنت ابو بکر علیہا الرحمۃ انتقال فرما گئیں۔ ان کے بعد آپ نے ان کی بہن "رابعہ" سے نکاح کیا جو انتہائی عابدہ اور زاہدہ تھیں ان سے آپ کے صاحبزادے قطب الدین ہوئے جو آپ کی زندگی میں ہی سترہ برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ امام رفاعی علیہ الرحمہ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ کا نکاح اپنے بھانجے اور چچازاد مہذب الدولہ بن سیف الدین عثمان سے کرا دیا ان کے ہاں امام کبیر محی الدین ابراہیم اعزب اور نجم الدین احمد الاخضر کی ولادت ہوئی۔ آپ نے

دوسری صاحبزادی زینب کا نکاح اس کی پھوپھی اور اس کے چچا زاد بھائی کے بیٹے ممہد الدولہ عبدالرحیم سے کر دیا تھا۔ ان کے ہاں پانچ بیٹے، شمس الدین محمد، قطب الدین محمد، عزالدین احمد الصیّاد، احمد ابوالقاسم اور ابوالحسن اور دو بیٹیوں کی ولادت ہوئی پھر ان کی اولاد ممالک اسلامیہ میں پھیل گئی۔ 89

وارث سجادۂ رفاعیہ شیخ ابو اسحاق علیہ الرحمہ کا تذکرہ

امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی متوفی ۷۰۳ھ لکھتے ہیں:

شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن علی ملقب بہ اعزب رضی اللہ عنہ

یہ شیخ، بطائح کے مشہور مشائخ عارفین اور نامور محققین کے صدر ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ احوالِ فاخرہ معارف روشنہ ۔ حقائقِ جلیہ۔ علمِ لدنیہ۔ معالی نوریہ۔ اور مقامات جلیلہ۔ مراتب علیہ ہیں۔ حقائقِ آیات کی ان کو واضح اطلاع تھی۔ مغیبات کی عروسوں کے لیے ان کی نظر روشن تھی حضائرِ قدس میں ان کی مجلس بلند تھی۔ چشمۂ وصل میں ان کا گھاٹ شیریں تھا۔ قرب کے تختوں میں ان کا محل اونچا تھا۔ ملکوت کے صفحہ پر ملک جبروت کی طرف ان کی نورانیت محکم ہے۔ بلندی کی سیڑھیوں پر حضرت شہود کی طرف امواج اعلیٰ میں ان کو بلندی میں تقدم ہے۔ اور قرب میں اولیت حاصل ہے۔ علوم مشاہدات میں ان کی ذات معروف ہے۔ تمکین وسیع میں ان کا قدم راسخ ہے۔

---

89 ۔ مقدمہ البرھان المؤید، ص ۸

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے موجودات میں ان کو تصرف دیا ہے۔ عادات کو ان کے لیے بدل دیا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر خارقات کو ظاہر کیا ہے۔ ان کو مغیبات سے متکلم کیا ہے۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا ہے۔ احوال نہایت پر ان کو قدرت دی ہے۔ اسرار ولایت کا ان کو والی بنایا ہے۔ ان کو پیشوا وجحت بنایا ہے۔ علم، عمل، زہد، تحقیق، ریاست اور جلالت میں مہارت و دسترس والے ہیں۔ وہ اپنے ماموں شیخ ابوالعباس احمد بن رفاعی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے۔ ان سے علم طریق پڑھا۔ مشائخ عراق کی ایک جماعت سے ملے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بطائح میں صوفیاء کی ریاست ان کے وقت میں ان تک منتہی ہوئی ہے۔ بطائح کے بڑے علماء نے ان سے سلوک وتصوف کی انتہائی منازل کو حاصل کیا۔ اکابر کی ایک جماعت ان کی طرف منسوب ہے۔ صلحاء کی ایک بڑی جماعت ان کی شاگرد ہوئی ہے۔ مریدین صادقین کی ایک جماعت ان کے پاس جمع ہوئی اور ان کے کلام وصحبت سے فائدہ حاصل کیا۔

یہ اپنے والد ابوالحسن علی کی وفات کے بعد رواق امِّ عَبیدَہ میں ان کے خلیفہ ہوئے۔ یہ اپنے اہل خانہ میں سب سے معمر تھے۔ مشکلات واردہ کو حل کیا کرتے تھے۔ پوشیدہ حالات کو ظاہر کر دیا کرتے تھے۔ دانشمند، خوبصورت، سخی، متواضع، کثرت حیا، عقل، صبر والے تھے۔ اہل علم کے دوست اور اہل دین کی عزت کرنے والے تھے۔ بڑے

متواضع، پست بازو اور ہمیشہ خندہ پیشانی رکھنے والے، بزرگ خصلت، اشرف صفات، اجمل اخلاق اور اکمل آداب کے حامل تھے۔ وہ عالم، فقیہ، واعظ اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مقلد تھے۔

حضرت اعزب کے اقوال

1. توکل یہ ہے کہ سخت حاجت کے باوجود تیرا دل اسباب کی طرف مائل نہ ہو۔
2. صبر یہ ہے کہ حسن ادب سے مصیبت پر صبر کرے رضا یہ ہے کہ قلب کی نظر اللہ تعالیٰ کے اس قدیم اختیار کی طرف ہو جو اس کے ہاں بندہ کے لیے ہو۔
3. عبودیت چار خصلتوں میں ہے۔ عہدوں کا وفا کرنا، حدود کی حفاظت کرنا، موجود پر راضی ہونا، مفقود پر صبر کرنا۔
4. استقامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے دل تنہا ہو جائے۔
5. ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ظاہر و باطن میں اچھا معاملہ ہو۔
6. معرفت کے تین رکن ہیں: ہیبت، حیا، انس۔
7. بڑا علم ہیبت و حیا ہے اور جو ان دونوں سے عاری ہے تو وہ خیرات سے عاری ہے۔
8. محبت یہ ہے کہ عتاب ہمیشہ قائم رہے۔ شوق یہ ہے کہ انتڑیاں جل جائیں دلوں میں بھڑک ہو۔ جگر پارہ پارہ ہوں۔ جب دل چار چیزوں کو دیکھے یعنی وہ تمام

چیزوں کو دیکھے کہ اللہ ہی کے ملک میں ہیں، اللہ سے ان کا ظہور دیکھے اور اللہ ہی کے ساتھ ان کا قیام دیکھے۔ اللہ عزوجل ہی کی طرف ان کا مرجع دیکھے تو بے شک اس نے یقین حاصل کیا۔

9. ولی کی چار علامتیں ہیں: اپنے اس بھید کی جو اس کے اور اللہ عزوجل کے درمیان ہو۔ حفاظت کرنا۔ اپنے اعضا کی اللہ عزوجل کے حضور حفاظت کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی مشقت کو برداشت کرنا۔ لوگوں کے ساتھ ان کی عقل وفہم کے موافق کلام کرنا۔

10. اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان وصول کے تین ارکان ہیں: استعانت، کوشش، ادب، بندہ کی طرف سے استعانت کرنا، اللہ عزوجل سے قرب کے حصول کا باعث ہے۔ بندہ کی طرف کوشش کرنا اللہ عزوجل سے توفیق پانا ہے، بندہ کی طرف سے ادب اللہ عزوجل سے کرامت کا طلب کرنا ہے۔

11. جو شخص آداب صالحین کو اختیار کرتا ہے وہ کرامت کی بساط کے لائق ہے اور جو اولیاء اللہ کے آداب کو اختیار کرتا ہے وہ قرب کے بساط کی صلاحیت رکھتا ہے جو صدیقوں کے آداب کو اختیار کرتا ہے وہ مشاہدہ کی بساط کے لائق ہوتا ہے جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے آداب کو اختیار کرتا ہے وہ انس وانبساط کی بساط کے قابل ہو جاتا ہے۔

12. جب تیرا نفس اپنے علم کا دیکھنے والا نہ ہو تو اس کو ادب سکھا۔ جو کوئی دنیا کی طرف میلان کرتا ہے اس سے دلوں کا غائب ہونا لازمی ہے تمام مقامات دل کے تابع ہیں اور دل اللہ عزوجل کے ساتھ قائم ہے۔

13. مبتدی کو چاہئے کہ حقائق کی طرف رغبت رکھے علم سے آراستہ رہے، عمل کی کوشش کرے۔

14. مقربین کی علامت یہ ہے کہ دلوں اور علام الغیوب کے درمیان کے حجاب اٹھ جائیں۔ جو شخص کہ نہایت پر اپنے شروع میں سوار ہوتا ہے تو یہ قرب کی علامت ہے۔ پس ایک قوم ہے کہ اس نے داعی کو دیکھا ہے اور ایک قوم ہے کہ اس نے نداء کو دیکھا ہے۔ ایک قوم ہے کہ اس نے بلا کو دیکھا ہے۔ اب جس نے نداء سنی ہے وہ تو جنت کی طرف گیا جس نے بلا دیکھی ہے وہ درجات تک پہنچا۔ جس نے داعی کو دیکھا وہ اللہ عزوجل کی طرف ہو جاتا ہے، وہ اخص الخواص ہیں۔ جو اللہ عزوجل سے ایک لمحہ بھی غائب نہیں ہوتے، وہ ایسے بندے ہیں کہ جن کے غم عدل کی باگوں سے مربوط ہیں اللہ عزوجل نے ان کے عزم کو تعطل و فتور سے بچالیا ہے۔ ان کی نیتوں کو بیماریوں سے محفوظ فرمادیا ہے۔ ان کے ارادوں کو غیر کی طرف جانے سے قطع کر دیا۔ ان کے دلوں کو اپنے دیدار کے شوق کا پیاسا کر دیا۔ ان کی عقلوں کو اپنی صنعت کی حکمتوں میں لگا دیا ہے۔ ان کے دلوں کو اس کے قرب مراقبہ پر مطلع کیا۔

ان کی ارواح کو اپنی صفات کی طرف پھیر دیا ہے۔ ان کو اس شخص کی طرح قریب کیا کہ جو اس سے اُنس رکھتا ہے۔ ان سے اس شخص کی جو اس پر ایمان لاتا ہے ان کو اس شخص کے برابر کیا کہ جس کو اپنے راز کے لیے پسند کیا ہے۔ ان کی علامت قرب کے وقت صفت حیا سے متصف ہونا ہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم اعزب یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

تکشف غیم الھجر عن قمر الحب	واسفر نور الصلح عن ظلمة العتب
وجاء نسیم الاتصال محققا	فصادفه حسن القبول من القلب
ودبت میاہ الوصل فی روضةِ الرضا	فصار الھویٰ یھتز کالغصن الرطب
ولم ندر من حسن الوصال وطیبه	فی نزھة کنا ھنالك ام حرب
فیا من سبی عقلی ھواہ ترکتنی	افکر ما بین التعجب والعجب

ہجر و فراق کے بادل محبت کے چاند سے چھٹ جاتے ہیں اور صلح کی روشنی عتاب کے اندھیرے سے نکھر کر ظاہر ہو جاتی ہے نسیم وصل کے جھونکے چلیں تو وہ دل کی قبولیت کے حسن سے ٹکرا جاتے ہیں اور جب وصل کا چشمہ رضا و خوشنودی کے گلستان میں بہہ نکلے تو محبت تر و تازہ ٹہنی کی طرح حرکت میں آ جاتی ہے۔ پھر ہمیں وصل کی خوبی کی وجہ اس چیز کا ادراک ہی نہیں ہو پاتا کہ ہم یہاں حالت جنگ میں ہیں یا حالت تفریح میں ہیں۔ وہ ذات جس نے میری عقل کو اسیر کر رکھا ہے اور اس کی محبت نے مجھے

چھوڑ دیا ہے۔ اب میں تعجب اور عجب کے درمیان متفکر ہوں۔

ابو العباس احمد بن شیخ ابی الحسن علی بطائحی بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی شیخ ابو العباس ابراہیم ہمیشہ مراقبہ کرنے والے، بڑے خشوع والے بڑی ہیبت والے ہمیشہ سر نیچا رکھنے والے تھے۔ کسی طرف صرف بضرورت سر اٹھاتے چالیس سال ہو گئے تھے کہ آسمان کی طرف اللہ تعالیٰ سے حیا کی وجہ سے سر نہیں اٹھایا تھا میں نے شیروں کو بارہا دیکھا ہے کہ ان کے پاس آتے اپنے چہرے ان کے قدموں پر ملتے۔

حضرت ابراہیم اعزب کو سانپ کا پنکھا جھلنا

ایک دن میں نے ان کو سخت گرمیوں میں سائبان کے نیچے سوتے دیکھا ان کے سر کے نزدیک ایک بڑا سانپ تھا، جس کے منہ میں نرگس کا پتہ تھا، جس کو وہ پنکھے کی طرح ہلاتا تھا۔

ایک دن میں ان کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اس کے ساتھ ایک جوان تھا وہ کہنے لگا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ میری سخت مخالفت کرتا ہے اور بڑا نافرمان ہے۔ تب شیخ نے جو سر جھکائے بیٹھے تھے اپنا سر اٹھایا اور جوان کی طرف دیکھا۔ اس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، اس کے ہوش و حواس جاتے رہے اور پھر وہ جنگل کی طرف چلا گیا۔ وہاں آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے رہا۔ درندوں کے پاس ٹھکانہ کر لیا۔ نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا اور چالیس دن تک وہ اسی حالت پر رہا۔ پھر اس کا والد آیا اور اس کی بدحالی کی شکایت کی۔

اس پر شیخ نے اس کو اپنا کپڑا دیا اور کہا کہ اس کپڑے سے اپنے بیٹے کا منہ پونچھ دے، وہ گیا اور اس نے ایسا ہی کیا تو اس کو ہوش آ گیا۔ شیخ کی خدمت میں آیا اور ان کی خدمت کو لازم پکڑ لیا اور وہ شیخ کے حاضرین خادموں سے ہو گیا۔

شیخ ابراہیم اعزب کے لئے آگ کا مسخر ہونا

شیخ نجم الدین ابوالعباس احمد بن شیخ ابی الحسن علی بطائحی بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی شیخ ابراہیم اعزب ظاہر و باطن میں کھلے ہوئے متصرف تھے۔ جب کوئی آگ سے بہت خوفزدہ ہوتا تو اس کو کہہ دیتے کہ آگ کی طرف جا۔ اس کو معلوم بھی نہ ہوتا دیکھتا تو وہ آگ میں ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا اس میں ٹھہرا رہتا۔ وہاں سے ایسے حال میں نکلتا کہ اس کے کپڑے بالکل نہ جلتے نہ کوئی اس کو تکلیف ہوتی۔

شیخ ابراہیم اعزب کے لئے شیروں کا مسخر ہونا

اگر کوئی شیر سے زیادہ ڈرتا تو اس کو کہتے کہ شیروں کی طرف جا۔ تو وہ اچانک شیروں کی طرف پہنچ جاتا اور اسے اس کا معلوم بھی نہیں ہوتا۔ وہ دیکھتا ہے کہ یا تو وہ شیر پر سوار ہے یا اس کو کھینچ رہا ہے۔ لیکن نہ تو وہ شیر سے خوف زدہ ہوتا ہے اور نہ ہی شیر اس کو کوئی نقصان پہنچاتا ہے۔

اور جب کسی ایسے مرد کو دوست رکھتے جو آپ کی جدائی کی طاقت نہیں رکھ سکتا تھا۔ تو وہ اپنے دل میں ایک ایسا جذبہ پاتا جو اس کو ان کی طرف خواستہ نخواستہ کھینچ کر لے آتا۔

جب کسی مرد کی جدائی چاہتے تو وہ اپنے دل میں کوئی مانع پاتا جو اس کو شیخ سے روکتا حالانکہ اس کو شیخ سے محبت ہوتی۔

حضرت شیخ اعزب کا تمام حاضرین پر متصرف ہونا

عارف صالح ابو المجد سعد اللہ بن سعدان واسطی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں شیخ نیک بخت ابو اسحاق ابراہیم اعزب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا، وہ اپنے مریدوں سے کلام کر رہے تھے پھر انہوں نے اپنے کلام میں کہا کہ مجھ کو میرے پروردگار نے تمام حاضرین کے بارے میں تصرف دیا ہے۔ پس کوئی شخص میرے سامنے کھڑا ہو یا بیٹھے یا حرکت کرے تو میں اس میں متصرف ہوتا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ لیجئے میں جب چاہوں کھڑا ہوں اور جب چاہوں بیٹھ جاؤں۔ آپ نے اپنا کلام قطع کیا۔ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ اے سعد اللہ ! اگر تم کو کھڑے ہونے کی طاقت ہے تو کھڑے ہو۔ میں اٹھنے لگا لیکن مجھ میں طاقت نہ تھی، تب میں لوگوں کی گردنوں پر سوار ہو کر گھر کی طرف پہنچایا گیا میرا ایک پہلو مارا گیا، ایک مہینے تک میرا یہی حال رہا چنانچہ میں نے جان لیا کہ یہ میری ہیئت شیخ پر اعتراض کرنے کی وجہ سے ہے۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کی اور اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو شیخ کی طرف اٹھا کر لے جاؤ، انہوں نے ایسا ہی کیا۔ میں نے جا کر شیخ سے کہا: اے میرے سردار! یہ میرا صرف خطرہ ہی تھا۔ پھر شیخ اٹھے اور میرے ہاتھ کو پکڑا اور چلے تو میں بھی آپ کے

ساتھ چل پڑا، جو مجھ میں تکلیف تھی وہ جاتی رہی۔

شیخ جس کو چاہیں صرف وہی ان کے پاس آسکے

شیخ نیک بخت ابو الفرج عبد المجید بن معالی بن ہلال عبادانی کا بیان ہے کہ میرے دادا سے منقول ہے کہ انہوں نے شیخ ابراہیم اعزب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ کوئی شخص ہمارے ارادے کے بغیر ہماری زیارت نہیں کر سکتا۔

وہ کہتے تھے کہ میں نے ان کی زیارت کا قصد کیا اور میرے دل میں یہ خطرہ گزرا اور دل میں کہا لو میں ان کی زیارت کا ارادہ کرتا ہوں وہ ارادہ کریں یا نہ کریں۔ پھر جب میں باب رواق پر آیا، تو وہاں پر میں نے ایک بڑا شیر دیکھا، جس سے میں ڈر گیا، اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ تب میں الٹے پاؤں پیچھے کو واپس ہو گیا اور بہت ڈر گیا۔ حالانکہ میں شیر کے شکار کرنے کا عادی تھا۔ جب میں اس سے دور ہو گیا تو میں کھڑا ہو کر اس کو دیکھنے لگا اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ آتے جاتے تھے۔ میں اگلے دن آیا تو شیر اپنے حال پر قائم تھا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو میری طرف کھڑا ہوا، میں اس سے پھر بھاگا۔ میرا یہ حال ایک مہینے تک رہا کہ میں دروازے سے ان کے پاس نہ جا سکتا تھا نہ ہی دروازے کے قریب ہو سکتا تھا۔

پھر میں بطائح کے ایک شخص کے پاس آیا اور اپنے حال کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا اپنے دل میں سوچ کہ تو نے کونسا گناہ کیا ہے۔ سو میں نے اُسی خیال اور سوچ کا ذکر کیا

تو انہوں نے کہا: اسی سبب سے تم پر یہ مصیبت آئی ہے اور جو شیر تم نے دیکھا ہے وہ شیخ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی طرف سے رکاوٹ ہے۔

تب میں نے خدا کی جناب میں توبہ کی اور اعتراض سے بھی توبہ کی نیت کی۔ پھر جب میں باب رواق کی طرف آیا تو شیر کھڑا ہوا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہاں تک کہ میں شیخ کی طرف آیا اور ان سے ملا اب شیر مجھ سے غائب ہو گیا تھا۔ جب میں نے شیخ کے ہاتھ چومے تو شیخ نے مجھ سے کہا کہ مرحبا ہم توبہ کر کے آنے والے کو خوش آمدید کہتے ہیں۔[90]

90 - بہجۃ الاسرار ص ۱۷۔۲۲۰، ملخصاً، مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ فیصل آباد

باب دوم: ملفوظات وارشادات

امام رفاعی علیہ الرحمہ کے ملفوظات وفرمودات

امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لحمی شنطوفی متوفی ۷۰۳ھ لکھتے ہیں:

☆ امام رفاعی کا تذکرہ قطب کے طور پر ہوتا ہے۔ آپ کا فرمان ہے کہ شیخ وہ ہے جو اپنے مرید کا نام اشقیاء وبد بختوں کی فہرست سے مٹادے۔

☆ امام احمد رفاعی علیہ الرحمہ فرماتے تھے پسندیدہ احوال اور عمدہ مراتب کی بنیاد زہد وبے رغبتی پر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا ارادہ کرنے والوں کی اس طرف منقطع ہونے والوں اور اللہ تعالیٰ سے راضی رہنے والوں اور اس پر توکل وبھروسہ کرنے والوں کی پہلی سیڑھی ہے۔

☆ آپ فرماتے تھے ورع آفات کو چھوڑنے پر آمادہ کرتا ہے اور عبادت گزاری کی زبان ہمیشہ محنت واجتہاد پر ابھارتی ہے اور محبت کی زبان گھلنے اور پگھلنے پر آمادہ کرتی ہے۔

☆ آپ جب کسی فقیر کو اُونی جبہ پہنے دیکھتے تو فرماتے صاحبزادے اس زینت میں غور کرو جس کو تم نے اختیار کیا ہے اور جن کی طرف تم نے نسبت قائم کی ہے۔ تم نے انبیاء علیہم السلام کا لباس زیب تن کیا ہے اور تم متقی وپرہیز گاروں کے زیور سے آراستہ ہوئے ہو، یہ عارفین کی زینت ہے پس تم بھی مقربین کے طریقہ پر چلو وگرنہ اس لباس کو

اتار دو۔

آپ کبھی بھی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کسی انسان کا سینہ اس وقت تک پاکیزہ و ستھرا نہیں ہو سکتا جب تک اس کے سینہ میں کوئی ناگوار چیز موجود ہو، دوست کے لیے ہو خواہ دشمن کے لیے۔

آپ فرماتے تھے میرا سلسلہ نام ہے: بغیر بدعت کے دین، بغیر سستی و کاہلی کے عمل، بغیر بگاڑ کے نیت، بغیر جھوٹ کے سچائی اور بغیر دکھاوے کے حال کا۔

☆ کشف ایسی مقناطیسی قوت ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ بصیرت کی آنکھ کے نور کو غیب کے فیض سے اس طرح ٹکرا دیتی ہے جس طرح کہ شعاعیں صاف شیشے کو ٹکرا کر گردو پیش کو ظاہر کر دیتی ہیں۔ اسی طرح مجذوب اپنے غیبی فیض کو حاصل کر کے اسے اپنے ستھرے اور پاکیزہ دل پر ٹکراتا ہے تو اس کے دل سے روشنی منعکس ہو کر عالم عقد کی بلندی کی طرف چلی جاتی ہے۔ وہاں اس کا اتصال معنوی طور پر دل سے ہو جاتا ہے۔ جس کے اثر سے نورِ عقل قلب کے صحن پر پڑتا ہے پھر نور عقل سر کی آنکھ کی پتلی پر چمکتا ہے اور انسان کو وہ کچھ نظر آتا ہے جو آنکھوں سے چھپا ہوا ہوتا ہے اور اَفہام سے اس کا تصور مشکل ہوتا ہے۔ اور ظاہری آنکھوں سے اس کا دیکھنا مستور و مخفی رہتا ہے۔

☆ زہد پسندیدہ احوال اور روشن و درخشاں مراتب کی بنیاد ہے۔ وہ صادقین، اللہ کی

طرف قصد کرنے والوں، اللہ کی طرف ہی منقطع ہونے اور اللہ سے راضی رہنے والوں اور متوکلین کا پہلا قدم ہے۔ جس شخص کی بنیاد زہد میں مضبوط و پختہ نہ ہو اس کے بعد کی کوئی شے بھی صحیح نہیں ہوتی۔

☆ فقر شرف و فضلیت کی چادر، مرسلین کا لباس، صالحین کی چادر، متقین کا تاج، عارفین کی غنیمت، مریدوں کی خواہش، جبار کی رضامندی اور اہل ولایت کی کرامت ہے۔

☆ اللہ عزوجل کا قرب و محبت صرف اس بندہ کو حاصل ہوتا ہے جس کی طہارت کامل ہے۔ اس کا ذکر صاف ہو اور وہ ہر اس شے سے وحشت محسوس کرے جو اللہ تعالیٰ سے دور یا غافل و مشغول کرنے والی ہو۔

☆ پھر اس وقت اللہ عزوجل اس کو اپنے انس و محبت سے سرفراز فرمادیتا ہے اور حقائق انس کا اس طرح اظہار فرماتا ہے کہ اسے ماسواء کے خوف سے محفوظ کر دیتا ہے۔

☆ مشاہدہ:

حضوری ہے۔ یعنی ایسا قرب ہے جو کہ علم یقین اور حقائق متقین سے متصل ہوتا ہے۔

☆ پرہیز گاری کی زبان ترک آفات کی طرف، تعبد و بندگی کی زبان دائمی مجاہدہ کی طرف، محبت کی زبان پگھلنے اور حیرانی کی طرف اور توحید کی زبان ثبات اور صحو کی طرف بلاتی ہے۔

☆ اور جو شخص کہ ادب کی وجہ سے اعراض سے منہ پھیر لیتا ہے تو وہ حکیم و باادب ہے

اور اگر کوئی شخص ذات موصفات میں کلام کرتا ہے تو اس کا خاموش رہنا افضل ہے اور اگر کوئی جبل و کوہ قاف سے پرے قاف تک قدم بھرتا ہے تو اس کا بیٹھنا افضل ہے۔

☆ اور اگر کوئی اس قدر پیٹ بھر کر کھاتا ہے کہ سانس لینا دشوار ہو جاتا ہے اور وہ ذوق شوق کے ساتھ ذکر بھی نہیں کر سکتا تو اس کا بھوکا رہنا افضل ہے۔

امام رفاعی علیہ الرحمہ سے جب ولایت پر فائز و متمکن مرد کی تعریف پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: وہ ایسا شخص ہے کہ اگر زمین میں پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی پر اس کے لیے نیزہ گاڑ دیا جائے اور آٹھوں ہوائیں چلیں تو پھر بھی اس کا ایک بال تک حرکت نہ کرے۔[91]

امام احمد رفاعی کے رحلت کے وقت کے فرمودات

امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی متوفی ۷۰۳ھ لکھتے ہیں:

موت سے پہلے آپ نے کہا تھا کہ میں اس کا شیخ ہوں جس کا کوئی شیخ نہیں۔ میں مایوس، ناامید اور بچھڑ جانے والے افراد کا شیخ و رہنما ہوں۔ میں ہر اس مسافر بکری کا ٹھکانہ ہوں جو راستہ میں الگ پڑی ہو۔ شیخ رحمہ اللہ مجلس کے آغاز میں کبھی نہیں بیٹھتے تھے اور تواضع کی وجہ سے کبھی سجادہ پر بھی نہیں بیٹھتے تھے۔[92]

---

91 ۔ بہجۃ الاسرار ص ۲۳۶، مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ فیصل آباد

92 ۔ بہجۃ الاسرار ص ۲۳۶، مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ فیصل آ

امام رفاعی تھوڑا کلام کرتے اور فرماتے تھے مجھے سکوت کا حکم ہوا ہے۔

شیخ محمد بن عبد الکریم کسنزانی لکھتے ہیں:

حضرت امام احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

☆معرفت کی تعریف:

ایک ایسے ذائقہ اور لذت کا نام ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے چکھا دیتا ہے۔ پھر کسی کو یہ ذائقہ بقدر کفایت چکھایا جاتا ہے۔ کسی کو اسی ذائقہ سے سیر کر دیا جاتا اور اس کا شکم اسی سے بھر دیا جاتا ہے۔ اور کسی کو اس ذائقہ سے مرتبہ کمال تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کو اس کی وحدانیت و یکتائی سے پہچاننے کا نام ہے۔

☆ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہے جسے وہ اپنے بندوں میں سے جن سے محبت فرماتا ہے ان کے دل میں ڈال دیتا ہے۔

اور یہ بھی کہا کہ معرفت کی ہیئت جنون ہے۔ اس کی صورت (مخلوق سے) ناآشنائی ہے اور اس کا مفہوم حیرت ہے۔

☆ یہ دل کا جلال اور قدرت کے حجابات کے ساتھ محبت اور الفت کے پردوں میں اڑنا و پرواز کرنا ہے۔[93]

93۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص ۱۶۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان

معرفت کا راستہ:

معرفت کے پانچ راستے ہیں:

پہلا: خلوت و جلوت، ظاہر و باطن میں خشیت (الٰہی)۔

دوسرا: بندگی و عبادات میں مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری۔

تیسرا: سب سے منقطع و بے نیاز ہو کر کلی و مکمل طور پر اسی کا ہو جانا۔

چوتھا: قول، فعل اور نیت کو محض خالص اسی کے لیے رکھنا۔

پانچواں: ہر لحہ اور ہر وسوسہ کی نگرانی و دھیان رکھنا۔ [94]

ابتداء معرفت:

معرفت کے دروازوں میں سے پہلا دروازہ اللہ تعالیٰ سے مانوس ہونا ہے۔ [95]

صفت و صورت معرفت:

معرفت ایک ایسا درخت ہے جس کی تین ٹہنیاں ہیں توحید، تجرید اور تفرید۔ توحید سے مراد اقرار واعتراف کرنا ہے، تجرید سے مراد اخلاص ہے اور تفرید سے مراد تمام حالات میں کلی اور مکمل طور پر سب سے منقطع ہو کر اسی کا ہو جانا ہے۔ [96]

94۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص ۱۶۶

95۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص ۱۶۸، مطبوعہ

96۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص ۱۷۳

معرفت کی منازل:

لوگوں کے اعتبار سے معرفت کی چند منزلیں ہیں۔ معرفت میں کسی کی منزل گھاٹی جیسی ہوتی ہے، کسی کی گاؤں جیسی ہوتی ہے، کسی کی شہر جیسی ہوتی ہے اور کسی کی منزل دنیا و آخرت جیسی ہوتی ہے۔ [97]

معرفت کی موجودگی کے مراتب:

معرفت کی موجودگی میں لوگوں کے دو مرتبے ہیں۔ اگر وہ معرفت کی بیداری میں ہوں تو وہ ولایت کی پرورش کرتے ہیں چنانچہ وہ کرامت کو ملاحظہ کرتے ہیں اور اگر وہ فضیلت کے خواب میں ہوں تو وہ عداوت کی پرورش کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ امانت کو ملاحظہ کرتے ہیں مگر یہ کہ ارحم الراحمین ان پر رحم فرمادے۔ [98]

حقیقتِ معرفت:

زندگی و حیات بخشنے والے کی مدد سے دل کا زندہ و بیدار ہونا (معرفت کی حقیقت) ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتاً فَاَحْيَيْنَاهُ [99] تو جو شخص مردہ ہو پھر ہم اسے حیات و زندگی بخشیں۔

97۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص ۱۷۷

98۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص ۱۸۰

99۔ الانعام، ۱۲۲

معرفت میں پانچ حروف ہیں۔ پس جس شخص کی ذات میں ان حروف کا معنیٰ و مراد موجود ہو وہ سمجھ لے کہ وہ اہلِ معرفت سے ہے۔

م: اس سے مراد ہے (ملك نفسه) اس کا نفس اس کے قبضہ و اختیار میں ہو۔

ع: (عبدالله على صدق الوفاء) وہ سچی وفاداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہو۔

ر: (رغب الى الله بالكلية) مکمل طور پر اللہ کی طرف رغبت رکھتا ہو۔

ف: (فوض امره الى الله) اس نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہو۔

ہ: (هرب من كل مادون الله الى الله) اللہ تعالیٰ کے غیر سے اللہ تعالیٰ کی (رحمت اس کے فضل اور اس کی رضا کی) طرف دوڑ آیا ہو۔

پس ہر عارف اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کی معرفت کے برابر اپنے نفس پر قبضہ واختیار رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی معرفت و پہچان کے برابر اس کی عبادت کرتا ہے۔ اس کے فضل و احسان کو پہچاننے کے برابر اس کی طرف راغب و متوجہ ہوتا ہے۔ اس کی قدرت کو پہچاننے کے برابر اپنے معاملہ کو اس کے سپرد کرتا ہے اور اس کی ملکیت و سلطنت کو پہچاننے کے برابر اس کی طرف دوڑتا ہے اور ایسا شخص ہی عارف کہلانے کا مستحق ہے۔ [100]

---

100 ۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص ۱۸۲

امام رفاعی فرماتے ہیں: کسی عارف سے پوچھا گیا کہ سورج سے زیادہ روشن چیز کیا ہے؟ توانہوں نے فرمایا: معرفت، پھر پوچھا گیا کہ کون سی چیز پانی سے زیادہ فائدہ مند ہے؟ فرمایا: اہلِ معرفت کا کلام۔ پھر پوچھا گیا کہ مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار کونسی چیز ہے؟ فرمایا: عارف کا وقت۔[101]

اہلِ معرفت:

اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے ایسے رازدار وصاحبان اسرار ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیاپرستوں سے انہیں آخرت کے پردوں کے ذریعہ مخفی وپوشیدہ رکھا ہے۔
اللہ تعالیٰ ان کا رازدار و محرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کا کوئی محرم ورازدار نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلوت گزین وپردہ نشینوں میں ہیں۔[102]

علمِ معرفت:

علمِ معرفت اللہ تعالیٰ کو جاننے کا نام ہے اور یہ جلالت وانوار والی ذات کے انوار میں سے ایک نور ہے۔ اس کا ادراک صرف توفیق یافتہ دل ہی کر سکتے ہیں۔ علمِ معرفت ہی وہ علم

---

101 ۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص۱۸۷

102 ۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص۱۸۹

ہے جو تمام علوم وفنون کی اساس وبنیاد ہے۔ [103]

اہل معرفت کی اقسام

اہل معرفت کی تین قسمیں ہیں: ایک قسم فقر واضطرار اور محتاجی وضرورت پر راضی رہ کر چلتی ہے۔ ایک قسم اعتبار وانکسار، سبق آموزی اور عاجزی وانکساری پر مطمئن ہو کر آگے بڑھتی ہیں۔ ایک قسم افتخار واستبشار اور خوشخبری وفوقیت کے جذبہ سے سرشار ہو کر شاہراہ زندگی پر گامزن رہتی ہے۔ [104]

معرفت کی کان:

دل معرفت کی کان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ [105]
شعائر اللہ کی تعظیم دلوں کا تقویٰ ہے۔ [106]

معرفت کی قسمیں:

جس نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت ورہنمائی کو پہچانا وہ اپنے نفس کو اس کے سپرد کردے گا اور جس نے اللہ کی ربوبیت وپرورش کو پہچانا وہ اس کی عبادت کی تمام شرائط وارکان کو

---

103 ۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص ۱۹۲

104 ۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص، ۱۹۰

105 ۔ الحج: ۳۲

106 ۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص، ۱۹۳

بجالائے گا، اور جس نے اللہ کی جزاء وبدلہ کو پہچانا وہ اپنے نفس کو مشقت و مجاہدہ کا خوگر بنادے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی کفایت وفیاضی کو پہچانا وہ اس کے غیر سے بے نیاز وبے پرواہ ہو جائے گا۔ [107]

معرفت الٰہی:

اللہ کی معرفت کی کئی قسمیں ہیں۔ ان قسموں میں سے سب بڑی قسم اللہ تعالیٰ کے اُن اوامر واحکامات کو اہم و عظیم جاننا ہے جو اس کے اور اس کے بندے کے درمیان ہیں (اور اللہ تعالیٰ کے احکامات واوامر کو اہم و عظیم سمجھنے سے مانع) غفلت ولا پرواہی کے پردہ وحجاب کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ [108]

تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچہ کروں گا۔ [109]

عارف کی تعریف:

عارفین وہ ہیں جو مشاہدہ کے قدموں کے ساتھ فناء کے راستہ پر چلتے ہیں، عارف وہ ہے جس کا حق وسچ کے راستہ پر چلنے کا نہ صرف بہت ہی زیادہ اہتمام وانصرام ہو بلکہ وہ اس پر

---

107 ۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص،۱۹۷

108 ۔ بقرۃ:۱۵۲

109 ۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص،۲۰۲

اس قدر مواظبت، ہیشگی اور استقامت اختیار کئے ہوئے ہو کہ اس کو ایک لمحے کے لیے بھی نہ چھوڑے۔

عارف علماء وفقہاء میں چوتھے درجے والے کو کہا جاتا ہے جو پیچیدگیوں اور مشکلات کو حل کرلیتا ہے۔ منقولات و معقولات کے دقائق ولطائف کی توضیح و تشریح کردیتا ہے۔ جدل ومناظرہ کے سمندروں میں غوطہ زن ہوتا ہے اور شریعت کی نصرت و مدد کی غرض سے اپنے احوال وکیفیات میں الهامات کو پوشیدہ و مخفی رکھتا ہے۔

عارف وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کا جاننا و پہچاننا (یعنی معرفت الٰہیہ) تمام اسباب سے مشغول وبے گانہ کردے، جب لوگ اسے دیکھیں تو نادان و بے علم قراردیں، وہ مخلوق کے درمیان میدان عظمت (الٰہیہ) میں حیران وسرگرداں ہو، لوگ اسے دیکھ کر مجنوں ودیوانہ خیال کریں جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کی محبت میں کلی طور پر فانی ہو اور اس کے غیر سے بے گانہ ولاتعلق ہو۔ جب لوگ اس کے معاملہ میں غور کریں تو اسے ڈر اور خوف محسوس کریں (انبیاء کے علاوہ) کوئی ایک بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت کی (حتمی وقطعی) اطلاع وخبر نہیں دے سکتا ہے۔ کیونکہ معرفت کا آغاز بھی اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہوتا ہے اور یہ اس کی طرف ہی لوٹتی و پلٹتی ہے۔ پس عارف اللہ تعالیٰ کی اطلاع وآگاہی کے نیچے فانی اور حق کے بچھونے پر نفس وذات اور سبب کے بغیر باقی ہوتا ہے۔ پس وہ بے جان ہو کر بھی زندہ ہوتا ہے اور زندہ ہو کر بھی بے جان ہوتا ہے۔

وہ محجوب و پوشیدہ ہونے کے باوجود مکشوف و ظاہر ہوتا ہے۔ اور مکشوف و ظاہر ہونے کے باوجود مخفی و پوشیدہ ہوتا ہے۔

تو اسے اللہ تعالیٰ کے حکم کے دروازے پر ششدر و حیران اور نیکی و اچھائی کے میدان میں انتہائی پیاسا دیکھے گا وہ اللہ تعالیٰ کے خوبصورت و جمیل پردہ کے نیچے ناز و نعم میں ہوگا، اللہ تعالیٰ کے حکم کے نیچے فانی اور اس کے لطف و عنایت کے بچھونے پر باقی ہوگا۔

عارفین اللہ تعالیٰ کی بقاء و سلطنت کے نیچے اپنی ذاتوں کو ہر طرح کی طاقت و قوت سے فنا کر دیتے ہیں۔ وہ تمہیں جو نظر آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طاقت و قوت سے نظر آتے ہیں کیونکہ وہ اپنے ہونے کو اور اپنے اسباب کو الوہیت کے جلال کے نیچے فنا و معدوم کر دیتے ہیں۔

اور عارفین ہی راسخین فی العلم (علم میں پختہ مہارت والے) ہیں۔ [110]

عارفین کی مختلف قسمیں ہیں ان کی شاہراہیں متفاوت ہیں ان کے مراتب و درجات رنگا رنگ ہیں ان کی انواع جدا جدا ہیں ان کے منازل و مقامات متعدد ہیں۔

ا۔ ان میں سے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پہچانتا ہے وہ اس سے ڈرتا ہے اور اس کا خوف رکھتا ہے۔

۲۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو پہچانتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان اور اس سے اچھی

110۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفینؒ، ص، ۲۱۷۔۲۱۸

امید رکھتا ہے۔

۳۔ جو اللہ تعالیٰ کی نگرانی و نگہبانی کو پہچان لیتا ہے وہ صداقت و حقانیت کو اپنا عقیدہ بنا لیتا ہے۔

۴۔ جو اللہ تعالیٰ کی کفایت کو پہچان لیتا ہے وہ صرف اسی کا محتاج و ضرورت مند ہونے کا معتقد ہوتا ہے۔

۵۔ جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و یکتائی کو پہچان لیتا ہے وہ اسی قدر اخلاص کا پیکر ہوتا ہے۔

۶۔ جو اللہ تعالیٰ کی الوہیت کو پہچان لیتا ہے وہ اس کے وصل کا متقاضی و متمنی ہوتا ہے۔

پس جس قدر قدرت کی پہچان ہو گی اسی قدر خوف ہو گا۔ جس قدر فضل واحسان کی پہچان ہو گی اسی قدر حسن ظن ہو گا، جس قدر نگہبانی کی پہچان ہو گی اسی قدر صداقت وحقانیت ہو گی، جس قدر عظمت وبڑائی کی پہچان ہو گی اسی قدر خشیت ہو گی۔ جس قدر اللہ تعالیٰ کی کفایت کی پہچان ہو گی اسی قدر اس کی ضرورت وحاجت کا احساس ہو گا جس قدر وحدانیت ویکتائی کی پہچان ہو گی اسی قدر اخلاص وحسن نیت ہو گا۔ [111]

عارف کی علامت :

عارف اپنے حال کو چھپاتا ہے۔ صحیح و درست بات کرتا ہے اور نفسانی خواہشات

111 ۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص ۲۲۴، ۲۲۵

وآرزوؤں سے بے نیاز ولا تعلق رہتا ہے۔[112]

عارف کے پر:

عارف کے چار پَر ہوتے ہیں:

۱۔ خوف ۲۔ امید ۳۔ محبت ۴۔ شوق

خوف کے پَر سے وہ بھاگنے سے راحت پاتا ہے، امید کے پَر سے وہ طلب کرنے اور مانگنے سے راحت حاصل کرتا ہے۔ محبت کے پَر سے وہ مچلنے سے سکون واطمینان پاتا ہے۔ شوق کے پَر سے وہ فتنہ وفساد اور تباہی سے راحت پاتا ہے۔[113]

مرید کے خوش نصیب ہونے کی علامت:

امام عبدالوہاب شعرانی متوفیٰ ۹۷۳ھ لکھتے ہیں:

سیدنا امام احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ہمارا طریقہ تین چیزوں پر مبنی ہے۔ سوال مت کرو، واپس مت کرو اور جمع مت کرو۔[114]

112۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص، ۲۲۶

113۔ مبحث العارف والمعرفہ مع بستان العارفین، ص ۲۳۸

114۔ سیدی واستاذی پیکر شفقت علامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتھم القدسیہ دوران تدریس فرماتے تھے کہ ہمارے اکابر کا طریقہ یہ ہے۔ کسی کے پاس کچھ ہو تو طمع نہیں، کوئی دے دے تو منع نہیں اور آجائے تو جمع نہیں۔

مرید کی خوش بختی وخوش نصیبی کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی تربیت کے سلسلہ میں اپنے شیخ کو مشقت وتکلیف میں نہ ڈالے بلکہ وہ اشارے کو سننے اور ماننے والا ہو اور اس کا شیخ فقراء ومریدین کے درمیان اس پر فخر کرے نہ کہ وہ اپنے شیخ پر فخر کرے۔ فقیر اگر اپنے لئے غضب ناک ہو تو وہ مشقت وتکلیف میں جاپڑا اور اگر وہ اپنا کام اپنے مولیٰ کے سپرد کر دے تو وہ کسی کنبے قبیلے کے بغیر اس کی مدد ونصرت فرماتا ہے۔

مقرب بارگاہ خداوندی کا مقام:

جب کوئی بندہ اپنے اقوال وکیفیات میں استقامت وپختگی اختیار کر لیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے مقام پر فائز وواصل ہو جاتا ہے۔ اس کی ہمت ساتوں آسمانوں کو عبور کرنے والی ہو جاتی ہے۔ زمینیں اس کے قدموں میں پازیب کی طرح ہو جاتی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے (کسی) ایک صفت (کا مظہر) بن جاتا ہے کوئی چیز اسے عاجز نہیں کرتی اللہ تعالیٰ اس کی رضا میں راضی اور اس کی خفگی وناراضگی پر ناراض ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی)[115]

دعا کرنے والا جب مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں پھر لوگوں کو چاہیے کہ وہ میری اطاعت وفرمانبرداری کریں اور مجھ پر یقین وبھروسہ رکھیں۔

اے اولاد آدم! میری اطاعت کرو میں تمہاری بات مانوں گا تم مجھے اختیار کرلو میں

115۔ البقرۃ:۱۸۶

تمھیں افضل و برگزیدہ بنادوں گا، تم مجھ سے راضی ہو جاؤ میں تم سے راضی ہو جاؤں گا۔ تم مجھ سے محبت کرو میں تم سے محبت کروں گا تم میرے احکام کی نگہبانی و حفاظت کرو میں تمہیں کن فیکون کا اختیار عطا کروں گا اے بنی آدم جس نے مجھے پالیا اسے ہر چیز مل گئی اور جو مجھ تک نہیں پہنچا اس نے ہر چیز ضائع کر دی۔ امام شعرانی علیہ الرحمہ آپ کے ان فرمودات کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ کہنا کہ تمکن واستقامت احوال کی صورت میں بندہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت (کا مظہر) بن جاتا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی صفات، حلم، بردباری، درگزر اور کرم جیسی صفات سے متخلق، متصف اور آراستہ ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا عین کوئی بھی نہیں ہو سکتا ہے پس یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں فرمان رب العزت ہے: جب میں بندہ کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اس کو ضرور پناہ دیتا ہوں [116]

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ اور امام بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے لکھا ہے کہ عبدالواحد کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ

116۔ صحیح بخاری: ۶۵۰۲، ج۲، ص۹۶۳، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

سوچتا ہے اور میں اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے۔ 117

بارگاہ الٰہیہ تک پہنچنے کے تدریجی مراحل

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو مردان حق کے مقامات تک ترقی دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو پہلے اس کو اس کے نفس کے متعلق حکم دیتا ہے جب وہ اپنے نفس کو ادب سکھا کر اس پر استقامت اختیار کر لے تو پھر اس کے اہل و عیال کے متعلق ذمہ داری دیتا ہے اگر وہ ان کے ساتھ حسن معاشرت، اور اچھے سلوک و رویہ سے پیش آئے تو اسے اس کے پڑوسیوں اور محلہ والوں کی ذمہ داری سونپتا ہے اگر وہ ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے اور نرمی سے پیش آئے تو اسے اس کے شہر والوں کے معاملات کی نگہبانی عطا فرماتا ہے وہ اگر ان کے ساتھ بھی اچھائی اور نرمی سے پیش آئے تو پھر اسے ایک سمت کے شہروں کی دیکھ بھال کی نگرانی دی جاتی ہے وہ اگر ان کے ساتھ بھی اچھائی، نرمی اور رعایت سے پیش آئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے اخلاص و حسنِ نیت کو صحیح رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے آسمان و زمین کے مابین کی نگہبانی و نگرانی عطا فرما دیتا ہے کیونکہ ان کے درمیان وہ مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے پھر وہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ محلِ غوثیت میں پہنچ جاتا ہے پھر اس کی صفت بلند ہوتی ہے حتی کہ اس کی صفت حق تعالیٰ کی صفاتِ کامل کا

117 ۔ فتح الباری، ج ۱۱، ص ۳۴۴، مطبوعہ لاہور، عمدۃ القاری، جز ۲۲، ص ۹۰، مطبوعہ مصر

مظہر ہو جاتی ہے۔

اولیاء اللہ کے لئے کائنات کی تمام اشیاء کا منکشف ہو جانا

اللہ تعالیٰ اسے اپنے غیوب پر مطلع فرمادیتا ہے یہاں تک کہ جو درخت بھی اگتا ہے اور جو پتہ بھی سرسبز ہوتا ہے وہ اس کی نگاہ میں ہوتا ہے اس مرتبہ ومقام پر فائز ہو کر وہ اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایسی گفتگو کرتا ہے کہ وہ مخلوق کی عقلوں میں نہیں سماتی کیونکہ وہ گہرا سمندر ہے جس کے ساحل میں بے شمار مخلوق غرق ہو گئی۔ علماء اور صلحاء کی ایک جماعت کا ایمان ضائع وبرباد ہو گیا ان کے غیر کا تو کہنا ہی کیا!

امام رفاعی کی دعا

آپ بارگاہ خدواندی میں عرض کرتے: اے اللہ! لواء الحمد والے حبیب علیہ السلام کی برکت وفیضان سے ہمیں ان لوگوں میں سے کردے جنہوں نے انتہائی عاجزی سے تیرے دروازے پر اپنے نرم ونازک رخسار بچھادیئے ہیں اور ندامت وشرمندگی کے ساتھ اپنا سر اور پیشانیاں سجدوں میں رکھ دی ہیں۔

مخلوقات کی تسخیر کا نایاب نسخہ

جب میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو گویا قہر کی تلوار میرے سامنے سونتی جارہی ہو۔ اس وقت تک کسی بندہ کو سینہ کی صفائی وپاکیزگی حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس کے دل میں دوست، دشمن اور اللہ کی مخلوق میں سے کسی کے لئے بھی کینہ وبغض موجود ہو۔

جب کسی کا دل کینہ و کدورتوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے وحشی جانور اپنی کچھاروں میں اور پرندے اپنے گھونسلوں میں اس سے مانوس ہو کر اس کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور اس پر حّم کا راز منکشف و ظاہر ہو جاتا ہے۔[118]

بھلائی کا فائدہ اور برائی کا نقصان

حافظ سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد مصری المعروف بابن ملقن متوفیٰ ۸۰۴ھ لکھتے ہیں:

مَنْ عَمِلَ خَيْراً قُدِّمَ عَلَيْهِ وَمَنْ عَمِلَ شَرّاً نَدِمَ عَلَيْهِ.

جس نے بھلائی کا کام کیا تو اس کا فائدہ اسی کو ہو گا اور جس نے برائی کا کام کیا وہ اس پر شرمندہ ہو گا۔

تصوف راکھ ہو جانے کا نام ہے

حضرت سیدنا امام احمد رفاعی سے کسی نے دریافت کیا کہ تصوف کیا ہے؟ آپ نے پوچھا: تم اپنے تصوف کے متعلق پوچھ رہے ہو یا ہمارے تصوف کے متعلق؟ سائل نے عرض کیا: حضرت میں نے تو ایک ہی تصوف کے متعلق عرض کیا تھا آپ دونوں کی وضاحت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا: تمہارے اسرار کا پاکیزہ و ستھرا ہونا، تمہارے احوال واخبار کا عمدہ و بہترین ہونا تمہارا اجبار (غالب و قاہر رب) کا مطیع و فرمانبردار ہونا، شب بیدار ہونا

---

118 ۔ طبقات امام شعرانی، ص ۲۰۰ تا ۲۰۶ ملخصاً و موضحاً، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

دن کا روزہ دار ہونا یہ تمہارا تصوف ہے اور جماعت صوفیاء کا تصوف یہ ہے جیسا کہ کہا گیا ہے: شعر

لیس التصوف بالخرق　　　من قال ھذا قد مرق

ان التصوف یافتی　　　حرق یماز جھا قلق

ترجمہ: لباس کو چاک کرنا تصوف نہیں جس نے اسی کو تصوف قرار دیا اس نے تجاوز وزیادتی کی۔ اے جوان! تصوف تو بے قرار و بے چین ہو کر راکھ ہونے کا نام ہے۔

☆ بے مقصد و بے فائدہ چیز میں مشغول ہو جانا، با مقصد و فائدہ مند چیز کو کھو دینا ہے

☆ مخلوق سے محبت خالق سے دوری کا باعث ہے۔

☆ حسن اخلاق اور شائستگی فقراء کا طریقہ و سنت اور اغنیاء کی وراثت ہے۔

☆ حلال میں کمی کی وجہ سے دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں۔

☆ بھائیوں کی خطاؤں کو بخش دینا اور اپنے آپ کو ان سے افضل نہ سمجھنا ہی جوانمردی وسخاوت ہے۔ [119]

دوستی کا معیار

امام ابو الہدیٰ سید محمد بن حسن ودی بن علی بن خزام الصیادی الرفاعی متوفیٰ ۱۳۲۸ھ لکھتے ہیں:

---

119 ۔ طبقات الاولیاء، ص ۹۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

امام احمد کبیر الرفاعی فرماتے ہیں :

اصحب من الاخوان من قلبه — اصفی من الیاقوت والجوهر

ومن اذا سرك اودعته — لم یظهر السر الی المحشر

ومن اذا ذنبت ذنبا اتی — معتذرا عنك کمستغفر

ومن اذا ماغبت عن عینه — ازعجه الشوق ولم یصبر

ایسے دوستوں کی مصاحبت اختیار کرو جن کے دل یاقوت وجوہر سے زیادہ صاف وشفاف ہوں اور جب تم ان کے پاس کوئی راز رکھو تو قیامت تک وہ راز فاش نہ ہو۔

اور جب تم سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو وہ تمہاری طرف سے بخشش چاہنے کی طرح معذرت کریں اور اگر تم ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو تو وہ تمہارے بغیر صبر نہ کریں بلکہ تمہارے شوق میں مچلنے لگیں۔ [120]

ارکانِ اسلام کی پابندی کی تاکید

سلطان الاولیاء، قطب العارفین سیدنا امام ابو العباس محی الدین سید احمد کبیر الرفاعی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

اپنے اعمال کو ان پانچ ارکان پر مضبوطی کے ساتھ جماؤ جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

---

120 ۔ صورت الهزار وزیق العذار مع راحة الارواح، ص ۱۴۲

۱۔ اس بات کی دل وزبان سے گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور سیدنا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ۲۔ نماز قائم کرنا۔ ۳۔ زکوٰۃ دینا۔ ۴بیت اللہ کا حج کرنا۔ ۵۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

بدعت سے بچنے کی تاکید

بدعت سے بچتے رہو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہمارے اس دین میں نئ باتیں ایجاد کرے وہ مردود ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ سے تقوی کے ساتھ اور مخلوق سے سچائی اور حسن خلق کے ساتھ اور اپنے نفس سے مخالفت کے ساتھ معاملہ کرو، شریعت کی حدود سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے جب کوئی عہد کرلو تو اس کو پورا کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے تمھیں جس چیز کا بھی حکم دیا ہے اس کو مضبوط پکڑلو اور جس سے منع فرمادیا ہے اس سے باز آجاؤ۔ جھوٹ سے بچو نہ خدا پر جھوٹ باندھوں نہ مخلوق پر۔ اپنی بڑائی کا دعویٰ کرنا خدا تعالیٰ پر اور مخلوق پر جھوٹ باندھنا ہے۔

بندگی کی حقیقت

بندگی پوری یہ ہے کہ انسان مقام عبدیت کو پہچانے۔ دین یہ ہے کہ انسان احکام شریعت پر عمل کرے اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سے بچے اور دونوں میں عاجزی وانکساری اختیار کرے۔ (احکام کی تعمیل اور گناہوں سے بچنے کے بعد اپنے آپ

کو بزرگ اور متقی نہ سمجھے) احکام پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ سے قریب کرتا ہے اور ممنوعات سے بچنا اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہوتا ہے۔ اعمال کے بغیر قرب کی خواہش کرنا محال اور سخت محال کی طلب ہے، بیباکی کے ساتھ خوف کا دعویٰ کرنا فضیحت اور رسوائی کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ کی پیروی کے ذریعہ ڈھونڈو۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نفس اور خواہش نفس کے ساتھ نہ چلو، جو شخص نفسانیت کو ساتھ لے کر اس راہ پر چلتا ہے وہ پہلے ہی قدم پر بھٹک جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا حکم

بزرگو! اپنے نبی ﷺ کی شان کو بہت بڑا سمجھو آپ ہی مخلوق اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں، آپ ہی نے خالق و مخلوق کا فرق بتلایا۔ آپ اللہ کے بندے ہیں، اس کے محبوب اور رسول ہیں، مخلوق الٰہی میں سب سے زیادہ کامل آپ ہی ہیں، اللہ کے پیغمبروں میں آپ سب سے افضل ہیں، اللہ کی طرف راستہ بتلانے والے، اللہ کی طرف سب کو بلانے والے، اللہ کی خبریں سنانے والے، اللہ کی باتیں معلوم کرنے والے ہیں، آپ ہی سب کے لئے بارگاہِ رحمانی کا دروازہ اور دربار صمدیت میں سب کا وسیلہ ہیں۔

جو آپ سے مل گیا اللہ سے مل گیا، جو آپ سے جُدا ہوا اللہ تعالیٰ سے جُدا ہوا، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش اس شریعت کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں۔

بزرگو! خوب جان لو کہ ہمارے نبی ﷺ کی نبوت وفات کے بعد بھی اسی طرح باقی ہے جیسی آپ کی حیاتِ ظاہری میں تھی اور قیامت تک باقی رہے گی۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ زمین کا اور اس کے اوپر جو کچھ ہے (ظاہری وارثوں کو فنا کر کے) اس سب کا وارث ہو جائے، تمام مخلوق (قیامت تک) آپ ہی کی اس پاکیزہ شریعت کی مکلف ہے، جس نے تمام سابق شریعتوں کو منسوخ کر دیا اور آپ کا معجزہ بھی ہمیشہ باقی رہنے والا ہے یعنی قرآن شریف۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ [121]

ترجمہ: (اے رسول ﷺ) فرما دیجئے کہ اگر تمام جن و انس اکٹھے ہو کر اس بات کی کوشش کریں کہ اس قرآن کا مثل بنا لائیں تو وہ اس کا مثل نہ لا سکیں گے۔

صحیح حدیثوں کا رد کرنا ایسا ہی جیسا کلام اللہ کو رد کرنا۔

بزرگو! جس نے حضور ﷺ کی سچی حدیثوں کو رد کیا وہ ایسا ہی ہے جیسا کسی نے کلام اللہ کو رد کیا، ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور کتاب اللہ پر بھی اور ان تمام باتوں پر بھی جو ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ

---

121 - الاسرا:۸۸

مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا [122]

ترجمہ: اور جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کا راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرے تو ہم اس کو اسی کی حالت پر چھوڑ دیں گے اور جہنم میں داخل کریں اور وہ بری جگہ ہے۔

صحابہ کے مراتب کا بیان اور ان کی شان میں گستاخی کرنے کی ممانعت

صحابہ میں سب سے افضل امام الصحابہ سید الصدیقین سیدنا ابو بکر صدیق، پھر سیدنا عمر فاروق، پھر حضرت عثمان ذوالنورین اور پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

صحابہ سب کے سب ہدایت پر ہیں (رضی اللہ عنہم) رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں، تم جس کی بھی پیروی کر لو گے ہدایت پالو گے۔

صحابہ کے درمیان جو اختلافات (ونزاعات) ہوئے ہیں ان کے (تذکرے) سے زبان روک لینا (اور سکوت وخاموشی اختیار کرنا) واجب ہے اور (اس کے بجائے) ان کے محاسن (وکمالات وخوبیاں) بیان کرنا چاہئیں ان سے محبت رکھنا چاہئے ان کی تعریف کرنا چاہئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

صحابہ سے محبت رکھو، ان کے ذکر و تذکرے سے برکت حاصل کیا کرو اور ان جیسے اخلاق

122۔ النساء:۱۱۵

اور عمدہ صفات میں ملکہ حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا تھا کہ میں تم کو اللہ سے ڈرنے اور (امام کی) اطاعت اور اس کی بات سننے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ ایک غلام ہی تم پر حکومت کرنے لگے۔ کیونکہ جو (میرے بعد) زندہ رہے گا بہت کچھ اختلاف دیکھے گا (اس وقت) تم میری سنت اور ہدایت دینے والے خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی کے ساتھ دانتوں سے پکڑے رہو اور نئی باتوں سے بچتے رہو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

محبت اہل بیت کی تاکید

دوستو! اپنے دلوں کو حضور ﷺ کی آل کرام علیہم السلام کی محبت سے بھی مزین و روشن کرو، کیونکہ یہ حضرات وجود کے چمکتے ہوئے انوار اور سعادت کے روشن آفتاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى[123]

ترجمہ: اے رسول ﷺ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ احکام پر کسی معاوضہ کا طالب نہیں سوا اس کے کہ قرابت داری کی ہمدردی کا حق ادا کرو۔

(۲) اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: میرے اہل بیت کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اور ان کے حقوق کو ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ جس بندہ کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو اہل بیت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی اس وصیت کی تعمیل کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ وہ ان

123۔ الشوریٰ: ۲۳

سے محبت کرتا ہے، ان کی تعظیم و مدد کرتا ہے اور ان کی شان رفیع کا اہتمام کرتا ہے، ان کی عزت کی حفاظت کرتا ہے، ان کے حقوق کی رعایت کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا جو حق ان کے بارے میں امت پر ہے اس کی پوری نگہداشت کرتا ہے۔

حدیث میں ہے: (قیامت میں) آدمی اس کے ساتھ ہو گا جس سے اس کو محبت ہو گی اور جس کو اللہ سے محبت ہو گی، رسول اللہ ﷺ سے بھی محبت ہو گی اور جس کو رسول اللہ ﷺ سے محبت ہو گی آپ کے اہل بیت سے بھی ہو گی اور جو اہل بیت سے محبت کرے گا وہ ان کے ساتھ ہو گا اور وہ اپنے جد امجد سیدنا محمد رسول اللہ کے ساتھ ہونگے۔

ان کو اپنے سے آگے بڑھاؤ خود ان سے آگے نہ بڑھو۔ ان کی مدد کرو، تعظیم کرو تمہیں اس کی برکتیں حاصل ہوں گی۔

صحبت اولیاء اللہ کی تاکید

اولیاء اللہ (کے دامن) سے چمٹ جاؤ۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ [124]

سنو! اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے (اولیاء اللہ) وہ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیے رہے۔ ولی وہ ہے جو اللہ سے محبت رکھتا ہے، اس پر ایمان رکھتا ہو اور تقوے پر کاربند رہتا ہے۔ پس جس کو اللہ سے محبت ہو اس سے دشمنی

124۔ سورہ یونس ۶۲،۶۳

نہ کرو، بعض آسمانی کتابوں میں ہے۔ مَنْ آذٰی لِی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ[125]
اللہ فرماتا ہے کہ جو میرے کسی ولی کو ایذا دے گا، میری طرف سے اس کو اعلان جنگ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے لئے اگر وہ ذلیل کئے جائیں یا ان کو ایذا دی جائے تو بہت غیرت کرتا ہے ان کی خاطر ایذا دینے والوں سے انتقام لیتا ہے۔ اور جو ان سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے اکرام کے لئے اس کی حفاظت کرتا ہے اور جو ان کی پناہ میں آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اس آیت کے مخاطب اولیاء ہی ہیں۔ نَحْنُ اَوْلِيَآءُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ[126]
ہم تمہارے رفیق تھے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رفیق ہیں۔ اولیاء کی محبت کو اپنے اوپر لازم کرلو ان کا قرب حاصل کرو، ان کی وجہ سے تم کو برکت حاصل ہوگی، ان کے ساتھ ہو جاؤ۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ[127]
یہی اللہ کی جماعت ہے اور سن لو! اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔[128]

125۔ صحیح البخاری، ج۲، ص۹۶۳، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

126۔ حم السجدہ: ۳۱

127۔ مجادلہ: ۲۲

128۔ البرھان المؤید، ص

سنت پر ثابت قدمی ہی طریقت ہے

اس طریقہ محمدیہ کی بنیادوں کو سنت کے زندہ کرنے اور بدعت کے مٹانے سے مضبوط کرو۔ بزرگو! درویش اسی وقت تک طریقت پر ہے جب تک سنت پر جما ہوا ہے اور جس وقت وہ سنت سے ہٹے گا طریقت سے علیحدہ ہو جائے گا۔[129]

تعظیم علماء کی تاکید اور یہ کہ شریعت و طریقت دونوں ایک ہیں

سلطان الاولیاء، قطب العارفین سیدنا امام ابو العباس محی الدین سید احمد کبیر الرفاعی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

بزرگو! تم جس طرح اولیاء و عارفین کی تعظیم کرتے ہو اسی طرح فقہاء و علماء کی بھی تعظیم کرو، کیونکہ (دونوں کا) راستہ ایک ہی ہے۔ یہ حضرات (علماء و فقہاء) ظاہر شریعت کے وارث اور احکامِ شرعیہ کے محافظ ہیں، لوگوں کو احکام بتاتے ہیں اور ان احکام ہی کے ذریعہ سے واصلین کو اللہ تعالیٰ کا وصل و قرب نصیب ہوتا ہے، کیونکہ جو عمل اور کوشش شریعت کے خلاف کسی اور طریق پر ہو اس سے کچھ بھی فائدہ نہیں ملتا۔

اگر کوئی عابد پانچ سو برس تک خلاف شریعت عبادت کرتا رہے تو یہ عبادت اُس کے منہ پر ماری جائے گی، اور وہ گناہگار الگ ہو گا، حق تعالیٰ قیامت کے دن اس عبادت کو کسی وزن میں بھی شمار نہیں فرمائے گا۔ جس شخص کو (احکام) دین کی سمجھ حاصل ہو اس کی دو

129۔ البرہان المؤید ص،۲۶۔۳۱، مطبوعہ موسسۃ السیروان دمشق، شام

رکعتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک جاہل درویش کی دو ہزار رکعتوں سے افضل ہیں، پس خبردار! علماء کے حقوق نہ ضائع کرنا، تم کو تمام علماء کے ساتھ حسنِ ظن رکھنا چاہئے۔

علماء باعمل ہی حقیقت میں اولیاء ہیں

علماء میں سے جو متقی اور باعمل ہیں (کہ اللہ نے جو علم ان کو دیا ہے اس پر عمل بھی کرتے ہیں) ان کی حرمت (وعزت) کی تمہیں خاص طور پر حفاظت کرنی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ، جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی چیزوں کا علم دیتا ہے جو اس کو (پہلے سے) معلوم بھی نہیں ہوتیں، یہی بزرگی اولیاء کو حاصل ہوتی ہے، پس ثابت ہوا کہ باعمل علماہی حقیقت میں اولیاء ہیں، نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءُ) علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں (اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے جس سے علماء باعمل سرفراز و مشرف ہیں) یہی لوگ تمام انسانوں کے سردار، تمام مخلوق سے اشرف وافضل اور حق تعالیٰ کا راستہ بتلانے والے ہیں۔

شریعت وطریقت ایک ہی چیز ہے

شریعت کا وجود طریقت سے الگ اور طریقت کا وجود شریعت سے الگ نہیں ہو سکتا۔ تم ایسا مت کہو جیسا بعض (جاہل) صوفی کہا کرتے ہیں کہ ہم اہلِ باطن ہیں اور وہ اہل ظاہر ہیں (یہ بات غلط ہے) کیونکہ یہ دین ظاہر وباطن دونوں کا جامع ہے، اس کا باطن، ظاہر کا مغز ہے اور ظاہر، باطن کا ظرف ہے (یعنی اس کا محل و محافظ ہے) اگر ظاہر نہ

ہوتا تو باطن کہاں چھپتا، اگر ظاہر نہ ہوتا تو باطن کا وجود ہی نہ ہوتا (کیونکہ) دل بغیر جسم کے موجود نہیں ہو سکتا، بلکہ اگر جسم نہ ہو تو دل خراب ہو جائے گا، اور دل بدن کا نور ہے، اگر بدن میں دل نہ ہو تو وہ مردہ اور تاریک ہو گا (اس لئے ظاہر باطن اور باطن ظاہر کا محتاج ہے)۔

یہ علم جس کا نام بعض لوگوں نے "علم باطن" رکھا ہے، اس کی حقیقت دل کی اصلاح ہے اور پہلے علم (یعنی علم ظاہر) کی حقیقت عمل بالارکان وتصدیق بالجنان ہے (یعنی ظاہر بدن سے ارکان اسلام کو ادا کرنا اور دل سے توحید ورسالت وفرائض وعقائد کی تصدیق کرنا) اب بتلاؤ اگر تنہا تمہارا دل حسنِ نیت اور اندرونی طہارت سے آراستہ ہو گیا، مگر (اس کے ساتھ) تم نے قتل بھی کیا، چوری بھی کی، زنا بھی کیا، سود بھی کھایا، شراب بھی پی، جھوٹ بھی بولا، لوگوں پر تکبر بھی کیا، سخت سست باتیں بھی کیں تو تمہاری نیت کے درست ہونے اور دل کے پاک ہونے سے کیا فائدہ ہوا؟ (اسی طرح) اگر تم نے اللہ کی عبادت کی، عفت وپاکدامنی بھی اختیار کی، روزہ بھی رکھا، سچ بھی بولا، (صدقہ بھی دیا) تواضع بھی اختیار کی، مگر تمہارے دل میں ریا اور فساد چھپا ہوا ہے (تم نے یہ کام اللہ کی رضاوخوشنودی کے لئے نہیں کئے، بلکہ مخلوق کو دکھلانے اور بزرگ بننے کے لئے کئے ہیں) تو اس عمل کا کیا فائدہ؟ (غرض نہ ظاہر کی اصلاح باطن کی اصلاح کے بغیر مفید و نفع بخش ہے اور نہ ہی باطن کی اصلاح ظاہر کی اصلاح کے بغیر فائدہ مند ہے)۔

جب یہ بات تمھاری سمجھ میں آگئی کہ باطن، ظاہر کا مغز ہے اور ظاہر، باطن کا ظرف (محل اور محافظ) ہے اور دونوں میں کوئی فرق نہیں (بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ متصل و منتھی ہے) کسی کو بھی دوسرے سے استغناء نہیں، تو اب تم یوں کہو کہ ہم اہل ظاہر ہیں اور اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اہل باطن بھی ہیں جب تم یوں کہو گے کہ ہم ظاہر شریعت (پر چلنے) والے ہیں تو باطن اور حقیقت کو بھی تم نے (ساتھ ساتھ) ذکر کر دیا (کیونکہ) صوفیہ کی وہ باطنی حالت کونسی ہے جس کے حاصل کرنے کا ظاہر شریعت نے حکم نہیں دیا؟ اور وہ کونسی ظاہری حالت ہے جس کے باطن کو درست کرنے کا ظاہر شریعت نے حکم نہیں دیا؟

شریعت و طریقت میں تفریق کرنا بدعت اور گمراہی ہے

پس ظاہر و باطن میں جدائی اور تفریق کے قائل نہ ہو کہ یہ گمراہی اور بدعت ہے، علماء اور فقہاء کے حقوق سے بے پروائی نہ برتو کہ یہ جہالت، نادانی اور حماقت ہے۔

علماء کو نصیحت کہ حلاوت علم کے ساتھ تلخی عمل بھی چاہیے

اور (اے علماء) تم (بھی) ایسا نہ کرو کہ علم کی حلاوت و چاشنی (تو) حاصل کر لو اور عمل کی تلخی و مشقت کو چھوڑ بیٹھو، کیونکہ حلاوت علم، عمل کی مشقت و تلخی کے بغیر نافع نہیں ہے، اور عمل کی تلخی و مشقت کا ثمرہ ہمیشہ ہمیشہ کی حلاوت ہے، (یعنی جنت کی راحت جو کبھی ختم ہونے والی نہیں)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلاً [130]

جس نے اچھی طرح عمل کیا اللہ تعالیٰ اس شخص کا ثواب ضائع نہیں فرمائے گا (اور اچھی طرح عمل کرنا یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ عمل کیا جائے) یہ آیت تم کو بتلاتی ہے کہ اعمال میں اخلاص ہو تو اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا اور اخلاص یہ ہے کہ عمل (خالص) اللہ کے لئے ہو، نہ دنیا کے لئے ہو نہ آخرت کے لئے، اور اس کے ساتھ ہر حالت میں ہر عمل میں ہر بات میں اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن بھی ہو، اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے عمل میں کوشش کرو اور اللہ سے امید رکھو کہ جب وہ راضی ہو گا تو تم کو بھی پوری طرح راضی فرمائے گا۔

اب بتلاؤ کہ عمل اور اخلاص کی ضرورت ہے یا نہیں؟ یقیناً ضرورت ہے، جس کا انکار کوئی عالم نہیں کر سکتا پھر تم صوفیاء سے الگ کیونکر ہو سکتے ہو اور ان کے طریقہ کو شریعت سے جدا کس لئے سمجھتے ہو وہ بھی تو صرف یہی کہتے ہیں کہ عمل میں کوشش کرنا اور اخلاص کامل حاصل کرنا ضروری ہے جس قدر ریاضات و مجاہدات اور اذکار و اشغال صوفیہ کرتے ہیں، سب سے عمل کی تکمیل اور اخلاص کی تحصیل ہی تو مقصود ہے اور کچھ نہیں، اس لئے نہ علماء صوفیہ سے الگ ہو سکتے ہیں نہ صوفیہ علماء سے)۔

130۔ سورہ کہف، ۳۰

مشائخ کے اقوال یاد کرنے سے پہلے علماء کے اقوال یاد کرو

بزرگو! تم یہ کیا کہتے ہو کہ حارث رحمۃ اللہ نے یہ کہا، ابویزید (بسطامی رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ کہا (ابن منصور رحمۃ اللہ علیہ) حلاج نے یہ کہا، یہ تمہاری کیا حالت ہے؟

ان باتوں سے پہلے یہ کہو امام شافعی رحمۃ اللہ نے یوں فرمایا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا، امام احمد رحمۃ اللہ نے یہ فرمایا امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا، حارث رحمہ اللہ اورابویزید رحمہ اللہ کا قول نہ تم کو گھٹا سکتا ہے نہ بڑھا سکتا ہے، کیونکہ وہ محض اسرار واحوال اور مواجید وکیفیات ہیں جو ہر شخص کو جدا جدا پیش آتی ہیں۔ ان کے حاصل کرنے میں کسی کے ارادہ واختیار کو دخل نہیں، اور امام شافعی وامام مالک رحمہا اللہ (وغیرہ ائمہ شریعت) کے اقوال کامیاب طریقے (بتلاتے ہیں) اور نزدیک وقرب (کے) راستہ (سے رب تک لے جاتے) ہیں (پہلے) علم وعمل سے شریعت کے ستونوں کو مضبوط کرلو، اس کے بعد علم وعمل کی باریکیوں (اور اسرار معلوم کرنے کے لئے) ہمت بلند کرو۔

علم کی ایک مجلس ستر برس کی عبادت سے افضل ہے، مراد وہ نفل عبادات ہیں جو فرائض سے زائد ہوں اور بغیر علم کے ادا کی جائیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ [131] کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ [132] ۔ کیا اندھیرا اور روشنی برابر ہے، ظاہر ہے کہ برابر نہیں۔

علماء کا دامن پکڑنے کی تاکید

مشائخ طریقت اور میدانِ حقیقت کے شہسوار تم سے کہتے ہیں کہ علماء کا دامن پکڑ لو، میں یہ نہیں کہتا کہ تم فلسفہ سیکھو، بلکہ یہ کہتا ہوں کہ فقہ حاصل کرو کیونکہ ۔ اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ (علم فقہ) عطا فرماتا ہے۔ [133]

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تاکید

امر بالمعروف و نہی عن المنکر (اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دینے اور برے کاموں سے روکنے) کو اپنا شعار بناؤ "اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ" اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو کچھ ہے اسلام ہی ہے (اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کا شعار ہے) جو شخص

---

131 ۔ الزمر: ۹

132 ۔ الرعد: ۱۶

133 ۔ البرھان المؤید، ص ۷۲۔۷۵، مطبوعہ موسستہ السیروان دمشق، شام، البنیان المشید بتوضیح وتفسیر، ص ۱۳۴۔۱۳۸، مطبوعہ ادارہ اسلامیات مال روڈ لاہور

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے، وہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے، رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہے، کتاب اللہ کا خلیفہ ہے، صادق ومصدوق (سچے پیغمبر) علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو اسی کا حکم دیا ہے، امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ بہترین جہاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اور جس نے فاسقوں سے عداوت کی، اللہ کے لئے (نافرمانوں پر) غصہ کیا، اللہ کے لئے جہاد کیا اور اسلام کے سوا کسی دین کا طالب نہ ہوا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔

محدثین رضی اللہ عنہم نے برے کاموں سے روکنے میں سستی کرنے والے اور برے کاموں میں مبتلا ہونے والے کی مثال یوں بیان کی ہے جیسے ایک جماعت کشتی میں سوار ہو کچھ آدمی اوپر (کے درجہ میں) ہوں کچھ نیچے (کے درجہ میں) پھر ایک شخص کلہاڑی ہاتھ میں لے کر کشتی کے نیچے کا تختہ توڑنے لگا، لوگ اس کے پاس آکر کہیں کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ وہ کہے مجھے پانی کی ضرورت ہے، اب اگر کشتی والوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور (تختہ توڑنے سے) روک دیا تو اس کو بھی (ہلاکت سے) بچالیں گے اور اپنے آپ کو بھی، اور اگر اس کو اسی حال پر چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کریں گے اور اپنے آپ کو بھی،

حدیث میں آیا ہے:

"مَامِنْ قَوْمٍ عَمِلُوْا بِالْمَعَاصِیْ وَفِیْهِمْ مَنْ یَّقْدِرُ اَنْ یُّنْکِرَ عَلَیْهِمْ فَلَمْ یَفْعَلْ اِلَّا اَوْشَكَ اَنْ یَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖ"۔

ترجمہ: جو قوم معصیت میں مبتلا ہو اور اس میں ایسے لوگ بھی ہوں جو گناہ کرنے والوں کو روک سکیں یا ان کی مذمت کر سکیں۔ پھر بھی ایسا نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی طرف سے ایسا عذاب بھیجے جو ان سب کو گھیر لے۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے ہمسایوں کا محبوب ہو، اور دوست احباب اس کی تعریف کرتے ہوں، سمجھ لو کہ وہ مداہن (یعنی برے کاموں سے روکنے میں سستی کرتا) ہے بیشک (سچ فرمایا) جو شخص بُرا کام دیکھ کر ان کی مذمت نہ کرے، بلکہ (باوجود قدرت) خاموش ہو جائے وہ بھی اس میں شریک ہے، غیبت سننے والا غیبت کرنے والے کا ساجھی وساتھی ہے، غرض یہ قاعدہ ان تمام گناہوں میں جاری ہے جو شریعت نے بتائے ہیں۔

سن لو! جو شخص لوگوں سے ملے گا اس کے گناہ زیادہ ہوں گے اگرچہ وہ خود متقی کیوں نہ ہو (کیونکہ وہ دوسروں کے گناہ پر سکوت کرلے گا تو یہ بھی ان کا شریک ہو جائے گا اور یہ معنیٰ بھی ہو سکتا ہے کہ زیادہ تعلقات کی بناء پر حقوق زیادہ ادا کرنے پڑیں، یہ نہ کر سکا تو گناہ گار ہو گا) البتہ جو شخص مداہنت نہ کرے اور اللہ کو راضی کرنے میں کسی کے برا بھلا کہنے کی پرواہ نہ کرے، اور شائستگی کے ساتھ روک ٹوک میں لگا رہے، (وہ لوگوں کے ساتھ میل جول کر کے بھی گناہوں سے بچ سکتا ہے)۔

احتساب کے اصول و شرائط

احتساب شرعی (یعنی برے کاموں سے منع کرنے) کی بنیاد دو چیزیں ہیں۔ ایک ہوشیاری، دوسری نرمی کہ بہت نرمی کے ساتھ نصیحت کرنا شروع کرے سختی سے کام لے، نہ بڑا بننے کا انداز اختیار کرے، کیونکہ اس سے (مخاطب کے) نفس کا جوش بڑھتا ہے، اور گنہگار آدمی ناصح کی بات کو نظر انداز کرنے اور اسے ایذا پہنچانے کے درپے ہو جاتا ہے، اور جب ناصح بدزبان اور برے اخلاق والا ہو گا تو وہ اپنی حماقت کی وجہ سے مخاطب کی کاٹ توڑ اور مدافعت نہ کر سکے گا، (کیونکہ غصہ کرنے والا کبھی مناظرہ میں کامیاب نہیں ہوتا، اس کی زبان سے سخت الفاظ کے سوا کوئی معقول بات نہیں نکلتی) وہ اپنے نفس کے لئے غصہ کرے گا، اللہ عزوجل کی رضا کے لئے گناہوں سے منع نہ کرے گا وہ مخاطب سے اپنے غصہ کا انتقام لینے اور اس پر بھڑاس نکالنے میں رہے گا (اصلاح کا قصد نہ کرے گا) اس لئے (امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے) اس کو ثواب تو کیا ملے گا الٹا وہ خود گنہگار ہو جائے گا۔

حدیث میں آیا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف وہ شخص کرے جو نیکی کا حکم دینے میں نرمی کرنے والا اور برائی سے روکنے اور منع کرنے میں حکمت کو مد نظر رکھنے والا ہو۔ ہمیں پتا چلا ہے کہ ایک واعظ نے (خلیفہ وقت) مامون عباسی رحمہ اللہ کو سخت الفاظ سے نصیحت کی، اور اس کو دھمکایا بھی، مامون نے فرمایا: اے شخص! نرمی

کر، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے بہتر کو مجھ سے بدتر کی طرف بھیجا تو ان کو نرمی کا حکم دیا چنانچہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) حق تعالیٰ فرماتا ہے "فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى"۔اے موسیٰ وہارون تم دونوں فرعون سے نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت مان لے یا ڈر جائے۔[134]

سعادت کی کنجی اتباعِ رسول ﷺ ہے

میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ دائمی سعادت کی کنجی رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے، تمام افعال میں جو آپ ﷺ نے کئے ہیں اور جن سے آپ ﷺ رکے ہیں، اسی طرح تم لوگ نبی ﷺ کی کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے اور بولنے میں بھی اتباع کرو تاکہ تم کو اتباع کامل نصیب ہو جائے۔ ہم کو ایک بزرگ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے (عمر بھر) خربوزہ نہیں کھایا، کیونکہ ان کو کسی حدیث سے یہ معلوم نہ ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے خربوزہ کس طرح کھایا ہے۔ اسی طرح ایک بزرگ نے بھولے سے موزہ کو بائیں پیر میں پہلے پہننا شروع کر دیا تو اس (خلاف سنت حرکت) کے کفارہ میں کسی قدر گیہوں خیرات کیا۔

حضور ﷺ کی عادات کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کرو

خبردار! یہ مت کہنا یہ باتیں تو حضور ﷺ کی عادات سے متعلق ہیں (عبادات سے

134۔ البرہان المؤید، ص ۸۵۔۸۷، مطبوعہ موسستہ السیروان دمشق، شام

متعلق نہیں) اور یہ کہہ کر ان کو چھوڑنا سعادت کے دروازوں میں سے بہت بڑے دروازہ کو بند کر دیتا ہے، باقی عبادات میں تو حضور ﷺ کی اتباع نہ کرنے کے لئے میرے خیال میں کسی کے پاس کوئی بھی عذر نہیں ہو سکتا، سوا اس کے کہ اس کے دل میں کفر چھپا ہوا ہو وہ پورا احمق ہو۔ اللہ ہم کو اور تم کو اس سے محفوظ فرمائے۔[135]

لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ

لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ، کیونکہ خلق حسن تمام اعمال (نافلہ) سے افضل ہے مثل مشہور ہے "اِذْلَمْ تَسَعِ النَّاسَ بِمَالِكَ، فَسَعِ النَّاسَ بِخُلُقِكَ" اگر تم اپنے مال سے لوگوں کو آرام نہ دے سکو تو اپنے اخلاق ہی سے آرام پہنچاؤ (نیز کہا جاتا ہے) "اَحْسَنُ الْحُسْنِ اَلْخُلُقُ الْحَسَنُ" سب سے بہتر حسن اچھے اخلاق والا ہے۔

اچھے اخلاق والا اپنے بستر پر پڑا پڑا روزہ دار، تہجد گزار کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے کیونکہ فرائض کے بعد اللہ تعالیٰ کے قرب کا بہترین ذریعہ یہی ہے، جب (لوگوں سے ملنے کے وقت) تمہارا دل تنگ اور پژمردہ رہے تو عبادت سے تمہیں کیا نفع ہوگا؟ (کیونکہ تم اپنے کو دوسروں سے افضل سمجھتے ہو جب ہی تو ہر شخص سے کشادہ دلی کے ساتھ نہیں ملتے)

اے مسکین! شاید تو یہ سمجھتا ہے کہ تو اپنی عبادت سے اللہ تعالیٰ پر احسان کر رہا ہے،

---

[135] ۔ البرهان المؤید، ص ۸۸، مطبوعہ موسسۃ السیروان دمشق، شام

حالانکہ اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے (اوران کی عبادت سے) مستغنی ہے، جب تو اللہ کی عبادت کرے تو اس کے دروازہ پر جھک کر، اس کی چوکھٹ پر سر رکھ کر، اس کی سلطنت کے سامنے عاجز بن کر، اس کی ہیبت سے کانپ کر، اس کے حقوق واجبہ کی ادائیگی سے اپنی کمزوری کا اعتراف (واقرار) کر کے اپنے نفس اور عمل وغیرہ پر نظر کرنے سے الگ ہو کر اس کی عزت وجلال کے دروازہ کو اپنی ذلت وخواری کے ہاتھوں سے کھٹکھٹاتے ہوئے عبادت کر (مخلوق کے سامنے بڑا بننے اوراپنے آپ کو ان سے افضل وبہتر سمجھنے کا خیال دل سے نکال دے) پھر تیرے لئے قبولیت کی امید کی جاسکتی ہے (اگر یہ نہیں تو عبادت کے قبول ہونے کی امید نہیں کی جاسکتی)۔ [136]

136۔ البرھان المؤید، ص ۹۱۔۹۲، مطبوعہ موسستہ السیروان دمشق، شام

باب سوم: کرامات و اعزازات

کرامت کا سبب اور اس کی ضرورت

شیخ ابو العباس تقی الدین المعروف ابن تیمیہ متوفی ۷۲۷ھ لکھتے ہیں:

اللہ کے ولی متقی ہوتے ہیں اور محمد ﷺ کی پیروی کرتے ہیں جس کا آپ ﷺ نے حکم دیا وہ بجالاتے ہیں جس سے روکا اس سے باز رہتے ہیں اور جس چیز کو آپ ﷺ نے واضح کر کے حکم دیا کہ اس کی پیروی کرو تو اس چیز میں وہ نبی ﷺ کی پیروی کرتے ہیں پھر فرشتے ان کی تائید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح الامین بھی ان کی تائید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں انوار و تجلیات ڈال دیتا ہے اور ان کو ان کراموں سے سر فراز فرماتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے متقین اولیاء کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام واکرام ہوتی ہیں اور افضل ترین اولیاء اللہ کی کرامتیں دین کے لئے دلیل بنتی ہیں یا مسلمانوں کے لئے دلیلیں بنتی ہیں جس طرح نبی ﷺ کے معجزات ہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامتیں چونکہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی برکت سے صادر ہوتی ہیں اس لئے حقیقت میں وہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہیں۔[137]

137۔ مجموعہ الفتاویٰ، ج ۱۱، ۱۵۲، مطبوعہ دار الجیل بیروت، لبنان

"سیدنا امام رفاعی علیہ الرحمہ کی چند کرامات"

امام ابو محمد عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان یافعی مکی متوفیٰ ۷۶۸ھ لکھتے ہیں:

ا۔ یہ کاغذ تو مکتوب شدہ ہے

منقول ہے کہ جب کوئی حضرت سیدنا امام احمد رفاعی علیہ الرحمہ سے تعویذ لکھوانا چاہتا اور آپ کے پاس روشنائی نہ ہوتی تو آپ سادہ کاغذ لے کر روشنائی کے بغیر ہی اس پر لکھ دیتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ آپ نے ایک شخص کو روشنائی کے بغیر تعویذ لکھ دیا، وہ شخص ایک عرصہ تک غائب رہنے کے بعد دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور وہی کاغذ آپ کو پیش کیا تاکہ آپ اس پر تعویذ لکھ دیں وہ آپ کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ آپ نے کاغذ کو دیکھا تو فرمایا: بیٹا اس میں تو لکھا ہوا ہے۔ اور آپ نے بغیر غصہ اور ناراضگی کہ وہ کاغذ اسے واپس لوٹا دیا۔

۲۔ دنیا میں جنتی ہونے کا پروانہ مل گیا

آپ کے مریدین میں سے دو شخص محض رضائے الٰہی کے لیے باہمی محبت رکھتے تھے۔ ایک عرصہ تک وہ آپس میں اسی محبت واُلفت کے ساتھ رہے، ان میں سے ایک کا نام معالی بن یوسف تھا اور دوسرے کا نام عبد المنعم تھا، ایک دن وہ دونوں صحراء وبیابان کی طرف چل پڑے وہاں جاکر وہ آپس میں گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ عبد المنعم نے شیخ معالی سے ان نصائح ودروس کے متعلق پوچھا جو کہ انہیں "شیخ" کی صحبت سے میسر آئیں

تھیں۔ حضرت معالی نے عبدالمنعم سے کہا کہ آپ کسی چیز کی خواہش کریں۔ انہوں نے کہا اس غلام کی یہ آرزو و تمنا ہے کہ اسی لمحہ ہمیں دوزخ سے آزاد ہونے کا پروانہ آسمان سے موصول ہو جائے، شیخ معالی نے کہا: اللہ تعالیٰ کا کرم بہت وسیع ہے اور اس کا فضل و احسان حد احصاء و شمار سے باہر ہے پھر اچانک ہی آسمان سے ایک سفید کاغذ ان پر گر پڑا شیخ معالی نے عبدالمنعم سے کہا اس کاغذ کو اٹھالو، انہوں نے اس کاغذ کو اٹھا کر دیکھا تو اس میں کچھ بھی لکھا ہوا دکھائی نہیں دیا، اس پر شیخ معالی نے کہا: اٹھو ہم اسے سیدنا امام احمد (الرفاعی) کی خدمت مبارکہ میں پیش کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ دونوں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کاغذ کا وہ ٹکڑا بغیر کچھ بتائے ان کو پیش کر دیا، جب سیدنا امام احمد کبیر الرفاعی علیہ الرحمہ نے اس کاغذ کو دیکھا تو فوراً ہی سجدہ ریز ہو گئے، جب سر اٹھایا تو فرمانے لگے: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے آخرت سے پہلے دنیا ہی میں مجھے میرے مریدین کو دوزخ سے آزاد ہونے کا پروانہ دکھا دیا، آپ سے عرض کیا گیا: سیدی "یہ کاغذ تو سفید ہے اور اس پر تو کچھ بھی لکھا ہوا نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے بچو دست قدرت روشنائی سے نہیں لکھتا۔ یہ نور سے لکھا ہوا ہے۔ پھر آپ نے وہ پروانہ ان دونوں کو عطا کر دیا۔

۳۔ دنیوی باغ کے بدلے جنت میں محل کی خریداری

اُونیہ کے خطیب حضرت شیخ جمال الدین حدادی، حضرت سیدنا امام احمد کبیر رفاعی قدس

اللہ سرہ وعلیہ الرحمۃ کے اکابر مریدین میں سے تھے۔ وہ اپنی کسی ضرورت وحاجت کی بناپر اونیہ میں موجود ایک باغ کو خریدنا چاہتے تھے۔ انہوں نے حضرت سیدنا امام احمد کبیر الرفاعی سے عرض کیا کہ آپ اس باغ کے مالک شیخ اسماعیل بن عبدالمنعم کے پاس خریداری کی بات چیت کے لیے کسی شخص کو بھیج دیں، حضرت سیدنا امام احمد رفاعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: بھائی میں بسر وچشم خود وہاں جاؤں گا۔

پھر آپ کھڑے ہو کر شیخ جمال الدین کے ساتھ "اونیہ" میں شیخ اسماعیل کے گھر پہنچ گئے اور وہاں جاکر آپ نے اس باغ کی فروخت کے معاملہ میں شیخ جمال الدین کی سفارش کی، لیکن شیخ اسماعیل نے باغ کو بیچنے سے انکار کر دیا، حضرت امام رفاعی علیہ الرحمہ نے دوبارہ سفارش کی، اس پر شیخ اسماعیل نے کہا: میرے آقا اگر آپ میری مراد پوری کر دیں تو پھر میں وہ باغ فروخت کر دوں گا، آپ نے فرمایا: بیٹا تم مجھ سے اس کی کتنی قیمت چاہتے ہو؟ شیخ اسماعیل نے کہا: میرے آقا آپ اسے جنت میں ایک محل دینے کے بدلہ میں خرید لیں، آپ نے فرمایا: بیٹا میں کون ہوں کہ جس سے تم یہ مانگ رہے ہو۔ مجھ سے دنیا کی جو بھی چیز چاہتے ہو وہ مانگو۔ انہوں نے عرض کیا: حضور مجھے دنیا کی کوئی چیز نہیں چاہیئے جو مانگنا تھا مانگ لیا، سیدنا امام رفاعی نے سر جھکایا آپ کا رنگ متغیر ہو گیا چہرہ پیلا پڑ گیا، سر اٹھایا تو پیلاہٹ پر سرخی چھاگئی اور فرمایا: اسماعیل میں نے آپ کی مانگی ہوئی قیمت پر آپ سے باغ خرید لیا، انہوں نے عرض کیا: سیدی مجھے اپنی تحریر دے دیں۔

چنانچہ آپ نے ایک کاغذ پر لکھا "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ" یہ دستاویز اس مکان کی ہے جس کو اسماعیل بن عبدالمنعم نے محتاج و حقیر بندہ احمد بن ابوالحسن الرفاعی سے خریدا ہے۔ اس بات کے ضامن حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں یہ محل جنت میں ہے اورا س کے حدود اربعہ یہ ہیں اس کی ایک طرف جنت العدن ہے، دوسری طرف جنت الماویٰ ہے، تیسری طرف جنت الخلد اور چوتھی طرف جنت الفردوس ہے۔ وہاں کی سب حوریں، سب غلمان، سب قالینیں، سب سازوسامان سب نہریں اور سب درخت اس سودے میں شامل ہیں۔ یہ فروخت اسماعیل کے اس باغ کے بدلہ میں ہوئی ہے جو دنیامیں موجود ہے اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا شاہد و کفیل ہے۔ پھر آپ نے خط کو موڑ کر شیخ اسماعیل کے سپرد کر دیا، وہ اسے لے کر باغ میں گئے جہاں ان کے بچے جوراہٹ کے ذریعہ اس باغ میں بوئی ہوئی جَو کو پانی دے رہے تھے۔ انہوں نے بچوں سے کہا: اب جوراہٹ سے اتر آؤ میں نے یہ باغ امام احمد الرفاعی کو فروخت کر دیا ہے، انہوں نے کہا: آپ نے یہ کیوں فروخت کر دیا؟ ہمیں خود اس کی ضرورت وحاجت تھی، شیخ اسماعیل نے جنت کے محل والا سارا ماجرا سنایا اور یہ بھی بتایا کہ امام رفاعی علیہ الرحمہ کا خط بھی میرے پاس موجود ہے۔ بچوں نے کہا: ہم اس باغ کی فروخت پر تب ہی راضی ہوں گے جب کہ ہمیں بھی اس محل میں حصہ دار قرار دیا جائے، شیخ اسماعیل نے کہا نیچے: اتر آؤ ہم سب جنت کے اس باغ میں شریک وحصہ دار ہیں اور اللہ تعالیٰ ہماری اس بات پر وکیل

ہے۔ چنانچہ بچے خوش ہو کر نیچے اتر آئے اور اس باغ کا قبضہ خطیب صاحب کو مل گیا اور وہ اس باغ میں متصرف ہو گئے۔

تھوڑے عرصہ کے بعد اس باغ کو فروخت کرنے والے شیخ اسماعیل انتقال کر گئے، ان کی وصیت تھی کہ امام رفاعی علیہ الرحمہ کے اس خط کو ان کے کفن میں رکھوا کر انہیں دفنایا جائے۔ ان کی اولاد نے ایسے ہی کیا، اگلے دن جب ان کے بچوں نے ان کی قبر کو دیکھا تو اس پر انہوں نے یہ لکھا ہوا پایا، "قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا" 138 ہمارے رب نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا اسے ہم نے سچا پایا۔

۴۔ مشائخ کا امام رفاعی کی کرامت دیکھ کر ان کی دست بوسی کرنا

سیدنا امام احمد کبیر رفاعی لڑکپن میں حضرت امام ابوالفضل شیخ علی بن قاری واسطی کے ہاں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے کہ ایک شخص نے حضرت علی بن قاری کے مریدین اور مشائخ و قراء کی ایک اور جماعت کی دعوت کی، جب وہ لوگ کھانا کھا چکے تو ان کے ساتھ موجود قوال نے دف بجا کر قوالی شروع کر دی، حضرت سیدنا امام احمد رفاعی علیہ الرحمہ شیخ علی بن قاری علیہ الرحمہ کے جوتے لے کر لوگوں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب لوگوں کو سرور حاصل ہوا اور وہ وجد میں آنے لگے تو سیدنا امام رفاعی نے لپک کر قوال کا دف توڑ دیا، اس پر سارے مشائخ حضرت علی بن قاری واسطی کی طرف متوجہ ہوئے

138۔ الاعراف: ۴۴

اور امام رفاعی علیہ الرحمہ کے اس عمل پر ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے: ہم اس لڑکے سے کیا مطالبہ کریں گے مطالبہ تو آپ سے ہے۔ حضرت شیخ ابن قاری نے فرمایا: پہلے اس سے پوچھ لو اگر جواب دے دے تو ٹھیک ہے وگرنہ پھر مجھ سے مطالبہ کرنا وہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ تم نے دف کو کیوں توڑا ہے؟

آپ نے فرمایا: بزرگوں ہمیں قوال کی امانت کی طرف ہی رجوع کرنا پڑے گا، وہ خود ہمیں بتائے کہ اس کے دل میں کیا کھٹکا؟ جو کچھ وہ کہے گا اسے ہم تسلیم کریں گے، انہوں نے قوال سے پوچھا کہ تمہارے دل میں کیا کھٹکا تھا؟ اس نے کہا: گزشتہ رات میں شرابیوں کی محفل میں (چلا گیا) تھا جب وہ شراب سے مست ہوئے تو اسی طرح جھومنے لگے جس طرح مشائخ جھوم رہے تھے، اس لئے میرے دل میں یہ وسوسہ گزرا کہ یہ بھی شرابیوں کی طرح ہیں ابھی یہ وسوسہ پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ اس لڑکے نے اٹھ کر دف کو توڑ دیا، اسی وقت مشائخ اٹھے اور حضرت امام رفاعی کے ہاتھ چومنے لگے۔

۵۔ "ظالم سپاہی کا بزرگ بن جانا"

ایک مرتبہ سحری کے وقت سیدنا امام احمد رفاعی علیہ الرحمہ وضو کے لیے کھجور کے باغ کے اندر تشریف لے گئے۔ دیکھا تو ایک کشتی دیوان واسط کے کوتوال، ملازمین اور بیگاریوں سے بھری ہوئی جا رہی تھی، ان کی نگرانی پر ایک سپاہی مامور تھا۔ اس نے حضرت سیدنا امام احمد رفاعی علیہ الرحمہ کو دیکھا تو کہنے لگا۔ اے شیخ تم بھی ہمارے ساتھ

چلو، حضرت امام رفاعی اس کے ساتھ ہو گئے، اس نے امام رفاعی کو بھی بیگاریوں میں داخل کر دیا، صبح کے وقت جب آپ بیگاریوں کے ہمراہ "بذربیہ" نامی گاؤں میں پہنچے تو ایک فقیر آپ کو دیکھ کر چلایا اور لوگوں کو مدد کے لیے پکارنے لگا۔ اتنے میں بہت سارے فقراء اس کے پاس جمع ہو گئے اور ان کا جمگھٹا اور آوازیں اور زیادہ ہونے لگیں۔

جب کشتی والوں کو پتہ چلا کہ یہ سیدنا امام احمد رفاعی ہیں تو وہ پریشان ہو گئے اور بہت سخت گھبرا گئے، فوراً آپ سے اپنی کوتاہی پر معافی مانگنے لگے۔ آپ نے فرمایا: بزرگوں تمہاری زندگیوں کی قسم جو ہوا بہتر ہوا، ہم نے بغیر کسی نقصان کے ثواب بھی کما لیا اور تمہاری ضرورت کو بھی پورا کر دیا، میں تو رواق میں کچھ نہیں کرتا ہوں، تم لوگ بلاوجہ کمزوروں کو یا کاروباری لوگوں کو پکڑتے ہو اور یوں گناہ گار بنتے ہو، تمہیں جب کبھی کوئی ضرورت پڑے تو مجھے بتا دیا کرو میں تھکنے تک تمہارا کام کرتا رہوں گا، جب تھک جاؤں گا تو واپس چلا جاؤں گا، انہوں نے عرض کیا: ہم اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطی پر معافی مانگتے ہیں آپ بھی ہم سے راضی ہو جائیں اور ہمیں توبہ کرا دیں، آپ نے انہیں توبہ کرائی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھ سے اور تم سے راضی ہو جائے، پھر آپ نے انہیں دعائیں دیتے ہوئے رخصت کر دیا، جس سپاہی نے آپ کو پکڑا تھا وہ عرض کرنے لگا، میرے آقا آپ ان سب سے تو خوش ہو گئے مجھ بدبخت کا کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ سے بھی راضی ہو جائے اس نے عرض کیا: مجھے بھی توبہ کرا دیجئے، آپ نے اسے بھی توبہ کرا دی اور اللہ

تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! تو گواہ ہو جا کہ یہ دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں، پھر وہ لوگ واسط واپس ہو گئے، سپاہی دنیاداروں اور بادشاہوں کی ملازمت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں مشغول ہو کر افضل بزرگ بن گیا۔ [139]

٦۔ امام رفاعی کا مرید کو بحر محیط میں پہنچادینا

امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی متوفی ٧٠٣ھ لکھتے ہیں:

امام رفاعی کی کرامات میں سے وہ کرامت بھی ہے جو آپ کے بھانجے شیخ جلیل ابوالحسن علی نے بیان کی ہے کہ ایک دن میں اپنے ماموں کے خلوت کدہ کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور وہاں آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہیں تھا مجھے چلنے کی آواز سنائی دی اچانک میں نے دیکھا کہ آپ کے پاس ایک ایسا آدمی آیا ہے جس سے میں آشنا نہیں تھا وہ آپ سے دیر تک گفتگو کرتا رہا پھر دیوار کے روشن دان سے نکل کر اچک لینے والی بجلی کی طرح ہوا میں چلا گیا۔ میں نے اپنے ماموں کے پاس جا کر پوچھا: یہ کون شخص تھا؟ آپ نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس کے ذریعہ اللہ کریم اس بحر محیط کی حفاظت فرماتا ہے یہ چار خواص میں سے ایک ہے لیکن اب تین دنوں سے وہ معزول کر دیا گیا ہے۔ اور اسے اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: حضور اس کی معزولی کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ ان

---

139 ۔ روض الریاحین، ص ٣٤٧ تا ٣٤٨ مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی، بمصر، طبع ثانی ا

دنوں بحر محیط کے جزیرہ میں مقیم ہے اور وہاں تین دن تک ایسی بارشیں برسی ہیں کہ وہاں کی وادیاں بھر گئیں۔ اس کے دل میں یہ خیال گزرا کہ اگر یہ بارش آباد زمینوں پر ہوتی تو کتنا بہتر ہوتا پھر اس نے اس خیال سے توبہ تو کرلی لیکن چونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر اعتراض کیا تھا اس لیے معزول کر دیا گیا۔ میں نے عرض کیا: آپ نے اسے اس بات کی اطلاع دیدی؟ آپ نے فرمایا: مجھے اس سے یہ کہتے ہوئے شرم دامن گیر ہو گئی تھی۔ میں نے عرض کیا: اگر اجازت ہو تو میں اسے بتادوں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم ایسا کر سکتے ہو میں نے عرض کیا: جی ہاں آپ نے فرمایا: سر جھکالو۔ میں نے سر جھکادیا پھر آواز آئی کہ اے علی سر کو اٹھالو میں نے سر کو اٹھایا تو میں دیکھتا ہوں کہ میں بحر محیط کے جزیرہ میں ہوں مجھے اپنے اس معاملہ پر بڑی حیرت ہوئی میں اٹھ کر چلنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک مجھے وہی شخص دکھائی دیا میں نے اسے سلام کیا اور اسے اس کے معاملہ کی اطلاع دی، اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں گا آپ وہی کرنا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اس نے کہا آپ یہ گدڑی میری گردن میں ڈال کر مجھے منہ کے بل گھسیٹیں اور کہیں کہ جو اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتا ہے اس کی یہ سزا ہوتی ہے۔ میں نے جب گدڑی اس کی گردن میں ڈال کر گھسیٹنے کا ارادہ کیا تو ایک غیبی آواز آئی کہ اے علی! اسے چھوڑ دیجئے کیونکہ آسمان کے فرشتے رو رو کر اس کی سفارش کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گیا ہے۔ اس کے بعد مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی جب مجھے

افاقہ ہوا تو میں ماموں جان کے خلوت کدہ میں تھا۔ خدا کی قسم مجھے نہیں پتا کہ میں کیسے گیا اور کیسے آیا؟[140]

۷۔ نگاہِ رفاعی سے شقی سعید بن گیا

امام حافظ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفیٰ ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

منقول ہے کہ ایک شخص بطائح کے کسی شیخ کے پاس گیا جب وہ ان کے پاس سے واپس ہوا تو انہوں نے حاضرین سے کہا کہ میں نے اس شخص کی پیشانی پر شقاوت کی تحریر دیکھی ہے۔ پھر وہ شخص حضرت امام احمد الرفاعی کی خدمت میں آیا اور ان سے خرقہ پہنا اور دوبارہ اس شیخ کی زیارت کے لیے گیا۔ تب اس شیخ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: بے شک اس کی پیشانی سے شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی برکت سے شقاوت کی تحریر مٹا کر اس کے بدلے سعادت کی تحریر لکھ دی گئی ہے۔[141]

امام رفاعی اور شیخ عبد القادر

شیخ عارف ابو المعالی بدر العاقولی کا بیان ہے کہ اہل ہیت کا ایک نوجوان انتہائی گناہ گار تھا

140۔ مرآۃ الجنان، ج۳، ص ۲۱۴، ملخصاً مطبوعہ موسسۃ الاعلی للمطبوعات بیروت لبنان، نفحات الانس، مترجم، ص ۷۲۹، مطبوعہ پروگریسو بکس اردو بازار لاہور، نزہۃ المجالس (مترجم) ج۱، ص ۳۲۷ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور، بہجۃ الاسرار ص ۲۲۷، مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ فیصل آباد

141۔ جامع کرامات اولیاء ج۱، ص ۴۴۱، مطبوعہ دار الکتب العصریہ

ہر قسم کے گناہ کا خوگر تھا تقدیر کی لگاموں نے اسے (اسلام سے) اعراض واختلاف کی راہ پر گامزن کر دیا تھا پھر ایک عرصہ کے بعد اس کے دل میں خوف پیدا ہوا تو وہ فرداً فرداً مختلف مشائخ کے پاس گیا لیکن سب نے اس سے اعراض کیا ایک بزرگ نے اس سے اپنے چہرہ مبارک کو پھیرتے ہوئے فرمایا کہ العیاذ باللہ تمہاری پیشانی پر شقاوت کی تحریر موجود ہے۔ تم جاسکتے ہو تم اہل شقاوت میں سے ہو چنانچہ وہ حیران وافسردہ چہرہ لے کر پلٹ گیا پھر اس نے امّ عَبیدَہ کا قصد کیا اور سید احمد کبیر الرفائی علیہ الرحمہ کی مجلس میں پہنچنے تک چلتا رہا، جب حضرت سیدنا امام الرفائی علیہ الرحمۃ نے اسے دیکھا تو تبسم فرمانے لگے اور مسکراتے ہوئے فرمایا: آجاؤ تاکہ ان شاء اللہ میں تمہیں بیعت کر کے آئندہ کل اللہ عزوجل کے ہاں تمہارے لئے حجت بن جاؤں وہ نوجوان اپنے گھٹنوں کے بل حضرت سید احمد کے آگے جھکا تو حضرت نے اسے بیعت کر لیا بیعت کے بعد اس نے عرض کیا: حضور میں آپ کے بھائی شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی مجلس میں بھی گیا تھا اور انہوں نے مجھ سے اس طرح فرمایا پھر اس نے پورا واقعہ بیان کر دیا لیکن اب وہ نوجوان مطمئن تھا، حضرت سید احمد نے فرمایا: شیخ (عبدالقادر جیلانی) نے سچ کہا: اب تم اللہ کی طرف سے امان میں ہو۔ شیخ اجل (وعظیم) محتشم (وقابل تکریم) ہمارے برادر شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس جاؤ اور انہیں میرا اسلام کہو وہ آدمی (سیدنا) شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس میں گیا تو حضرت نے کھڑے ہو کر نہ صرف اس کا

استقبال کیا بلکہ اسے اپنے قرب سے بھی نوازا حضرت کے بعض مریدین کو اس پر تعجب ہوا تو حضرت نے فرمایا: تعجب نہ کرو اللہ تعالیٰ کا ایک متمکن و متصرف بندہ اس کی عبدیت کے مقام پر فائز ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اذن واجازت سے اپنے مرید کا نام بد بختوں کی فہرست سے مٹا کر سعادت مندوں کی فہرست میں لکھ دیتا ہے اور وہ سید احمد کبیر الرفاعی ہے۔[142]

۸۔ شیخ چھ ماہ بعد کھایا کرتے تھے

امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی متوفی ۷۰۳ھ لکھتے ہیں:
ان کے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا تو اسے کھانا پیش کیا گیا۔ اس نے کہا: جب کھانے کا وقت آئے تو کھاؤں گا۔ آپ نے پوچھا: تمہارے کھانے کا وقت کب آئے گا۔ اس نے کہا: مغرب کے وقت، آپ نے پوچھا: کب سے یہ عادت ہے؟ اس نے کہا: چھ ماہ سے جب مغرب کا وقت آیا۔ تو اس کے سامنے کھانا پیش کیا اس نے کھایا اور آپ سے کہا کہ آپ میرے ساتھ کھائیں۔ آپ نے کہا: جب میرا وقت آئے گا تو میں کھاؤں گا اس نے پوچھا کہ آپ کا وقت کب آئے گا۔ آپ نے کہا: چھ ماہ کے بعد کہا: کتنا عرصہ ہو چکا۔ فرمایا چھ ماہ۔

کہتے کہ ہیں کہ شیخ احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے کہا: میں

142۔ المعارف المحمدیہ، ص ۴۸، مطبوعہ محمد آفندی مصطفی مصر

ایک دن اپنے گھر میں داخل ہوا مجھے پیاس لگی ہوئی تھی میں نے ایسا پانی دیکھا جس میں گندھے آٹے کی سفیدی ملی ہوئی تھی میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پیوں لیکن میرے نفس نے مجھ سے کہا کہ تم کوزہ میں ٹھنڈا پانی نہیں دیکھتے؟ تب میں نے پانی نہ پیا اور خدا سے عہد کیا کہ سال تک نہ کھاؤں گا اور نہ ہی پیوں گا۔

۹۔ مچھلیوں کا آجانا

عز الملت والدین امام ابو علی احمد الصیاد متوفی ۶۷۰ھ ،امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی متوفی ۷۰۳ھ اور حافظ سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد مصری المعروف بابن ملقن متوفیٰ ۸۰۴ھ لکھتے ہیں:

شیخ امام عالم تقی الدین علی بن مبارک بن حسن بن احمد بن ناسویہ واسطی بیان کرتے ہیں کہ میرے سردار شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دن (دجلہ کے) کنارہ پر بیٹھے تھے۔ آپ کے مرید آپ کے چاروں طرف تھے۔ آپ نے کہا کہ آج ہم بھنی ہوئی مچھلی کھانا چاہتے ہیں۔ ابھی آپ کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ دریا کا کنارہ طرح طرح کی مچھلیوں سے بھر گیا اور ان میں سے بہت سی مچھلیاں جنگل کی طرف کود پڑیں۔ امّ عَبیدَہ کے کنارہ پر اس قدر مچھلیاں جمع ہوئیں کہ کبھی اس قدر نہیں دیکھی گئی تھیں۔ شیخ نے کہا کہ یہ تمام مچھلیاں مجھ سے کہتی ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے حق کی قسم ہے کہ آپ ہم میں سے کھائیں۔ تب فقراء نے ان میں سے بہت سی مچھلیاں شکار کیں۔ ان کو بھونا اور بھنی ہوئی

مچھلیوں کا ایک بڑا دستر خوان شیخ کے سامنے رکھ دیا پھر سب نے کھایا۔ حتیٰ کہ سیر ہو گئے دستر خوان پر بھنی ہوئی مچھلیوں میں سے کسی کا سر کسی کی دم رہ گئی اور کسی کا کچھ۔

۱۰۔ بھنی ہوئی مچھلیوں کا دوبارہ زندہ ہونا

پھر ایک شخص نے شیخ سے کہا: اے میرے سردار! متمکن اور قادر کیا صفت ہے؟ فرمایا کہ تمام مخلوق میں اسے عام تصرف دیا گیا ہو۔ اس نے کہا: اس کی کیا علامت ہے؟ شیخ نے ان مچھلیوں کے باقی ماندہ اجزاء سے کہا تم کھڑی ہو جاؤ اور دوڑنے لگو تو وہ کھڑی ہو کر دوڑنے لگیں۔ پھر شیخ نے ان بُھنی ہوئی مچھلیوں کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا: اے بُھنی ہوئی مچھلیو! جو اس دستر خوان میں ہو خدا تعالیٰ کے حکم سے کھڑی ہو جاؤ اور دوڑنے لگو۔ ابھی آپ کا یہ کلام پورا بھی نہ ہوا تھا کہ مچھلیوں کے وہ باقی ماندہ اجزاء صحیح سالم مچھلیاں ہو کر دریا میں کود پڑیں اور جہاں سے آئی تھیں وہیں چلی گئیں۔[143]

۱۱۔ مرغابی کا بھن کر آنا اور پھر زندہ ہونا

شیخ کے بھانجے اور بزرگ شیخ ابوالفرج سلام کا بیان ہے کہ میں ایک دن ایسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ اپنے ماموں شیخ احمد کو دیکھ سکتا تھا اور ان کے کلام کو سن سکتا تھا۔ وہ اکیلے

---

143 ۔ المعارف المحمدیہ، ص ۱۳۱، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفیٰ البھیہ مصر، طبقات الاولیاء ابن ملقن، ص ۹۴

بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر کوئی شخص ہوا سے اتر کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ شیخ نے اس سے کہا: مرحباوتد الارض (زمین کے وتد کو خوش آمدید)۔

اس شخص نے شیخ سے کہا: مجھ کو بیس دن ہو گئے ہیں کہ میں نے کچھ نہیں کھایاپیا۔ میرا ارادہ ہے کہ آپ مجھے میری خواہش کے موافق کھلائیں۔ شیخ نے کہا: تمہاری کیاخواہش ہے؟ اس نے اوپر کو دیکھاتو پانچ مرغابیاں اڑ رہی تھیں۔ کہامیں چاہتاہوں کہ ان میں سے ایک مرغابی بھنی ہوئی اور دوروٹیاں اور ٹھنڈا پانی ہو۔ شیخ نے کہا: اچھا تمہارے لیے یہ ہے پھر شیخ نے اس مرغابی کی طرف دیکھا اور کہا: اس شخص کی بھوک کے لیے جلدی کر ابھی شیخ کا کلام پورا بھی نہ ہوا تھا کہ ان میں سے ایک مرغابی شیخ کے سامنے بھنی ہوئی آموجود ہوئی۔ پھر شیخ نے دو پتھروں کی طرف ہاتھ بڑھایا جو کہ ان کی ایک طرف تھے۔ ان دونوں کو اس کے سامنے دوروٹیاں بنا کر رکھ دیا۔ جن میں سے سنجار نکلتا تھا۔ جو کہ دیکھنے میں نہایت عمدہ روٹیوں میں سے تھیں۔ پھر ہوا کی طرف ہاتھ بڑھایاتو اس میں ایک سرخ کوزہ ٹھنڈے پانی کا تھا۔ اس شخص نے وہ مرغابی کھائی اور اس سے سوا اس کی ہڈیوں کے اور کچھ نہ چھوڑا۔ دوروٹیاں کھائیں اور پانی پیا پھر ہوا میں جہاں سے آیاتھا وہیں چلا گیا۔ پھر شیخ کھڑے ہوئے ان ہڈیوں کو لیا اور ان کو اپنے دائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنا ہاتھ ان پر پھیرا اور کہا: اے متفرق ہڈیو اور ٹکڑے شدہ جوڑو! "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کی برکت سے جڑ جاؤ۔ پھر وہ بھنی ہوئی مرغابی زندہ ہو کر ہوا میں اڑنے

لگی یہاں تک میری نظر سے غائب ہو گئی۔ [144]

۱۲۔ نبی ﷺ کی دست بوسی کا شرف

انسان کے افعال اس کے نسب کا مظہر ہوتے ہیں

امام ابو علی سید عزالدین الصیاد حسینی الرفاعی متوفی ۶۷۰ھ لکھتے ہیں:

حسن بن محمد حسینی جو ایک عربی ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے واسط عراق کے خطہ امّ عَبیدَہ سے حجاز میں آئے ہوئے ایک شخص سے شریعت وطریقت کے متعلق ایک صاحب کی گفتگو، ان کی کرامات، برکات، عنایات، ان کی ولایت وسیادت اوراہل زمانہ میں ان کی امتیازیت وانفرادیت پر لوگوں کا اتفاق دیکھا تو میں نے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ عرب قبیلہ رفاعہ کے ایک فرد ہیں جن کا نام احمد بن ابوالحسن ہے یہ بات مجھ پر گراں گزری مجھے خیال آیا کہ یہ عجیب معاملہ ہے۔ اس طرح کی نوازشات سے معمولی نوازشات بھی اولیاء کرام نے اہل بیت کی خدمت اوران سے نسبت وتعلق کے واسطہ سے حاصل کی ہیں۔

جس طرح کے حضرت ابراہیم بن ادہم اور حضرت طیفور بن عیسی ابویزید بسطامی اور جہان کے دیگر اولیاء پر ہونے والی نوازشات وبرکات ہیں۔ جب کہ یہ شخص ہمیں نہیں پہچانتا ہے اور ہم اسے نہیں پہچانتے، باوجود اس کے کہ اس کے بھید واسرار ہمارے

---

144 ۔ بہجۃ الاسرار ص ۲۳۷، مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ فیصل آباد

رازوں کے مشابہ ہیں اور جب اس کا تذکرہ ہوتا ہے تو دل اس کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں خون میں گردش پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی لئے کہا گیا ہے۔ اِذَا غَابَ عَنْكَ اَصْلُ الْفَتٰی فَفِعْلُه کَافٍ عَنِ الْبَحْثِ

جب تمہیں کسی آدمی کے نسب کا علم نہ ہو تو اس کے اعمال وافعال ہی بحث و تفتیش کے لئے کافی ہیں۔

اور اس کے اعمال وافعال اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ یہ پاکیزہ شجر (یعنی اہل بیت) سے ہیں جب میرے اس خیال نے طول پکڑا تو میں نے انہیں خط لکھا اور انہیں نبی ﷺ (کے روضہ اطہر) کی زیارت کا شوق دلایا انہوں نے جوابی خط میں لکھا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ میں آئندہ سال فریضہ حج کی ادائیگی اور مخلوق کے سردار (سیدنا محمد) ﷺ (کے روضہ) کی زیارت کے لئے حاضر ہوں گا چنانچہ وہ آئندہ سال ۵۵۵ھ میں حجاز (مقدس) کی طرف فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے آئے۔ [145]

جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

سیدی امام احمد رفاعی نے حج کے بعد روضہ اطہر کے سامنے حاضر ہو کر یہ اشعار پڑھے:

فی حالة البعد کنت روحی ارسلها ــــ تقبل الارض عنی فهی نائبتی

وهذه نوبة الاشباح قد ظهرت ــــ فامدد یمینك کی تحظی بها شفتی

145۔ المعارف المحمدیہ، ص ۳۳

دور ہونے کی حالت میں، میں آپ کی خدمت میں اپنی روح کو بھیجتا تھا وہ میرے قائم مقام ہو کر اس سرزمین پاک کو چوما کرتی تھی، اب ظاہری جسم کی باری ہے اور وہ حاضر ہے۔ آپ اپنا دایاں ہاتھ بڑھا دیں تاکہ میرے ہونٹ اسے چوم کر لطف اندوز ہوں۔ تو قبر انور سے آپ ﷺ کا دست مبارک ظاہر ہوا حضرت امام رفاعی نے دستِ مبارک چوما اور لوگوں نے اس منظر کا مشاہدہ کیا۔[146]

شیخ احمد جودت پاشا لکھتے ہیں:

کہ سیدنا امام احمد رفاعی علیہ الرحمہ اور بعض دوسرے اولیاء کو نبی ﷺ نے سلام کا جواب دیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ کیا یہ درست ہے کہ سیدنا امام احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ نے نبی ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا؟ توانہوں نے اس کے جواب میں "الشرف المحتم" کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس میں امام رفاعی علیہ الرحمہ کے لیے اس سعادت کو ثابت قرار دیا۔[147]

امام سید ابو الہدی محمد بن حسن بن علی صیادی متوفی ۱۳۲۸ھ لکھتے ہیں:

---

146 ۔ الحاوی للفتاویٰ، ص ۲۶۵، مطبوعہ حقانیہ پشاور، فتاویٰ رضویہ، ج ۲۸، ص ۳۶۹، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، قلائد الزبر جد ص ۳۷۱، تبلیغی نصاب ج ۲، ص ۱۳۰، مطبوعہ بک ڈپو دہلی۔

147 ۔ المعلومات النافعہ، ص ۷۳، ملخصا مطبوعہ مکتبہ حقیقیہ دار الشفقہ استنبول) مجھے امام سیوطی علیہ الرحمہ کا یہ رسالہ تلاش وبسیار کے باوجود نہیں مل سکا۔ (مصنف)

امام رفاعی نے جب ۵۵۵ھ میں حج کیا تو انھوں نے مدینہ منورہ میں نبی ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا: السلام علیک یا جدی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں فرمایا: وعلیک السلام یا ولدی اس پر وہ وجد میں آگئے اور گھٹنوں کے بل جھک کر مذکورہ اشعار پڑھے پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دست مبارک ظاہر ہوا جسے امام رفاعی نے بوسہ دیا۔ اس مبارک واقعہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس کی شہرت آفتاب کی مانند ہے۔

شیخ الاسلام سید سراج الدین رفاعی مخزومی کہتے ہیں:

لقد مدح الغوث الرفاعی امة   وماذا عسی من بعد أن قبل الیدا

ومن شرف الإرث الصریح لذاته   متی ذکروه ینذکرون محمدا

غوث رفاعی کی ایک بڑی جماعت نے تعریف کی ہے وہ تعریف کیا ہے۔ جب کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا ہے۔ یہ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہونے کی واضح فضیلت ہے۔ تو جب بھی لوگ امام رفاعی کا تذکرہ کریں گے تو انھیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام (کی ذات کے ساتھ منسوب کرتے ہوئے ان) کا ذکر بھی کریں گے۔[148]

148۔ راحۃ الارواح، ص ۳۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

مولانا ابو الحسن اعظمی لکھتے ہیں:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۳ھ بیان کرتے ہیں:

ایک بزرگ تھے سید احمد رفاعی یہ سیدنا حضرت غوث پاک کے معاصر ہیں یہ اتنے بڑے شخص ہیں کہ جب مدینہ طیبہ پہنچے وہاں روضۂ اقدس کے اوپر ذوق شوق کی حالت میں یہ شعر پڑھے۔

فی حالة البعد کنت روحی ارسلها تقبل الارض عنی فهی نائبتی

وهذه نوبة الاشباح قد ظهرت فامدد یمینك کی تحظی بها شفتی

جن کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم دور تھے تو اپنی روح کو بھیج دیا کرتے تھے۔ وہ روضۂ اقدس پر زمین بوس ہو جایا کرتی تھی اب جسم کے حاضر کرنے کی نوبت آگئی ذرا اپنے دستِ مبارک کو بڑھائیے تاکہ میرا لب اس سے بہرہ ور ہو سکے، ہونٹوں کو یہ دولت نصیب ہو جائے۔

جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ روضۂ منور کے اندر سے ایک نہایت نورانی ہاتھ ظاہر ہوا اور وہ حضور اقدس ﷺ کا ہاتھ تھا۔ انہوں نے دوڑ کر بوسہ لیا اور بے ہوش ہو گئے بس ہاتھ غائب ہو گیا۔ مگر کیفیت یہ ہوئی کہ تمام مسجدِ نبوی میں نور ہی نور پھیل گیا ایسا نور کہ اس کے سامنے آفتاب کی بھی کوئی حقیقت نہ تھی اور واقعی آفتاب کی اس نور کے سامنے کیا حقیقت ہوتی جب ان کو افاقہ ہوا تو خیال ہوا کہ میری

بڑی عظمت ظاہر ہو گی جس سے میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ بس کیا کیا کہ دروازہ پر جا کر زمین پر لیٹ گئے اور پکار کر کہا کہ میں سب کو قسم دیتا ہوں کہ میرے اوپر سے پھاندتے ہوئے اور روندتے ہوئے جائیں۔ یہ اس واسطے کیا کہ عُجب پیدا نہ ہو جائے کہ میں ایسا ہوں کہ میرے واسطے ایسا ہوا۔ چنانچہ کوتاہ نظر عوام الناس نے ایسا ہی کیا کہ سب ان کے اوپر کو پھاندتے ہوئے گئے ان کو اس میں لطف آتا تھا اور اس کی کچھ بھی پرواہ نہ تھی کہ ابھی کیا شان تھی اور ابھی کیا گت بن رہی ہے۔

ایک بزرگ سے جو اس مجمع میں موجود تھے اس قصے کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ بھی ان کے اوپر پھاند کر گئے کہا توبہ توبہ یہ کیسے ہو سکتا ہے خدا کا غضب فوراً نازل ہوتا اگر میں ایسا کرتا عوام تو معذور ہیں کیوں کہ ان کو پہچانتے نہ تھے اور جو ان کی پہچانتا ہو وہ بے ادبی کرے تو فوراً پکڑا جائے گا۔

ان بزرگ سے اس شخص نے یہ بھی پوچھا کہ آپ کو رشک تو بہت ہوا ہو گا فرمایا ہمیں تو کیا اس وقت ملائکہ کو بھی رشک تھا کہ ہمیں بھی یہ دولت نصیب ہوتی۔[149]

علامہ سید ذاکر حسین شاہ سیالوی دامت فیوضاتھم القدسیہ لکھتے ہیں:

جس وقت امام رفاعی کو نبی ﷺ سے مصافحہ کی سعادت حاصل ہوئی" اس وقت حرم نبوی میں نوے ہزار لوگوں کا مجمع تھا ان میں خود حضور غوث اعظم بھی موجود تھے،

149۔ حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات، ص۶۹،۶۸، مطبوعہ دارالاشاعت اردو بازار کراچی

سب لوگوں نے یہ منظر دیکھا کچھ خیال کرنے لگے کہ قیامت آگئی ہے۔ حضور غوث اعظم سے بغداد میں یہ واقعہ پوچھا تو آپ نے شہادت دی ایک شخص نے عرض کیا: حضور بندگان خدا کو رشک تو آیا ہو گا؟ آپ نے جواباً فرمایا: آسمان پر فرشتے بھی رشک کر رہے تھے۔ یہ بات فرماتے ہوئے حضور غوث اعظم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے [150]

شیخ ظفر احمد عثمانی متوفی ۱۳۹۴ھ لکھتے ہیں:

امام رفاعی کو وہ مرتبہ عطا کیا گیا جو کسی دوسرے ولی اللہ کو میسر نہ آیا ہو گا۔ آپ علم شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ آپ سے بہت سی عجیب باتیں بطور کرامت صادر ہوئیں جن سے آپ کے علوئے مرتبت اور تقربِ الٰہی کا حال معلوم ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ نادر اور مشہور کرامت آپ کی یہ ہے کہ جب آپ سنہ ۵۵۵ھ میں زیارت بیت اللہ کو تشریف لے گئے تو سرکار رسالت پناہ کے روضہ مقدس کی زیارت کے لئے بھی حاضر ہوئے، گنبد خضرا کے قریب پہنچ کر آپ نے با آواز بلند کہا: "السلام علیک یا جدی" فوراً روضہ اطہر سے ندا آئی کہ "وعلیک السلام یا ولدی" اس نداء مبارک کو سن کر آپ پر وجد طاری ہو گیا آپ کے علاوہ جتنے آدمی وہاں موجود تھے سب نے آواز

150 ۔ حاشیہ جامع کرامات، ج ۲، ص ۲۹۳، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

کوسنا۔ تھوڑی دیر کے بعد بحالت گریہ آپ نے یہ اشعار پڑھے۔[151]

واقعہ دست بوسی کے چشم دید گواہان

عز الملت والدین امام ابو علی احمد الصیاد متوفی ۶۷۰ھ لکھتے ہیں:

جس وقت قبر مطہر سے دست مبارک نکلا اور آپ نے اس کو بوسہ دیا اس وقت روضہ مقدس پر تقریباً نوے ہزار عاشقان جمال محمدی و مشتاقانِ روضہ نبوی کا مجمع تھا، جمعرات کا دن تھا اور عصر کی نماز کے بعد کا وقت تھا۔ جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ کے دست مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے ان میں حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ، حضرت شیخ عدی بن مسافر الاموی رحمہ اللہ، حضرت شیخ عبد الرزاق حسینی واسطی، شیخ حیوۃ بن قیس، شیخ احمد زاہد بن شیخ منصور انصاری، شیخ یعقوب بن کراز عبیدی، امام شیخ عمر ابو الفرج فاروثی واسطی اور شیخ عبد السمیع ہاشمی رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر بزرگ بھی تھے اس واقعہ کو اس کثرت سے علماء نے بیان کیا ہے کہ اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے۔
اس کے علاوہ اور بھی آپ کی بہت سی عجیب کرامتیں ہیں جن کا یہاں ذکر کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ اس واسطے صرف اسی واقعہ پر اکتفا کرتے ہیں اور حقیقت حال تو یہ ہے کہ

---

[151] ۔ البنیان المشید، مطبوعہ ادارہ اسلامیہ اردو بازار لاہور

اس کے بعد کسی چیز کے ذکر کی حاجت بھی نہیں ہے۔[152]

امام رفاعی کے لئے نبی ﷺ کی دست بوسی کے شرف کا متواتر و قطعی ہونا

امام سید محمد مہدی بہاؤالدین الرواس متوفی ۱۲۸۷ھ لکھتے ہیں:

یہ عظیم واقعہ اور مقدس فضیلت جس سے اللہ تعالیٰ نے امام رفاعی کو مختص فرمایا ان اشرف ترین خوارق اور افضل ترین کرامات میں سے ہے جس کا تذکرہ جہاں بھر کے تمام ممالک اسلامیہ اور مشرق و مغرب کے تمام دیہاتوں، صحراؤں اور شہروں میں آفتاب نیم روز کی طرح پھیل گیا ہے۔[153]

اسناد کے ساتھ جن مصنفین نے اس معجزہ محمدیہ اور کرامت احمدیہ کے واقعہ کو نقل کیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ امام البحر الطام شیخ عبدالکریم رافعی متوفی ۶۲۳ھ نے اس واقعہ کو "سواد العینین فی مناقب ابی العلمین" ص ۶۰، ۹۵ میں دو سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۲۔ امام علی بن انجب متوفی ۶۷۴ھ نے اس عظیم فضیلت کو پانچ سندوں کے ساتھ

152۔ المعارف المحمدیہ، ص ۳۴، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفیٰ البھیہ مصر، البرھان المؤید، ص ۴، مطبوعہ طبع قاھرہ، مصر

153۔ مراحل السالکین، ص ۱۹۲، مطبوعہ دارالبیروتی حلبونی دمشق شام

ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ واقعہ درجہ قطعیت کو پہنچ گیا ہے۔ [154]

۳۔ امام محدث مفسر، فقیہ عزالدین احمد فاروثی متوفی ۶۹۴ھ نے اس واقعہ کو چھ اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے پانچ ایسے افراد کی زیارت کی ہے جو نبی ﷺ کے دست اقدس کی زیارت کے عینی شاہد تھے۔ [155]

۴۔ امام عبدالعزیز دیرینی متوفی ۶۰۴ھ / ۶۱۲ھ نے اس کرامت احمدیہ کو سات سندوں سے نقل کیا ہے۔ [156]

۵۔ اما حافظ تقی الدین عبدالرحمن بن عبدالمحسن انصاری متوفی ۷۴۴ھ نے اس کرامت کو تین سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ [157]

۶۔ علامہ محمد بن ابو بکر علی بن عبدالمالک بن حماد موصلی رفاعی متوفی ۷۵۰ھ نے اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا علامہ عبدالمالک موصلی جو امام رفاعی کے خلیفہ ہیں سے اس کرامت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ واقعہ متواتر اور مشہور ہے اس کو بہت سے اکابر نے تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔ [158] یہ تمام آئمہ مشائخ ساتویں اور آٹھویں

---

154 ۔ تاریخ ابن ساعی، ص ۱۲۲، ۱۲۵

155 ۔ ارشاد المسلمین لطریقۃ شیخ المتقین ص ۳۵، ۳۴، النفحۃ المسکیہ فی السلالۃ الرفاعیۃ الزکیۃ" ص ۹، ۸

156 ۔ غایۃ التحریر فی نسب قطب العصر غوث الزماں رضی اللہ عنہ۔ ص ۱۴۔۱۸

157 ۔ تریاق المحبین فی طبقات المشائخ العارفین۔ ص ۱۳، ۱۲

158 ۔ روضۃ الاعیان فی اخبار مشاہیر الزمان، ص ۱۰۰

صدی ہجری کے ہیں۔

۷۔ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے اس کرامت کو تین سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جو بعض سابقہ اسانید کی متابع ہیں۔ اس طرح شواہد و متابعات کے ساتھ اس منقبت عظیمہ کی ۲۷ اسانید ہو جاتی ہیں اور علماء و طلباء جانتے ہیں کہ اس قدر اسانید تواتر وقطعیت کا فائدہ دیتی ہیں جو اس کی تحقیق کرنا چاہے وہ ائمہ مجتہدین کی حدیث متواتر کے متعلق بحث کا ملاحظہ کرے۔

اب چند ان ائمہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے جنہوں نے اس واقعہ کو بغیر اہتمام سند کے بیان کیا ہے اور یہ بھی اس واقعہ کی شہرت کی دلیل ہے۔

۱۔ امام شرف الدین بن عبدالسمیع واسطی متوفی ۵۸۰ھ۔ نے البرھان المؤید کے مقدمہ میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

۲۔ امام احمد عزالدین الصیاد متوفی ۶۷۰ھ نے اس کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ [159]

۳۔ امام علی ابوالحسن واسطی شافعی متوفی ۷۳۳ھ نے اس واقعہ کو اپنے شیخ امام عزالدین فاروثی سے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ [160]

159۔ المعارف المحمدیہ فی الوظائف الاحمدیہ، ص ۳۴، ۳۳، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفی مصر ۱۳۰۵ھ

160۔ خلاصۃ الاکسیر فی نسب سیدنا الرفاعی الکبیر ص ۳۱

۴۔ شیخ الاسلام محمد سراج الدین الرفاعی المخزومی متوفی ۸۸۵ھ [161]

۵۔ علامہ عبدالرحمن بن عبدالسلام صفوری شافعی متوفی ۸۹۴ھ [162]

۶۔ شیخ ابوالفضل عبدالقادر بن حسین بن مغزیل شاذلی نے اس کرامت کو اپنی کتاب "الکواکب الزاھرۃ فی اجتماع الاولیاء یقظۃ بسید الدنیا والآخرۃ" میں ص ۴۲ پر نقل کیاہے۔ آپ اس کی تالیف سے ۸۹۴ھ میں فارغ ہوئے۔

۷۔ امام جلال الدین السیوطی متوفی ۹۱۱ھ تنویر الملک فی رویۃ النبی والملک۔

۸۔ شیخ ابوبکر عیدروس عدنی متوفی ۹۱۴ھ نے اپنی کتاب میں نقل کیاہے۔ [163]

۹۔ علامہ محمد تادفی متوفی ۹۶۳ھ نے بھی اس واقعہ کو نقل کیاہے۔ [164]

۱۰۔ امام حافظ عبدالروف مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ نے بھی اس واقعہ کو نقل کیاہے۔ [165]

۱۱۔ علامہ سید عبدالقادر بن محمد طبری حسینی متوفی ۱۰۳۳ھ نے بھی اس واقعہ کو نقل کیاہے۔ [166]

---

161 ۔ صحاح الاخبار ص۷۸،۷۷

162 ۔ نزھۃ المجالس، ص۲۵۹

163 ۔ النجم الساعی فی مناقب القطب الکبیر الرفاعی، ص۹۶

164 ۔ قلائد الجواہر ص ۸۴

165 ۔ الکواکب الدریہ فی تراجم اسادہ الصوفیہ ج۲، ص ۲۲۰ رقم ۴۱۰

166 ۔ کتاب کشف النقاب عن انساب الاربعۃ الاقطاب ص۶

۱۲۔ مفتی شیخ حسن عجیمی متوفی ۱۱۱۳ھ نے بھی امام رفاعی کی اس کرامت کو نقل کیا ہے۔[167]

۱۳۔ سید اسعد المدنی حسنی مفتی المدینۃ المنورۃ متوفی ۱۱۱۶ھ نے بھی اس کرامت کو نقل کیا ہے۔[168]

۱۴۔ علامہ عبدالمنعم عانی ثم راوی متوفی ۱۱۸۳ھ نے بھی اس کرامت کو نقل کیا ہے[169]

۱۵۔ علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۴۱ھ نے اس کرامت کو اپنی دو تصانیف میں درج کیا ہے۔

۱۔ الاسرار الربانیۃ والفیوضات الرحمانیۃ علی الصلوٰۃ الاردیریہ علامہ صاوی اس کی تصنیف سے ۱۲۱۹ھ میں فارغ ہوئے۔

۲۔ حاشیہ علی شرح الخریدۃ البہیۃ سے آپ نے ۱۲۲۸ھ میں کو مکمل کیا۔[170]

۱۶۔ شیخ مومن شبلنجی متوفی ۱۳۰۸ھ (یا اس کے بعد) نے بھی اس کرامت کو درج کیا۔[171]

167۔ خبایا الزوایا ص ۷

168۔ المسلسل ص ۲۳

169۔ قاموس العاشقین فی اخبار سید حسین برھان الدین ص ۶۹،۶۸

170۔ الاسرار ص ۴۵، حاشیہ ص ۸۶

171۔ نورالابصار فی مناقب آل النبی المختار ص ۲۵۳

۱۷۔ ادیب احمد عزت پاشا عمری موصلی متوفی ۱۳۱۰ھ نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔[172]

۱۸۔ شیخ محمد نوری بن مصطفی آفندی اریحاوی متوفی ۱۳۱۱ھ (یا اس کے بعد) نے بھی سیدنا امام رفائی علیہ الرحمہ کی اس کرامت کو نقل کیا ہے۔[173]

۱۹۔ امام ابوالہدی الصیادی متوفی ۱۳۲۷ھ نے اس کرامت کے اثبات پر ایک کتاب لکھی جس میں ان تمام سندوں کو بیان کیا ہے جن کا میں (یعنی مراحل السالکین کے محشی احمد رمزہ بن حمود جا) نے تذکرہ کیا ہے اس کرامت کے متعلق ان کی بحث اہل علم کو بے نیاز کر دینے والی ہے۔[174]

۲۰۔ علامہ شیخ احمد حضراوی شافعی متوفی ۱۳۲۷ھ نے بھی اس کرامت کو نقل کیا ہے۔[175]

۲۱۔ علامہ سید محمود شکری بن عبد اللہ بن امام شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۳۴۲ھ نے بھی اس کرامت رفاعیہ کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔[176]

172ے ۔العقود الجوھریۃ فی مدائح الحضرۃ الرفاعیۃ ص ۵،۶

173ے ۔النصحات الھدائیۃ علی ورد سادۃ الاحمدیۃ ص ۲۰

174ے ۔(الکنز المطلسم فی مدید النبی لولدہ الغوث الرفائی الاعظم)

175ے ۔نصحات الرضاوالقبول فی فضائل المدینۃ وزیارۃ سیدنا الرسول ﷺ) ص ۴۷

176ے ۔الاسرار الالٰھیۃ فی شرح القصیدۃ الرفاعیۃ ۲۹، ۳۰۔ مطبوعہ مطبعۃ الخیریۃ بجوش مصر

۲۲۔ علامہ سید یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۱ھ نے بھی اس کرامت کا ذکر کیا ہے۔[177]

۲۳۔ علامہ محمد ابو الیسر عابدین نے بھی اس کرامت کو نقل کیا ہے۔[178]

بعض دیگر ماخذ و مصادر کا امام ابو الہدی صیادی نے کنزالمطلسم میں اور علامہ محمود شکری آلوسی نے "الاسرار الالھیہ" میں ذکر کیا ہے لیکن میری ان تک رسائی نہیں ہو سکی ہے ان میں سے چند اہم مصادر یہ ہیں۔

۱۔ امام علی بن جمال الدین حدادی متوفی ۵۸۵ھ (یہ سیدنا امام رفاعی کے صاحبزادے) کی کتاب "ربیع العاشقین" ہے۔

۲۔ عارف باللہ شیخ ہاشم احمدی یہ دست بوسی کی کرامت کے عینی شاہدین میں سے تھے اور انہوں نے حضرت سیدنا امام رفاعی سے خرقہ (خلافت) بھی حاصل کیا ہے۔ ان کی کتاب عینقہ الفریقین ہے۔

۳۔ حافظ قاسم بن محمد واسطی شافعی متوفی ۶۸۰ھ کی کتاب "ام البراھین بتصیح الیقین فی اشارات الصالحین" بھی ہے۔

۴۔ قدوۃ حجۃ (امام) ابراہیم بن محمد بن ابراہیم کازرونی بکری فیروزآبادی کی "شفاء

---

177 - جامع کرامات الاولیاء، ج۱، ص۴۴۱، مطبوعہ دارالکتب العصریہ بیروت۔

178 - وانیبوا الی ربکم واسلموا لہ ص۲۳۷

الاسقام" ہے۔

۵۔ امام قاسم بن محمد واسطی کی البھجۃ الکبری ہے۔

٦۔ امام ابوالمواھب عبدالوھاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ کی مناقب الصالحین ہے۔

۷۔ شیخ محمد علمی متوفی ۱۰۱۸ھ کی "الوسیلہ" ہے

۸۔ شیخ احمد کاشانی مدنی ۱۰۷۱ھ کی الدرۃ الثمینۃ فیالزائرالنبی ﷺ الی المدینۃ

۹۔ شیخ احمد قلیوبی متوفی ۱۰۶۹ھ کی "تحفۃ الراغب" ہے [179]

علامہ "احمد رمزہ بن حمود جحا" فرماتے ہیں طوالت کے پیش نظر میں اتنی مقدار پر ہی اکتفاء کرتا ہو البتہ آخر میں میں امام ابو محمد ضیاء الدین شافعی وتری متوفی کا اس عظیم فضیلت پر تبصرہ ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

امام وتری فرماتے ہیں: اس واقعہ کی خبر متواتر ہے اس کا تذکرہ بہت سے طبقوں نے بیان کیا ہے۔ اس کا انکار صرف قلیل الروایت، جاہل اور حاسد کرے گا جو نبوت کے سلطان کے معجزہ محمدیہ کے ظہور سے حسد کرتا ہو گا۔[180]

179۔ الاسرار الھیۃ ص ۳۱، مطبوعہ مطبعۃ الخیریہ بحوش مصر

180۔ روضۃ الناظرین ص ۴۵، حاشیہ مراحل السالکین، ص ۱۹۳ تا ۱۹۶، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

۱۳۔ دور دراز والوں اور بہرے افراد کا آپ کے کلام کو سننا

عز الملت والدین امام ابو علی احمد الصیاد متوفی ۶۷۰ھ اور حافظ ابن ملقن متوفی ۸۰۴ھ لکھتے ہیں:

آپ کی مجلس میں دور والے افراد و شرکاء اسی طرح آپ کی آواز سنتے تھے جس طرح کے قریب والے سنتے ہیں۔

آپ کی مجلس میں بہرے حضرات آتے تو اللہ تعالیٰ ان کے کانوں کو کھول دیتا اور وہ آپ کے خطاب کو سنتے۔ [181]

۱۴۔ تمہارے شیخ عبد الرحیم قنا والے ہیں

حافظ ابو العباس ابو الفضل ابو بکر جلال الدین بن عبد الرحمن السیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

شیخ ابو العباس طنجی کا بیان ہے: میں حضرت سیدنا امام احمد کبیر رفاعی کے پاس گیا تو آپ نے کہا میں تمہارا شیخ نہیں ہوں تمہارے شیخ قنا میں شیخ عبد الرحیم ہیں۔ میں سفر کر کے حضرت شیخ عبد الرحیم کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ انھوں نے فرمایا: اس وقت تک بیت المقدس

181۔ المعارف المحمدیہ، ص ۱۲۰، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفیٰ البھیہ مصر، طبقات الاولیا، لابن ملقن، ۹۲، مطبوعہ دار الکتب علمیہ

چلے جاؤ جب تک کہ تمھیں رسول اللہ ﷺ کی پہچان نہیں ہو جاتی۔ پس جب میں نے اپنا پاؤں رکھا تو دیکھتا ہوں کہ زمین و آسمان و عرش و کرسی سب رسول اللہ ﷺ سے مملوء و پُر ہیں میں واپس شیخ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے پھر پوچھا: تم نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ شیخ عبدالرحیم نے فرمایا: اب تمہارا سلوک و طریقت مکمل ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ کی معرفت کے بغیر نہ تو کوئی ولی ولی بن سکتا نہ کوئی و تدو تد بن سکتا اور نہ کوئی قطب قطب بن سکتا ہے۔[182]

۱۵۔ مردہ بچہ کا زندہ ہو جانا

امام حافظ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفیٰ ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

حضرت شیخ صالح عبدالاحد بن سلیمان مقالیسی کہتے ہیں کہ میں شیخ ابراہیم فاروثی کی محفل میں حاضر ہوا تو آپ مشائخ کے فضائل ذکر کرنے لگے۔ جب کسی کا تذکرہ کرتے تو نام لیتے ہوئے یہ فلاں شیخ کہتے ہیں اور بات بیان کر دیتے لیکن جب سیدی احمد رفاعی کا ذکر کیا تو فرمانے لگے: ہمارے شیخ سید احمد، ایک فقیر نے اس فقرے پر اعتراض کیا اور کہا: حضرت! شیخ سیدی صرف کہتے ہیں فلاں شیخ، اور ان کے لئے شیخنا سیدی احمد کا لفظ استعمال کرتے ہیں ایسا کیوں؟ جب کہ یہ سب لوگ صالح بندے ہیں؟

حضرت فرمانے لگے: میں ایسے عظیم انسان کے لئے کیوں نہ یہ الفاظ استعمال کروں جس

182۔ الحاوی للفتاویٰ، ص ۶۶۴، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور

کے ہاتھ پر اللہ کریم نے مردے کو زندہ کیا ہو، فقیر نے پوچھا وہ کیسے ؟ آپ نے فرمایا: میرے والد گرامی شیخ عمر نے مجھے بتایا کہ وہ ایک گروہ کے ساتھ فاروث (حضرت ابراہیم کا گاؤں) آئے جب وہ وہاں پہنچے۔اور حدی خواں نے جمعہ کے دن عصر کی اذان دی اور وہاں ہی انھوں نے نماز مغرب ادا کی کھانا کھایا عشاء کی نماز پڑھ کر سرائے میں چلے گئے۔ جہاں فقراء اور قراء (قاری لوگ) سوتے ہیں ،دیکھا تو قراء سو چکے تھے سرائے میں کچھ لوگوں کے ساتھ شیخ کا بچہ بھی ایک چادر کے نیچے سو رہا تھا جب سحری ہوئی تو حسب عادت انہوں نے قوالی شروع کی اور بچہ انتقال کر گیا۔ خادم میرے والد صاحب کے پاس آیا اور یہ بات بتائی آپ بڑے دل گرفتہ ہوئے اور حضرت سیدی احمد رفاعی کے پاس آکر انھیں بچے کے مرنے کا بتایا۔ آپ اٹھے اپنی گدڑی بچھائی اور دو رکعت نماز نفل پڑھ کر ہاتھ پھیلا کر طویل دعا مانگی پھر اس لڑکے "گویا فلاں" کہہ کر پکارا اور کہا: اٹھ کر بیٹھ جا اور نماز پڑھ۔ میرے والد فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ابھی آپ پکارے سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ لڑکے نے چادر کے نیچے سے سر نکالا اور کہا: لبیک، آپ نے فرمایا: بیٹا! سورج نکل آیا ہے اب اٹھ کھڑے ہو پھر آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا وہ یوں اٹھا گویا اسے کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہے، پھر آپ نے میرے والد گرامی کو فرمایا: "اے عمر میں تجھے اپنی ذات اور شیخ منصور کی ذات کی قسم دیتا ہوں کہ یہ بات (زندہ کرنے والی بات) کسی کو نہ بتانا اور اسے چھپائے رکھنا" انہوں نے عرض کیا:

بسر و چشم تعمیل حکم کروں گا۔ حضرت احمد تو امّ عَبیدَہ کی طرف واپس تشریف لے گئے تو والد ماجد نے حاضرین سے کہا: اے گرامی قدر بزرگو! میں کیسے یہ کرامت بیان نہ کروں میرے آقا کو یہ کرامت عطا ہوئی ہے مگر یہ تو بیان کرنا اس لئے ضروری ہے کہ دراصل یہ ہمارے آقا و مولا ﷺ کا ہی ایک معجزہ ہے۔

حضرت فاروثی کئی دفعہ آپ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے ایک دفعہ آپ سے بات کر رہے تھے کہ قبر سے آپ نے جواب دیا "حاجت پوری ہو گئی ہے"۔ [183]

۱۶۔ آٹے کا خیال رکھو، وعدہ پورا کرو

جب حضرت سید احمد امّ عَبیدَہ میں کرسی پر بیٹھ کر وعظ فرمارہے تھے تو شیخ کبیر عارف باللہ حسن الرائی قطنانی دمشق کے مضافات میں قطنہ میں اپنے گھر میں بیٹھے اپنی لاٹھی پر ٹیک لگائے اپنے مرشد سید احمد کا وعظ سنتے تھے جب کہ ان دونوں شہروں میں تقریباً مہینہ جتنی مسافت ہے۔ ایک دن حسب معمول وہ اپنے شیخ کا وعظ سن رہے تھے کہ ان کی اہلیہ آٹا گوندھتے ہوئے کسی کام کی وجہ سے اٹھ کر چلی گئی اور جاتے ہوئے یہ کہہ گئی کہ اے شیخ آٹے کی بلی وغیرہ سے حفاظت کرنا۔ شیخ حسن اپنے شیخ کا وعظ سننے میں مشغول تھے کہ بلی نے آکر آٹا کھانا شروع کر دیا۔ امّ عَبیدَہ میں کرسی پر بیٹھے بیٹھے حضرت سید احمد نے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے: اے حسن! آٹے کے خیال رکھنے کا وعدہ پورا کرو کیونکہ یہ

183۔ جامع کرامات اولیاء، ج ۱، ص ۴۴۲، ملخصا، مطبوعہ دار الکتب العصریہ بیروت

امانت ہے۔ شیخ حسن بلی کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے گھر سے نکال دیا۔ شیخ یعقوب نے حضرت سید احمد سے اس حوالہ سے سوال کیا تو آپ نے انہیں شیخ حسن کے واقعہ سے آگاہ فرمادیا اسی طرح شیخ حسن نے اپنے احباب کو حضرت امام احمد کی طرف سے اس حالت میں رہنمائی کرنے اور وعدہ پورا کرنے کا حکم دینے کی خبر دی۔[184]

۱۷۔ لنگڑاپن اور کبڑاپن دور ہو جانا

شیخ ابو محمد جمال الدین الخطیب کا بیان ہے کہ حدادیہ میں فاطمہ نامی بچی کی والدہ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی اس نے یہ منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے بچہ دیدیا تو حضرت سید احمد کے فقراء و مریدین میں سے جو بھی حدادیہ میں آیا زندگی بھر میں اپنے بچہ کو اس کی خدمت کے لئے وقف کر دوں گی۔

کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ حاملہ ہو گئی پھر اس کے ہاں بچی کی ولادت ہوئی لیکن یہ بچی کُبڑی تھی پھر جب اس کی چلنے پھرنے کی عمر ہوئی تو وہ لنگڑی بھی ہو گئی پھر کسی بیماری کی وجہ سے اس کے سر کے بال بھی گر گئے۔ ایک دن حضرت سید احمد کبیر رضی اللہ عنہ حدادیہ میں تشریف لائے تو اہل حدادیہ نے ان کا استقبال کیا۔ فاطمہ بھی اپنے لنگڑے پن کے باوجود خواتین کے ساتھ اور دیگر لوگوں کے ہمراہ حضرت کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی۔

184۔ معارف محمدیہ، ص ۱۳۰، مطبوعہ محمد آفندی مصطفی مصر

حدادیہ کی لڑکیاں فاطمہ کا مذاق اڑاتی تھیں۔ اس نے حضرت سیدنا سید احمد کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: کہ آپ میرے اور میری والدہ کے شیخ ہیں میرا سرمایہ ہیں میرا مرکز توجہ والتفات ہیں میں آپ سے اپنی بیماریوں کی تکلیف کی شکایت کرتی ہوں ممکن ہے اللہ تعالیٰ آپ کی ولایت اور رسول اللہ ﷺ سے آپ کی قرابت کے باعث مجھے ان بیماریوں سے نجات وعافیت عطا کر دے حدادیہ کی لڑکیوں کے تمسخر کی وجہ سے میری جان نکلنے لگی ہے۔ حضرت سیدنا احمد کبیر کا دل اس کے لئے پسیج گیا اور اس کے ساتھ شفقت کی وجہ سے آپ کی چشمان مبارک سے اشک رواں ہو گئے پھر آپ نے اسے اپنے نزدیک ہونے کا فرمایا وہ قریب ہوئی تو آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کے سر، پیٹھ اور دونوں ٹانگوں پر پھیرا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے بال بھی اگ گئے، کبڑا پن بھی جاتا رہا اور لنگڑا پن بھی اور اس کی حالت صحیح وبہترین ہو گئی۔ [185]

---

185 ۔ معارف محمدیہ، ص ۴۸، مطبوعہ محمد آفندی مصطفی مصر

باب چہارم: اکابر و اساطین اور امام رفاعی

امام احمد رفاعی اور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی

سیدنا عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کی مجلس میں امام رفاعی علیہ الرحمہ کا دیدار

امام نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی متوفی ۷۰۳ھ اور حافظ سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد مصری المعروف بابن ملقن متوفی ۸۰۴ھ لکھتے ہیں: ابو عبد اللہ محمد بن شیخ ابی العباس الخضر بن عبد اللہ حسنی موصلی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں ایک دن سیدی شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ کی زیارت کا خیال پیدا ہوا۔ تب مجھ کو شیخ نے فرمایا کہ کیا تم شیخ احمد کی زیارت چاہتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے تھوڑی دیر سر نیچے کیا۔ پھر مجھ سے کہا: اے خضر! یہ دیکھو شیخ احمد ہیں۔ میں نے دیکھا کہ میں ان کے ایک طرف ہوں میں نے دیکھا شیخ باہیبت ہیں۔ میں کھڑا ہوا اور ان کو سلام کہا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے خضر جو شخص کہ شیخ عبد القادر جیسے سید الاولیاء کو دیکھے وہ مجھ جیسے کی زیارت کی تمنا کرتا ہے اور میں تو ان کی رعیت میں سے ہوں پھر غائب ہو گئے۔ شیخ کی وفات کے بعد میں بغداد سے امّ عَبیدَہ کی طرف آیا کہ امام احمد رفاعی کی زیارت کروں۔ جب میں ان کی خدمت میں آیا۔ تو وہی شیخ نظر آئے جن کو میں نے شیخ عبد القادر رحمہ اللہ کی ایک طرف اس وقت دیکھا تھا۔ میرے نزدیک ان

کی زیارت نے ان کی معرفت کو زیادہ نہ کیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: اے خضر! کیا تم کو پہلی بات کافی نہ تھی۔

عبد اللہ بطائحی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا امام احمد رفاعی نے سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کے مناقب و فضائل سننے کے بعد کہا: کون شیخ عبد القادر کی تعریف کر سکتا ہے اور کون ان کے درجہ کو پہنچ سکتا ہے؟

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کا کوئی ثانی نہیں

سیدنا امام رفاعی نے فرمایا: شیخ عبد القادر وہ شخص ہیں کہ جن کے دائیں طرف شریعت ہے اور بائیں طرف بحر حقیقت ہے۔ وہ ان دونوں میں جس سے چاہیں چلو بھریں ہمارے زمانہ میں شیخ عبد القادر رحمہ اللہ کا کوئی ثانی نہیں۔

اکابرین کا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کی زیارت کو مقدم رکھنا

راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک دن سنا جب کہ آپ اپنے بھائی کی اولاد اور اپنے اکابر مصاحبین کو وصیت کر رہے تھے اور ایک شخص آپ کے پاس کہیں جانے کی اجازت لینے آیا تھا وہ بغداد شریف کے سفر کا ارادہ رکھتا تھا۔ تو آپ نے اس سے کہا: جب تو بغداد میں داخل ہو تو اگر شیخ عبد القادر زندہ ہوں ان کی زیارت پر اور کسی کی زیارت کو مقدم نہ کرنا اور اگر وہ فوت ہو گئے ہوں تو پہلے ان کی قبر کی زیارت کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا ہوا ہے کہ صاحبان حال میں سے جو شخص بغداد میں داخل ہو اور ان

کی زیارت نہ کرے اس کا حال سلب ہو جائے گا۔ اگرچہ کہ مرتے وقت حال سلب ہو۔ آپ فرماتے تھے کہ شیخ عبد القادر جیلانی کی زیارت نہ کرنا باعث حسرت ہے۔[186]

خلیفہ کی دعوت پر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی اور امام رفاعی علیہما الرحمہ کی شرکت

شیخ عارف ابو محمد شادر شیبی محلی کا بیان ہے کہ خلیفہ نے بغداد میں ولیمہ کی دعوت کی اور اس میں عراق کے مشائخ وعلماء کو دعوت دی۔ وہ سب حاضر ہوئے مگر شیخ عبد القادر، شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر نہ ہوئے۔ جب لوگ واپس ہوئے تو وزیر نے کہا شیخ عبد القادر، شیخ عدی بن مسافر اور شیخ احمد حاضر نہیں ہوئے۔ خلیفہ نے کہا شاید ان کو اطلاع نہیں پہنچی۔ پھر اپنے دربان کو حکم دیا کہ شیخ عبد القادر کی طرف جائے اور ان کو بلائے اور کوہ ہکار اور ام عَبیدَہ کی طرف جائے کہ شیخ عدی اور شیخ احمد کو لائے۔

شیخ شادر کا بیان ہے کہ دربان کے خلیفہ کی مجلس سے اٹھنے اور خط لکھنے سے پہلے سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اے شادر تم اس مسجد کی طرف جاؤ جو کہ باب حلبہ میں ہے وہاں پر شیخ عدی کو پاؤ گے۔ ان کے ساتھ دو آدمی اور ہوں گے ان کو میری طرف بلاؤ۔ پھر مقبرہ شونیزی کی طرف جانا وہاں پر شیخ احمد رفاعی کو پاؤ گے اور ان کے ساتھ دو آدمی ہوں گے۔ ان کو بھی میری طرف بلا لانا۔

186۔ طبقات الاولیاء لابن ملقن، ص ۹۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

جب میں ظاہر حلبہ کی مسجد کی طرف گیا تو وہاں شیخ عدی کو پایا اور ان کے ساتھ دو افراد تھے۔ میں نے کہا: اے میرے سردار! شیخ عبد القادر کے حکم کو مانو۔ انہوں نے کہا بسر و چشم وہ سب کھڑے ہو گئے اور میں ان کے ساتھ ہو لیا تو مجھ کو شیخ عدی نے فرمایا: اے شادر! کیا شیخ احمد کی طرف نہیں جانا جب کہ تجھ کو شیخ نے حکم دیا ہے۔ میں نے کہا: ہاں جاتا ہوں۔ پھر میں مقبرہ شونیزی کی طرف آیا تو وہاں پر شیخ احمد کو پایا اور ان کے ساتھ دو افراد اور تھے۔ میں نے کہا: اے میرے سردار: شیخ عبد القادر کے حکم کو مانیئے۔ انہوں نے کہا: بسر و چشم۔ وہ کھڑے ہوئے اور مغرب کے وقت دونوں شیخ، شیخ عبد القادر کی رباط میں جمع ہو گئے۔ تب شیخ ان کے لیے کھڑے ہو گئے اور ان سے ملے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ خلیفہ کا دربان شیخ کی طرف آیا اور ان دونوں کو آپ کی خدمت میں پایا دربان خلیفہ کی طرف جلدی دوڑا اور جا کر خلیفہ کو اطلاع دی کہ تینوں حضرات ایک جگہ جمع ہیں۔ پھر خلیفہ نے شیخ کی طرف اپنے ہاتھ سے عریضہ لکھا کہ میں نے تشریف لانے کی درخواست کی تھی اور ان حضرات کی خدمت میں اپنے صاحبزادہ اور دربان کو بھیجا انہوں نے دعوت قبول کی اور تشریف لے گئے۔ شیخ نے مجھے بھی اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ جب ہم نہر کے کنارے پر پہنچے تو اتفاقاً شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں پر موجود تھے۔ یہ مشائخ ان سے ملے پھر وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیے۔ جب ہمیں ایک مکان میں لایا گیا تو ہم نے دیکھا کہ خلیفہ وہاں پر کھڑا ہے۔ کمر بندھی

ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ دو خادم ہیں اور گھر میں اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ پھر خلیفہ ان حضرات سے ملا اور ان سے عرض کیا کہ اے سردارو! بے شک بادشاہ جب رعایا پر گزرتے ہیں تو وہ ان کے لیے ریشمی کپڑا بچھاتے ہیں۔ تاکہ وہ اس پر چل کر آئیں۔ خلیفہ نے ان کے لیے اپنا دامن بچھایا اور ان حضرات سے درخواست کی اس پر چل کر تشریف لائیں۔ تب ان حضرات نے ایسا ہی کیا خلیفہ ہم کو سجے ہوئے دستر خوان کی طرف لے گیا۔ پھر سب بیٹھے اور سب نے کھانا کھایا۔ ہم نے بھی ان کے ساتھ کھایا۔

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی اور امام رفاعی کی
امام احمد بن حنبل کے مزار پر حاضری

واپسی میں تمام مشائخ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت کو آئے وہ رات بڑی اندھیری تھی شیخ عبد القادر جب پتھر یا لکڑی یا دیوار یا قبر پر سے گزرتے تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے۔ پھر وہ اس طرح روشن ہو جاتے جیسے چاند روشن ہے۔ وہ اسی کے نور میں چلتے یہاں تک کہ وہ روشنی ختم ہو جاتی۔ پھر شیخ دوسری چیز کی طرف اشارہ کرتے تو وہ روشن ہو جاتی۔ وہ اسی طرح نور میں چلتے رہے ان میں کوئی ایسا نہ تھا کہ شیخ عبد القادر سے بڑھے۔ یہاں تک کہ وہ امام احمد کی قبر پر آئے پھر چاروں شیوخ نے مزار کی زیارت کی ہم دروازہ پر کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ یہ تمام حضرات باہر نکلے اور جب ان سب نے جدا ہونے کا ارادہ کیا۔ تو شیخ عدی نے شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے کہا کہ مجھے آپ وصیت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو کتاب وسنت پر چلنے کی وصیت کرتا ہوں۔ [187]

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کا تمام اولیاء پر حکم الٰہی سے سرداری کا اعلان

امام شطنوفی مزید لکھتے ہیں:

شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن ابو الحسن اغرب بطائحی بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے حضرت سید احمد سے پوچھا کہ کیا شیخ عبد القادر جیلانی نے "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" (میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے) اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں اللہ کے حکم سے کہا ہے۔ [188]

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کے اعلان پر امام رفاعی کا سر تسلیم خم کرنا

امام شطنوفی مزید لکھتے ہیں:

امام احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کے بھانجے ابو الفرج عبد الرحیم اور ابو الحسن علی بیان کرتے ہیں کہ ہماری موجودگی میں سیدنا امام احمد الرفاعی علیہ نے امّ عَبیدَہ میں اپنی خانقاہ میں اپنی گردن کو جھکایا، تو ہم نے عرض کیا: حضرت آپ نے اس طرح کیوں کیا؟ فرمایا ابھی بغداد میں شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا ہے کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی

---

187 ۔ بہجۃ الاسرار، ص ۱۵۱، ۲۵۱۔ مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ فیصل آباد

188 ۔ بہجۃ الاسرار ص ۱۱، ومطبوعہ گیلانیہ فیصل آباد

گردنوں پر ہے۔ پھر ہمیں بغداد سے اطلاع ملی کہ آپ نے اسی وقت یہ بات کہی تھی۔[189]

شیخ عدی نے سچ کہا

امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی متوفی ۷۰۳ھ لکھتے ہیں:
شیخ ابو محمد یوسف بن مظفر صفار عاقولی بغدادی کا بیان ہے کہ میں ۵۵۶ھ کے آغاز میں شیخ عدی بن مسافر کی زیارت کے لیے گیا انہوں نے دریافت کیا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: میں بغداد سے آیا ہوں اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے متوسلین ومریدین میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا: واہ واہ وہ تو زمین کے قطب ہیں ایک ہی وقت میں زمین وفضا میں موجود تین سو اولیاء اللہ اور سات سو رجالِ غیب نے ان کے لیے اپنی گردنوں کو جھکا دیا تھا اور یہ اس وقت ہوا تھا جب انہوں نے کہا تھا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ شیخ ابو محمد عاقولی کہتے ہیں کہ یہ بات مجھے عجیب سی لگی، پھر جب میں کچھ عرصہ بعد امِّ عَبیدَہ میں حضرت امام احمد رفاعی کی زیارت کے لیے آیا تو میں نے ان سے اس بات کا تذکرہ کیا انہوں نے فرمایا: شیخ عدی نے سچ کہا ہے۔[190]

---

189 - بہجۃ الاسرار ص ۳، ومطبوعہ گیلانیہ فیصل آباد

190 - بہجۃ الاسرار، ص ۹، ومطبوعہ گیلانیہ فیصل آباد

سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کا امام رفاعی علیہ الرحمہ سے عشق کے متعلق سوال

شیخ محمد صادق شہابی متوفی ۱۲۵۵ھ لکھتے ہیں:

سید احمد کبیر رفاعی سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی منہ بولی بہن کے صاحبزادے تھے۔ حضور غوث الثقلین آپ کی والدہ ماجدہ کو ہمشیرہ کہہ کر بلاتے تھے۔ ایک دن آپ نے ایک خادم سید احمد کبیر کے پاس بھیجا اوران سے پوچھا "ماالعشق؟" یعنی عشق کیا ہے؟ سید صاحب نے یہ سن کر ایک جگر سوز آہ کھینچی اور فرمایا "العشق ناریحرق ماسوی اللہ" عشق ایک آگ ہے جو اللہ کے سوا سب کو جلاڈالتی ہے۔ یہ فرماتے ہی سید صاحب کے جسم سے ایک شعلہ نکلا جس نے سید صاحب کو اور جس درخت کے نیچے وہ بیٹھے تھے جلاکر راکھ کر دیا۔ پھر آپ کی راکھ پانی بن کر مثل برف جم گئی۔ خادم یہ حالت دیکھ کر بدحواس لوٹا اور سارا ماجرہ عرض کیا: آپ نے فرمایا: تو واپس جا اور اس جگہ اور وہاں کے اطراف کو عطریات اور بخورات سے خوب معطر کر انشاء اللہ سید صاحب اپنے جسم اطہر اور صورتِ اصل کی طرف لوٹ آئیں گے خادم نے اسی طرح کیا ایک ساعت نہ گزری تھی کہ سید احمد کبیر رفاعی کلمہ توحید پڑھتے ہوئے اٹھ بیٹھے۔ [191]

---

[191] ۔ مناقب غوثیہ، ص،۸۹،۹۰، مطبوعہ نورائی شریف سندھ، حیات المعظم، ص ۱۵۰، مطبوعہ حسن قادری، B-622 فیڈرل بی ایریا کراچی

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے

شیخ محمد صادق شہابی متوفی ۱۲۵۵ھ لکھتے ہیں:

جو ولی فنا در فنا کے مقام تک پہنچتا ہے پھر اپنے قالب عنصری کی طرف رجوع نہیں کر سکتا سوائے دو اولیاء کے ان میں ایک سید احمد کبیر رفاعی ہیں اور دوسرے زمانہ سابق میں گزرے ہیں۔ سرکار آپ کی مدح میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

کذا ابن الرفاعی کان منی   یسلك لی طریقی واشغالی

ترجمہ: اسی طرح ابن رفاعی مجھ ہی سے ہیں اور وہ میرے طریقے اور میرے معمولات پر عامل ہیں۔[192]

منصور الحلاج امام رفاعی اور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کی نظر میں

شیخ عادل مفرج بن نبہان شیبانی کا بیان ہے کہ میں حضرت سیدنا شیخ عبد القادر کی مجلس میں موجود تھا اور حاضرین میں شیخ علی الھیتی، اور شیخ علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ عنھما بھی تھے کہ بطائح کے ایک شخص نے آکر سیدنا عبد القادر جیلانی کو سلام کیا، سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے سلام کے جواب کے بعد اس سے حضرت سید احمد رفاعی کے بارے میں پوچھا اور ان کے مناقب اور کرامات کو بیان کرنے کا حکم

---

192 ۔ مناقب غوثیہ، ص،۸۹، ۹۰، مطبوعہ نورائی شریف سندھ، حیات المعظم، ص ۱۵۰، مطبوعہ حسن قادری، B-622 فیڈرل بی ایریا کراچی

دیا۔ یہ بطائحی بہت فصیح وماہر شخص تھا اس نے سید احمد رفاعی کے بہت سے مناقب اوران کی کرامات کو بیان کیا۔ اسی گفتگو میں" منصور الحلاج" کا ذکر آگیا۔ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے بطائحی سے پوچھا کہ سید احمد منصور بن حسین الحلاج کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ بطائحی نے عرض کیا کہ میرے آقا آپ منصور حسین الحلاج کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا: منصور بن حسین الحلاج پرواز کرنے والے عارف تھے۔ ان کی عقل ایسے گھونسلے سے اڑی جس کی صورت آسمان کی طرف تھی پھر اس نے فرشتوں کی صفوں کو چیر ڈالا لیکن ذات الٰہی کے جس نور کا انہوں نے مشاہدہ کیا تھا اس نور کو وہ وہاں نہ پاسکے چنانچہ وہ پھر پیچھے کی طرف پلٹ گئے لیکن ان کی حیرت میں حیرت انگیز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ پھر جب زمین پر ان کا نزول مکمل ہوا تو انہوں نے جو کہا وہ "سکر" کی زبان (وحالت) میں کہا اغیار نے اسے قابل مذمت سمجھا، پس مظہر حق حق کے ساتھ لپٹ گیا، بطائحی نے کہا کہ شیخین میں اختلاف ہو گیا ہے۔

ہمارے شیخ سید احمد فرماتے ہیں کہ میں اسے عارف (کامل) نہیں سمجھتا میرے نزدیک اس نے کچھ سرسراہٹ یا بھنبھناہٹ ہی سنی تھی کہ وہم اسے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف لے گیا جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہوا لیکن اس میں زیادہ خوف الٰہی پیدا نہ ہوا تو پھر وہ دھوکہ میں ہے۔ اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے "انا الحق" کہا اس نے اپنے وہم کی وجہ سے خطا کی اگر وہ (مکمل طور پر) حق پر پہنچ چکے ہوتے

تو "انا الحق" نہ کہتے۔

جب بطائحی یہ گفتگو کر چکا تو ابن الوراق نے کھڑے ہو کر کہا سید احمد کس طرح یہ کہتے ہیں؟

جب کہ سیدنا عبد القادر جیلانی جو کچھ کہتے ہیں وہ تم نے سن لیا ہے۔ اس پر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی جلال میں آگئے اور فرمانے لگے اے ابن الوراق بیٹھ جاؤ۔ اللہ کی قسم سید احمد اس زمانہ میں اولیاء پر اللہ حجت (ودلیل) ہیں اور اسی دستر خوان والے ہیں اے مسکین اپنی حد میں رہنے کو لازم کرلو ابن وراق بیٹھ گئے تو حاضرین نے ان کی خطا کی معافی چاہی۔ پھر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے حاضرین سے فرمایا کہ سید احمد کو بہت زیادہ فضیلت دی گئی ہے پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

هذا الذی سبق القوم الاولی　　　　واذا رأیته قلت هذا اخر الناس

یہی وہ ہے جس نے اگلوں پر سبقت حاصل کرلی ہے جب کہ تو اسے دیکھ کر کہے گا کہ یہ تو لوگوں میں آخری ہے [193]

193۔ معارف المحمدیہ، ص ۴۷،۴۶، مطبوعہ محمد آفندی مصطفی مصر

امیر المؤمنین کا امام رفاعی کو (نصیحت کے لئے) خط اور امام رفاعی کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر المؤمنین کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے اسوہ مبارکہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف راہ نمائی کرنے والے، عارف، زاہد، سید، شریف احمد بن ابو الحسن بطائحی علوی (الرفاعی) اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ مسلمانوں کو نفع پہنچائے۔

میں آپ سے اپنے خط کے جواب میں بہت سی نصیحتوں کا متمنی و خواہش مند ہوں کیونکہ مجھے آپ کی نصیحتوں کی بہت ضرورت ہے۔ کیوں ضرورت ہے؟ اس وجہ سے کہ مجھے کوئی شبہ نہیں ہے کہ ان شاء اللہ آپ کی نصیحتوں سے مجھے برکت حاصل ہو گی۔ تو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ پر منکشف وظاہر فرمایا ہے اس میں سے مجھے بھی بہت سی نصیحتیں فرمائیں۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ فی زمانہ (اسرار ورموز الٰہیہ کے) کشف واظہار کا مرکز و محور آپ ہی ہیں۔

آپ میرے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعا فرمائیں۔

مستنجد باللہ عباسی نے یہ خط اپنے حاجب ابن عماد (نصر بن عماد) کے ذریعہ سیدنا امام رفاعی علیہ الرحمہ کی خدمت سامیہ میں بھیجا تھا)

امام رفاعی کا مستنجد باللہ کو ناصحانہ جوابی خط

الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی سید خلقہ محمد عبدہ وحبیبہ ومصطفاہ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، درود وسلام ہوں تمام مخلوق کے سردار اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ اور محبوب بندے حضرت محمد ﷺ پر) امابعد۔

اللہ تعالیٰ کے محتاج (بندے) احمد بن حسن اللہ تعالیٰ اس کی نصرت ومدد فرمائے کی طرف سے مطاع، خلیفہ، امام، امیر المؤمنین مستنجد باللہ عباسی ہاشمی اللہ تعالیٰ اس کی ان چیزوں سے اعانت فرمائے جن سے وہ اپنے نیک وصالح بندوں کی اعانت ومساعدت فرماتا ہے۔

آپ کی طرف سے ہمیں نصیحت چاہنے کا خط ملا اور حدیث میں ہے، حضرت سیدنا تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے (کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) الدین النصیحة (دین خیر خواہی اور بھلائی کا نام ہے) اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو میں آپ کو نصیحت نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو برکتیں عطا فرمائے آپ جیسے کو نصیحت کرنے کی دو شرطیں ہیں۔

۱۔ نصیحت کرنے والے کا مخلص (وسچی نیت والا) ہونا۔

۲۔ اور (جس کو نصیحت کی گئی ہے اس کا) اپنے بھائی کی نصیحت کو عمل کی شرط کے ساتھ قبول کرنا، اللہ تعالیٰ اس کی توفیق کے ذریعہ تمھاری مدد فرمائے۔

اے امیر المؤمنین ! اگر آپ نے اپنی ذات پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کے احکام نافذ کر لئے تو اللہ تعالیٰ کی مملکت میں (جس کا ایک حصہ عارضی طور پر تمہارے زیر قبضہ واختیار ہے) تمہارے لکھے اور بنائے ہوئے احکام و قوانین (خود بخود) نافذ ہو جائیں گے۔ اور اگر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کو عظیم و برتر جانا اور رسول اللہ ﷺ کی (سیرت و معمولات) اقدس پر موجود رہے تو لوگ بھی تمہارے گورنروں اور حکومت کے کارندوں کو عظیم واہم سمجھیں گے۔

اے امیر المؤمنین ! آپ یہ نہ دیکھیں کہ یہ صفات (وخصائل) روم وایران کے مجوسی بادشاہوں کے اندر موجود نہیں تھیں اور اس کے باوجود وہ طاقت ور اور زور آور تھے۔ چونکہ وہ حق (وسچ) سے بے خبر تھے اس لئے ان کی بے خبری نے انہیں ان صفات (وخصائل) سے دور کر دیا تھا۔ وہ دنیا سے نزدیک تھے اور دنیا ان سے نزدیک تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے جس کا چاہا انہیں حاکم بنایا کیونکہ ان کی سیاست کا دارومدار (محض) ان کے دلوں کے ٹھنڈا ہونے اور ان کی طبیعتوں کے مطمئن ہونے پر (ہی) تھا۔ موت کے ذریعے ان کی زندگی کی رسی کٹنے تک ان کی حکومت ان کے دنیا کے پردہ (وحجاب) میں برقرار رہی۔ چونکہ ان کی سیاست ہمدردی اور گفتگو اور برتاؤ میں نرمی پر مبنی نہ تھی اس لئے لوگوں نے انہیں وہ کچھ کہا جو ان پر بہت زیادہ شاق وگراں گزرا اور ان پر ایک کے بعد دوسری جماعت کو مسلط (وغالب) کر دیا جنہوں نے

ان کی دنیا کو چھین لیا اور کافروں کا ٹھکانہ تو آگ ہی ہے۔

اے امیر المؤمنین! آپ (اسلامی) سرحدوں کی نگہبانی و محافظت کریں نیز ان تمام جانوں اور مالوں کی بھی دیکھ بھال رکھیں جن کے دیہاتوں، شہروں (اور دیگر علاقوں) تک مسلمان مجاہدین) کی تلواریں پہنچ چکی ہیں (یعنی آپ ذمیوں کے حقوق کی پاسداری کریں) سابق روش کی وجہ سے رعایا کو ایک زمانے کے بعد بھی آپ کے آنے کا کوئی علم نہیں ہے۔ زمین تمہارے لئے ہموار نہیں کی گئی ہے کہ جو تمہارے جی میں ہے تم وہی کر گزرو، زمین تو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے نفاذ ہی کے لئے ہے۔

آپ اپنے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہیں اور اپنے تمام کاموں میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعظیم (و پاسداری) کریں (جس وقت آپ نے یہ کر لیا) اس وقت آپ اللہ تعالیٰ کے (حفظ و) امان میں اور نبی ﷺ کے سایہ (رحمت) میں ہوں گے آپ کا حکم نافذ ہو گا آپ کی سلطنت و حکومت برقرار رہے گی اللہ تعالیٰ کے لشکر اور اس کے کلمات سے آپ کی نصرت و اعانت ہو گی (ولا تبدیل لکلمات اللہ [194]: اور اللہ تعالیٰ کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے ہیں۔

اے امیر المؤمنین پھر آپ اور اس گھر میں موجود آپ کے خویش و اقارب کو جو کچھ

194۔ یونس:٦٤

کھانے پینے، پہننے اوڑھنے اور سایا وآرام حاصل کرنے کے لئے حاصل ہوتا ہے اس کا حساب رکھیئے اور اتنی ہی مقدار کا جہاں بھر والوں کو (عطاو) میسر کیجئے۔ اور لوگوں پر ظلم وزیادتی کرنے سے گریز کیجئے اور جب شیطان آپ کو پھسلا دے اور ظلم وزیادتی کا وسوسہ ڈال کر آپ کو اس پر آمادہ کرے تو آپ اپنے نفس سے یہ سوال کریں کہ اگر آپ قیدی یا مظلوم ہوتے یا آپ پر جھوٹی تہمت لگی ہوتی تو آپ اپنے بادشاہ سے کیا آس وامید رکھتے؟

اور لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کریں جو سلوک آپ اپنے لئے چاہتے ہیں۔ اگر آپ نے یہ کرلیا تو پھر آپ نے نہ صرف مکمل عدل وانصاف کرلیا بلکہ آپ نے انسانیت کو اس کا حق بھی دیدیا۔

اور سمجھ لیجئے کہ جو مملکت حکومت اور اقتدار آپ کے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ملک میں سے بہت ہی معمولی حصہ ہے اور آپ بھی اس میں سے ایک چھوٹا سا جز ہیں۔ پھر اگر آپ نے اللہ تعالیٰ کو بھلا کر اپنے لئے کسی چیز کو دیکھا اور آپ وہ کچھ کرنے لگ گئے جو اس کی شرکت وبرابری کا گمان رکھنے والے کرتے ہیں تو پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کے حق کو فراموش کردیا، اس کی مخلوق کے ساتھ بدعہدی وبے وفائی کرلی، اللہ تعالیٰ آپ سے اپنی مدد اور مددگاروں کو واپس پھیر دے گا اور آپ کے لئے معزول ہونے والوں (اور گزر جانے والوں) میں عبرت ہے۔

اے امیر المؤمنین ! آپ ان کی طرف نہ دیکھیں جنہیں دنیا کی مشغولیت و مصروفیت نے اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب بندوں سے دور رکھا، جس طرح کہ لوگوں نے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مخاصمت و جھگڑا کیا اور دنیا کا اقتدار ان کے ہاتھوں سے چھیننے کی کوشش کی، اس لئے کہ یہ ایسی جماعت تھی جسے دنیا نے اس پر آمادہ کیا، اور لوگوں پر حاکم تو ان کے اعمال وافعال کے مماثل ومشابہ افراد ہی بنائے جاتے ہیں اور ہر ایک سے اس کے عمل کے متعلق پوچھا جائے گا (وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا) [195] اور آپ کا رب کسی ایک پر بھی ظلم نہیں فرماتا۔

اے امیر المؤمنین! آپ کا گھر وہی ہے جس میں آپ رہائش پذیر ہیں اور آپ کا لباس وہی ہے جسے آپ نے اوڑھ لیا، آپ کا کھانا وہی ہے جس سے آپ سیر ہو چکے ہیں (یا آپ تناول کر چکے ہیں) اور آپ کے (باقی) مال میں سے آپ کا کچھ بھی مال نہیں ہے۔ اور (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ) [196] ۔ آپ کو کسی چیز کا اختیار نہیں ہے۔ بے شک میرا رب (اپنی) ہر چاہت پر قادر ہے۔

ہاں آپ مہر لگانے والوں میں سے ایک مہر لگانے والے ہیں جو تصویروں کی روحوں پر

---

195 ۔ الکھف:۴۹

196 ۔ ال عمران:۱۲۸

مہر لگاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بلندی و پستی سے ہمکنار فرماتا ہے اور ملاتا وجدا فرماتا ہے۔ پھر اگر آپ نے "فَعَّالِ مُطْلَقْ" کے حضور اس کی اپنے بندوں کے لئے رکھی ہوئی شریعت کے حق شریعت کے آداب کی رعایت وخیال کیا تووہ آپ کو اجروثواب عنایت فرمائے گا، آپ کو اور آپ کے بعد آپ کے گھروالوں کو اپنی بخششوں کا محور و مرکز بنادے گا اور اگر آپ نے اس کے حکم کو فراموش کر کے اس کی مخلوق کی رداء عزت کو پامال کردیا تو پھر آپ ظالموں میں شمار ہوں گے۔ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ [197] اور ظالموں کے لئے کوئی بھی مددگار نہیں ہے۔

اے امیر المؤمنین! درست فہم ودانش اور اچھے ذوق والوں کے ارادے حق کی طرف مائل وراغب رہتے ہیں وہ عدل وانصاف اور احسان وکرم نوازی کے سائے میں پروان چڑھتے ہیں اور دین میں تو چھوٹے، بڑے، حاکم ومحکوم، آزاد وغلام سب برابر ہیں ان میں سے ہر ایک کا ایک معین مقام ومرتبہ ہے۔ ان کے درمیان اختلاف ونزاع کی آگ نہیں بھڑکانی چاہیے اور نہ ہی ان کے درمیان بداخلاقی والے بادشاہ کا فیصلہ کیا جانا چاہئے۔ عقل مند اور سمجھدار جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حفظ وامان میں رہتے ہیں اور اگر حاکم فیصلہ میں بہانہ بازی سے کوئی ایسی ظاہری صورت بنائیں جس میں باطل کو پوشیدہ رکھ لیں

197۔ بقرۃ:۲۷۰

اور (ظاہر کی بناپر) اسے عدل وانصاف پر مبنی فیصلہ قراردیں۔ (توپھر وہ اس آیت کامصداق ہیں) وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ [198] اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی لوگ فاسق ہیں پھر اگر حاکم باطل کوغالب رکھیں اوراس (باطل کے نفاذ) کے لئے کوئی ایسی شرعی راہ اپنالیں جس کے ذریعہ ان کاغلبہ وشوکت اس فیصلہ میں شامل ہوجائے تو ایسے حکام کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ [199] اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی لوگ ظالم ہیں) پھر اگر حاکم نے باطل کو غالب رکھا اوراس کے لئے اپنی ذاتی مرضی سے ایساراستہ گھڑا جس میں شریعت کوہلکا اور کمتر اوراپنے حکم کوبرتر سمجھتے ہوئے فیصلہ کیاتو ایسوں کے متعلق جبارو منتقم (رب) کا یہ فرمان ہے: وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ [200] اورجولوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے پس وہی لوگ کافرہیں۔

اے امیر المؤمنین! اعمال نامہ کے صفحات خالی ہاتھوں سے نہیں بھرتے اور کسی زندہ کی حفاظت صرف ایسی جامع مادی چیز سے ہی کاجاسکتی ہے جو دلوں کو آپس میں جوڑدے

---

198 ۔مائدہ:۴۷

199 ۔مائدہ:۴۵

200 ۔مائدہ:۴۴

اور جھگڑا، اختلاف اور تفرقہ کو ختم کردے۔ اللہ کی قسم یہ چیز تو صرف شریعت عالیہ اور سنت صحیحہ محمدیہ ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا وہ حکم ہے جس کو ظاہر وعیاں کرنے والے نے ظاہر وعیاں کیا ہے۔ اور اسی کے ذریعہ کمزور اپنے طاقت ور مخالف سے اپنا حق حاصل کرنے کی امید و آرزو رکھتا ہے۔

اے امیر المؤمنین! آپ جانتے ہیں کہ آپ کے چچازاد امیر المؤمنین، امام المسلمین حضرت (سیدنا) علی کرم اللہ وجھہ نے اپنے چچازاد سید المخلوقین ﷺ سے یہ حدیث نقل کی ہے: کہ صرف وہی جماعت عزت وغلبہ حاصل کرسکتی ہے جس میں بغیر کسی جھجک کے طاقتور سے کمزور کا حق لیا جاسکتا ہو۔ اللہ کی قسم یہی (درست) بات ہے۔

اے امیر المؤمنین! آپ (بزرگ صحابی) حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت سے بخوبی واقف ہیں کہ ایران وروم، مغرب وچین ہندوستان اور (اندلس کے) بربران سے کمخواب وریشم کے بچھونوں، شیشوں کے جاموں، نشان زدہ گھوڑوں، بلند وبالا کوٹھیوں اور سونا لگے کمانوں سے خوفزدہ نہیں ہوئے تھے (کہ یہ چیزیں تو ان کے پاس وافر مقدار میں موجود تھیں بلکہ وہ اس کے ذریعہ سے ہی اپنا رعب ودبدبہ قائم کرنا چاہتے تھے) وہ تو صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خالص عدل سے خوفزدہ تھے۔ اور انہوں نے ان کے بہادر ونڈر افراد کو قوی ومضبوط حکمت سے بے بس ولاجواب کردیا۔

آگاہ رہیئے ! یہ صرف آپ کے نبی، حکماء کے سردار، عقل مندوں کی دلیل وبرھان اور امام الانبیاء سیدنا محمد ﷺ کی شریعت ہی (کی برکت) ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے دل پر برکت وتوفیق والے الہام کی بارش فرمائے اور آپ کی حکومت واقتدار کو نیک وصالح اور حکمت وبہادری والے مدد گاروں سے مضبوط و مستحکم فرمائے۔

یہ بھی سمجھ لیجئے کہ حق ہر خاص وعام کے پہلو میں مخفی وپوشیدہ ہے خواہ وہ حق کو نافذ کرنے ولا ہو یا باطل کو۔ بعض اوقات وقتی طور پر آپ کی فرمانبرداری کرنے کے لئے آپ کا غلام اپنی زبان وہاتھ سے باطل پرستی میں آپ کا ہاتھ بٹاتا ہے (لیکن) خلوت وتنہائی میں وہ آپ کی مذمت کرتا ہے پھر اس کے بعد اس کے دل میں آپ کے لئے ناگواری بیٹھ جاتی ہے۔ پھر اس کے ہاں آپ کا تذکرہ عمدہ وشاندار نہیں ہو سکتا ہے اگرچہ کہ آپ اسے آزاد کر کے اس کے منصب ودرجہ کو بڑھادیں، یا پھر اسے منصب وزارت پر فائز کر دیں، خواہ وہ آپ سے زیادہ ہی باطل پرست کیوں نہ ہو اور حق کے معاملہ میں یہی اللہ تعالیٰ کا ایک مخفی راز ہے۔

اے محترم یہ بھی جان لیجئے کہ بادشاہوں کا لشکر ان کا عدل وانصاف ہے، ان کے نگہبان ومحافظ ان کے اعمال وافعال ہیں اور ان کی (کارکردگیوں اور) حالتوں کے رجسٹر واعمال نامے ان کے گورنر ومصاحبین ہیں اور یہ رجسٹر عام لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں تو آپ اپنے احوال وحالات (اور کارکردگیوں) کے رجسٹروں کو درست وسیدھا رکھیں۔

اپنے نگہبانوں کو مضبوط کریں اور اپنے لشکر کی تائید واعانت کریں۔ آپ عقل مندوں اور دینداروں کی رفاقت ومشاورت کو لازم رکھیں، سنگ دلوں، بدعہدوں اور گمراہوں سے دور رہیں کیونکہ یہی لوگ آپ کے دشمن ہیں۔ اپنی حکومت کو خواتین، بزدل وبے ہمت اور نوعمر افراد کے ساتھ کھیل کود سے محفوظ رکھو کیونکہ یہی پستی وزوال کے اسباب بنتے ہیں، جب آپ محبت کریں تو بھی آپ کا عمل انصاف کے حکم پر مبنی ہونا چاہئے حتی کہ آپ کسی غیر اہل کو آگے نہ بڑھائیں اور نہ ہی اہلیت کے بغیر کسی کو منصب دیں۔ آپ کی جگہ امن کی جگہ ہے۔ اس جگہ والے کی حرکت حق وسچ کے ساتھ ہونی چاہئے کسی غرض وفائدہ کے لئے نہیں ہونی چاہئے۔ جب آپ غضبناک ہوں تو معافی ودرگزر سے کام لیں آپ کا معافی ودرگزر میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ اور آپ کا اس طرح کا سلوک اور آپ کی نوازشات اہل دین اور اہل حکمت (ودانش) کے لئے (خاص طور پر) ہونی چاہئے۔ اور اسلام کے معاملہ میں آپ کو غیرت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ لوگوں میں سے حکومت کے مناصب کے لئے شریف الطبع بڑے عقل مند اور مختصر گفتگو اور رائے اور مستحکم دلیل رکھنے والے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو زیادہ جاننے والے کا انتخاب کیجئے۔ عدل وانصاف کے معاملہ میں مسلمان وکافر اور نیک وبد کے درمیان برابر کا سلوک رکھیں۔ دین اور اہل دین کی حرمت وعزت کی حفاظت کرتے رہیئے۔ اور ایسے نیک اعمال انجام دیتے رہیئے جن سے

آپ کی عاقبت اچھی ہو جائے جب کہ آپ کی آپ کے رب سے ملاقات ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا محافظ وولی ہے۔ بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس ہی کی طرف پلٹنے والے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ[201]

پھر حضرت سیدنا امام رفاعی نے خط کو ہاتھ میں لے کر یہ کہتے ہوئے کہ "یہ کچھ تو ہمارے بس میں تھا باقی ساری کی ساری بھلائی تو اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

امام رفاعی کے ناصحانہ خط پر عباسی خلیفہ مستنجد باللہ کی آہ وبکا

حاجب نے بغداد پہنچ کر جب یہ خط "خلیفہ رحمہ اللہ" کو دیا تو خلیفہ خط کو پڑھ کر رونے لگا۔ خلیفہ نے دوبارہ خط پڑھا تو کثرت گریہ کے باعث اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور خلیفہ کہنے لگا: اے کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتا پھر جب اس کا خوف زائل ہوا اور اس کی حالت اطمینان بخش ہو گئی تو وہ "حاجب" سے کہنے لگا: "اللہ کی قسم سید احمد کی زبان میں ان کے نانا (نبی) علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان کی گنگناہٹ ہے۔ بلاشک وشبہ اس زمانہ میں یہ شخص اللہ کے شہروں میں برکت ہے۔ پھر خلیفہ حاجب سے حضرت امام رفاعی کے اٹھنے بیٹھنے، پہننے، اوڑھنے، کھانے پینے اور گفت وشنید کے متعلق

201۔ الکلیات الاحمدیہ من کلمات الامام الرفاعی غوث البریہ، ص ۹۱ تا ۹۵، مطبوعہ مکتبہ الثقافۃ الدنیہ قاہرہ مصر

پوچھنے لگا جس قدر حاجب ان میں سے کچھ بیان کرتا خلیفہ ویسے ویسے اور روتا جاتا حتی کہ حاجب نے اپنی گفتگو کو ختم کرلیا۔

حاجب نے کچھ عرصہ بعد خلیفہ سے اُمّ عَبیدَہ میں امام رفاعی سے بیعت ہونے کے لیے جانے کی اجازت چاہی تو خلیفہ نے نہ صرف اجازت دی بلکہ بہت سارے تحائف اور مال بھی حاجب کے ہاتھوں روانہ کیا تاکہ امام رفاعی اس مال کو رواق کے فقراء میں تقسیم فرمادیں۔ خلیفہ نے قسم کھا کر کہا کہ یہ سارا کا سارا مال حلال (وطیب) ہے۔ حاجب نے اُمّ عَبیدَہ میں پہنچ کر تحائف ومال پیش کیا اور خلیفہ کی قسم کا بھی ذکر کیا امام رفاعی نے جملہ مال اور تحائف کو فقراء میں تقسیم کرنے کا حکم ارشاد فرمادیا۔ حاجب نے عرض کیا کہ اس میں سے کچھ حضرت اپنے گھر کے لئے بھی رکھ لیں، لیکن حضرت نے اسے اپنے گھر کے لئے رکھنے سے معذرت کرلی۔

پھر حاجب امام رفاعی سے بیعت ہوکر آپ کہ خاص محبین میں شامل ہوگیا۔ [202]

امام ابوالفضل شیخ علی الواسطی کا فرمان (استاذ سیدنا امام الرفاعی)

شیخ علی ابوالفضل بن محمد بن ابوبکر بن عبدالرحمن قرشی واسطی نے اپنی خلافت صرف حضرت سید احمد الرفاعی کو دی اپنے دیگر مریدین وتلامذہ میں سے کسی کو بھی اپنی خلافت

202۔ ارشاد المسلمین، ص ۴۷،۴۳،۳۶، المجالس الرفاعیہ، ص ۴۱ تا ۴۷۔ مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق، شام

سے سر فراز نہیں کیا۔ جب شیخ علی ابو الفضل کو اس پر ملامت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ پر لازم ہے کہ میں سید احمد کے علاوہ کسی دوسرے کو خلافت نہیں دوں کیونکہ سید احمد کی طرح کون صاحب شرف وفضیلت ہے جب کہ حضرت علی واسطی المعروف بابن القاری کے چالیس ہزار سے زیادہ اہل حال اور صاحب عرفان مریدین تھے۔ جب حضرت علی واسطی ان میں سے کسی ایک کو منازل سلوک کی انتہاء پر دیکھتے تو اسے سید احمد کے ہاتھ پر تجدید بیعت کرنے اور ان کی رفاقت کو لازم کر لینے کا حکم ارشاد فرماتے۔ ان سے عرض کیا جاتا کہ کیا آپ ہمارے مرشد نہیں ہیں؟ تو وہ فرماتے ہم تو جسموں کے مرشد ہیں اور سید احمد الرفاعی روحوں کے شیخ ہیں اور بعض اوقات فرماتے تھے اگر تقدیر کا لکھا ایسے نہ ہوتا تو میں سید احمد الرفاعی سے بیعت ہو کر ان کی رفاقت و مصاحبت کو لازم کر لیتا وہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے پوشیدہ خزانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں قرآن کے اسرار ودیعت فرما کر انہیں اپنے فضل وعنایت سے سر فراز کر کے نبی ﷺ کا نائب بنا دیا ہے۔ سید احمد کو اللہ تعالیٰ نے اس راستہ پر چلایا جس راستہ پر چلنے سے سالکین عاجز آ گئے اور گفتگو کرنے والوں کی زبانیں خاموش ہو گئیں اور اہل دعویٰ تفتیش محمدی کی بارگاہ میں گونگے ہو گئے۔ سید احمد نے اپنے نفس کو کم تر اور بے وقعت کر دیا تو انہیں عزت (دائمہ) مل گئی انہوں نے اپنے آپ کو پیچھے کر لیا تو وہ مقدم ہو گئے انہوں نے نفس کے دکھائے سناؤ اور اس کی انانیت کو مٹا دیا تو وہ ایسا نور بن گئے کہ جس سے روشنی

حاصل کی جاتی ہے۔ اور ایسی مضبوط و پر رونق چٹان بن گئے کہ جس کی طرف پناہ لی جاتی ہے اور بے شک وہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں بہت ہی عزت و مرتبہ والے ہیں ہم تو اس کے نام کے شیخ ہیں وہ اپنی حکمت کے باعث ہمارا بھی شیخ ہے اور زمانہ کا بھی شیخ ہے۔[203]

شیخ امام ابو شجاع شافعی کا فرمان

سید احمد الرفاعی، عالم جلیل، محدث، فقیہ، مفسر، عَلَم شامخ (بلند نشان) جبل راسخ (مضبوط پہاڑ) حافظ، قاری، مقری حجۃ عالی روایات بلند اجازات والے دین پر استقامت رکھنے والے، گمراہوں پر سخت، اہل اسلام پر نرم، ہشاش بشاش، حسن اخلاق عمدہ سلوک، شریں گفتگو والے تھے۔ ان کا مصاحب اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا تھا، مشقت برداشت کرنے والے، تکالیف پر صبر کرنے والے، سخی وفیاض، غصہ پی جانے والے اور شریعت کے سمندروں میں سے ایک سمندر تھے۔ اپنے زمانہ میں سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول ﷺ کے عالم اور ان پر عمل کرنے والے تھے۔ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار اور اپنے نانا سید نا رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے وارث تھے۔[204]

---

203 ۔ المعارف المحمدیہ، ص ۳۳، ۳۱، مطبوعہ محمد آفندی مصطفی مصر

204 ۔ المعارف المحمدیہ، ص ۴۵ ملخصاً، مطبوعہ محمد آفندی مصطفی مصر

قطب ربانی شہباز لامکانی حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کا فرمان

ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسین موصلی کے والد کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے ایک مرید نے ان سے حضرت سید احمد کبیر الرفاعی کے مقام کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اے فقیر! ان کی معرفتِ وصالِ الٰہی کی حد کسی شخص کو بھی معلوم نہیں ہے کیونکہ ان کا اخلاق سر تاپا شریعت اور کتاب اللہ ہے اور ان کا دل رب الارباب کے ساتھ مشغول ہے انہوں نے سب کو چھوڑ دیا تو سب کچھ پالیا۔ (یعنی انہوں نے ساری کائنات کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے چھوڑ دیا پھر جب انہوں نے رب کو پالیا تو ساری کائنات ان کی ہو گئی)۔ جو شخص ایسے متمکن و متصرف کو دیکھنا چاہتا ہو کہ طوفان بھی جسے حرکت نہ دے سکیں تو وہ امّ عَبیدَہ میں چلا جائے کہ وہاں پر موجود متمکن شخصیت کا مقام و مرتبہ تمام اولیاء سے بلند ہے اور اللہ تعالیٰ اس زمانہ پر رحمتیں نازل فرمائے جس میں ایسا نقاد و فاضل ہے۔ [205]

ولی کبیر سیدنا ابراہیم ہوازنی

میں سید احمد کبیر کی کیا تعریف کر سکتا ہوں ان کے متعلق مختصر بات یہ کہتا ہوں کہ ان کے جسم کا ہر بال ایک آنکھ بن چکا ہے جس کے ذریعہ وہ دائیں بائیں اور مشرق و مغرب میں دیکھتے ہیں، سید احمد نے اپنے تمام اوقات کو آداب بنالیا ہے اسی طرح انہوں نے

205۔ المعارف المحمدیہ ص ۴۶، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفیٰ البھیہ مصر

اپنے اعضاء میں سے ہر عضو کو ادب بنالیا ہے ان کے مرتبہ کی رفعت وبلندی کو سچے، جھوٹے، مدعی اور محققین سب جانتے ہیں ان کے تمام حرکات وسکنات احوال واطوار واضح دلائل ہیں ان کی ایسی نشانیاں چمک رہی جن سے ان کے دل کی پاکیزگی، راز کی بلندی، عہد کی وفاداری، وقت کی محافظت کرنا عوارض کی طرف توجہ کی کمی اغیار سے اعراض واجتناب اور مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت ومیلان ظاہر وعیاں ہے۔

حق یہ ہے کہ میں کہوں تمام اولیاء ان کے محتاج ہیں ان کے ولیمہ میں شریک ہیں اور ان کے صحن میں ہی اپنے سازوسامان کو اتارتے ہیں اور سید احمد ہر جگہ اور ہر حال میں ان سب کے شیخ ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے سرفراز فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ [206]

شیخ نظام الدین برقالی مدرس مستنصریہ بغداد کا فرمان:

سید احمد مشائخ کے امام سلطان وقت اور اپنے زمانے کے اہل اللہ کے سردار ہیں ہم نے جماعت (اولیاء) کے طبقات اور ان کے فضائل کا مطالعہ کیا لیکن صحابہ کرام اور ۱۲، اماموں کے بعد کسی بھی ولی کو اخلاق، تمکین وتصرف اور تحقیق میں سید احمد کے ہم پلہ نہیں پایا وہ اپنے نانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق واحوال میں (فنا) تھے۔ [207]

---

206 - معارف محمدیہ، ص ۴۷، مطبوعہ محمد آفندی مصطفی مصر

207 - المعارف المحمدیہ، ص ۷۳، مطبوعہ محمد آفندی مصطفی مصر

شیخ ہمام علی بن طری کا فرمان

ہمارے شیخ سید احمد یتیموں کے لئے والد تھے، مسکینوں اور بیواؤں کے لئے خوش اخلاق اور مدد کرنے والے سرپرست تھے۔ بے بسوں کے لئے مضبوط ٹھکانہ تھے، محتاجوں کے لئے پناہ گاہ تھے، قاصدین (حق، رب کے چاہنے والوں) کا کعبہ تھے، مہمانوں کے لئے چشمہ شیریں تھے، جو کہتے تھے وہی کرتے تھے، ان کا عمل کبھی بھی ان کے قول کے برخلاف نہیں ہوتا تھا۔ [208]

شیخ الاسلام ابو المعالی شیخ عبد السلام بن سلطان تقی الدین قلیبی شافعی (شاگرد و خلیفہ) متوفی ۶۵۸ھ کا فرمان ہے:

ہمارے شیخ امام الاولیاء سید الوقت سید احمد الرفاعی اپنے نانا رسول اللہ ﷺ کے اخلاق حسنہ کے پرتو تھے انہوں نے ہر معاملہ میں نبی ﷺ کی سنت کو تھامے رکھا۔

انہوں نے ہمہ وقت اپنی خواہشات نفس کو قدموں تلے روند کر شریعت کی ہی تائید کی ہے اور تمام امور و معاملات میں مکمل طور پر نبی ﷺ کے لائے ہوئے احکامات سے تمسک کیا ہے۔ شیخ عبد السلام نے شیخ اقطع سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہمارے شیخ سلطان الاولیاء والعارفین سید احمد بن الرفاعی رضی اللہ عنہ کا اخلاق ان کے نانا سید الوجود ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کا مظہر ہے ورنہ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ جیسا اخلاق

208۔ المعارف المحمدیہ، ص ۷۳، مطبوعہ محمد آفندی مصطفی مصر

کسی عام انسان کی طاقت و قوت سے باہر ہے۔ 209

امام ابو محمد عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان یافعی مکی متوفیٰ ۷۶۸ھ لکھتے ہیں:

شیخ شرف الدین بن عبد السمیع ہاشمی واسطی فرماتے ہیں:

آپ خاص و عام کے پیشوا اور ایسے قطب و غوث ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء پر نبی ﷺ کے دستِ شفا کو بوسہ دینے کی سعادت کے ذریعہ امتیاز عطا فرمایا ہے۔ آپ دست عطا و سخاوت اور بے شمار وان گنت کرامات کے مظہر ہیں۔ 210

امام شمس الدین احمد بن محمد بن ابو بکر بن خلکان متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں:

امام رفاعی علیہ الرحمہ کے عقیدت مندوں اور پیروکاروں میں فقراء کی ایک بہت بڑی جماعت تھی۔ فقراء و صوفیاء میں سے معروف جماعت رفاعیہ بطائحیہ آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ آپ کے پیروکاروں کے عجیب وانوکھے احوال ہیں۔ وہ دہکتے تنوروں میں اتر کر ان کی آگ بجھا دیتے ہیں۔ نیز اپنے ممالک میں شیروں پر سواری کرتے ہیں اس طرح اور اس سے مشابہت و مماثلت رکھنے والے دیگر کام بھی کرتے ہیں ان کے کچھ اجتماعات و عیدیں ہوتی ہیں۔ جن میں ان کے پاس ان گنت و بے شمار فقراء و معتقدین جمع

---

209 ۔ مراحل السالکین، ص ۱۴۸، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

210 ۔ مرآۃ الجنان، ج ۳، ص ۴۱۲، ملخصاً، مطبوعہ موسسۃ الاعلی للمطبوعات، بیروت لبنان

ہوتے ہیں۔ وہ ان سب کی جملہ ضروریات کا اہتمام کرتے ہیں۔[211]

امام یافعی فرماتے ہیں کہ میں نے (اس مقام پر) امام رفاعی کی ان گنت، بے شمار اور لاتعداد کرامات میں صرف ایک کرامت پر اکتفاء کیا ہے۔ آپ کے متبعین ومریدین کے بعض اجتماعات اور عیدیں ہوتی ہیں جن میں ان کے پاس بے حد وحساب فقراء اکھٹے ہوتے ہیں آپ کے متبعین ومریدین ان سب کے (کھانے پینے اور دیگر) معاملات کی مکمل نگرانی ونگہبانی کرتے ہیں۔ ان کے معاملات مشہور ومعروف ہیں یہاں تفصیل کے ساتھ ان کے تذکرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے مریدین متبعین اور معتقدین نے آپ کا بہترین وشاندار انداز میں تذکرہ کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام رفاعی اپنے تمام فقراء کے متعلق اچھا نظریہ وسوچ رکھتے تھے اور ان کے تمام احوال وکیفیات کو صحت ودرستگی پر محمول کرتے تھے، بعض لوگوں کا اس کے برعکس ذکر کرنا بداعتقادی اور طعن زنی پر مبنی ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے)

امام رفاعی کے محاسن وآداب اور عظیم کرامات ومناقب پر ائمہ اعلام میں سے سید جلیل المعروف ابن عبدالحسن واسطی کی بھی ایک تصنیف ہے۔[212]

211۔ وفیات الاعیان، ج۱، ص۱۷۱، مطبوعہ منشورات رضی قم ایران

212۔ مرآۃ الجنان، ج۳، ص۴۱۰ تا ۴۱۲، ملخصاً مطبوعہ موسسۃ الاعلی للمطبوعات بیروت لبنان

امام یافعی متوفی ۷۶۸ھ مزید لکھتے ہیں:

حیرت کی بات ہے کہ امام ذہبی نے حضرت شیخ الشیوخ تاج العارفین جن کی شہرت مشرق و مغرب کی افقوں پر چھائی ہوئی ہے ان کا اس قدر مختصر تعارف کرایا ہے۔

آپ عارف بنانے والوں کے امام، چمکدار و درخشاں انوار کے حامل، روشن و ظاہر کرامات، بلند و بالا مقامات اور انتہائی نورانی احوال و کیفیات سے متصف و مزین اور بے انتہاء فیوضات و برکات کے قاسم اور خواص و عوام کے درمیان فضائل و مناقب کے اعتبار سے مشہور و معروف ہیں۔

امام احمد بن ابوالحسن رفاعی کی کچھ کرامات و محاسن کا تذکرہ میں نے اپنی کتاب روض الریاحین میں بھی کیا ہے۔

مشائخ و فقراء میں سے آپ کے معتقد بعض علماء و فضلاء نے آپ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ آپ عارفین میں جلیل القدر محققین میں عظیم المرتبت مقربین کے پیشوا، بلند مقامات و مراتب روشن، تاباں احوال خوارق، عادات معاملات، پاکیزہ سانسوں اور پسندیدہ و شاندار نوازشات کے جامع، روشن و ظاہر کشف، قلب انور، سر اظہر، قدر و (منزلت) اکبر علوم و معارف واضحہ، حقائق ظاہرہ، لطائف شریفہ و نفیسہ، اور بلند ہمتوں اور ارادوں کے مالک، تصرف میں رسوخ و مہارت اور تقدم کے حامل، ناقد، احکام ولایت میں وسیع دسترس رکھنے والی ہستی تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ سے بہت سے بھلائی کے کام انجام دلوائے ان کے لیے حقیقتوں کو بدل ڈالا، ان سے بہت سے عجائب وانوکھے افعال و اعمال ظاہر ہوئے اور کرامتوں کا صدور و ظہور ہوا، بارگاہ احدیت میں وہ مجلس قرب سے سرفراز ہوئے۔ وہ خاص وعام کے ہاں مقام رفیع اور قبولیت عظیمہ ووقیعہ سے مشرف ہیں ان کے ذکر سے اطراف واکناف عالم اور آفاق مہک چکے ہیں، ان سے کامیابی وکامرانی کا نور چمک اٹھا ہے جہاں میں ان کی نیک نامی وشہرت اس طرح پھیل چکی ہے جس طرح ہواؤں سے آگ پھیل جاتی ہے۔[213]

شیخ ابوالفرج عمر فاروثی رحمہ اللہ کا فرمان

شیخ الاسلام امام عزالدین فاروثی قدس سرہ کا بیان ہے کہ میرے دادا شیخ ابوالفرج عمر فاروثی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا سید احمد کے لئے اضداد کو جمع فرمادیا تھا۔ دنیا تابع ہو کر ان کے پاس آئی تو انہوں نے دنیا کو لوگوں پر خرچ کرڈالا اور اپنی پاکیزہ ذات کو نبی ﷺ کی سیرت مبارکہ کے مطابق دنیا سے الگ تھلگ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت واحترام کے انتہائی بلند مرتبہ پر فائز فرمایا حتی کہ ان کے حضور خلفاء بھی عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے تھے۔ فارس وواسط کے بادشاہوں پر ان کی ہیبت طاری تھی۔ اولیاء وعلماء ان کی بارگاہ میں خشوع خضوع سے حاضر ہوتے تھے۔

213۔ مرآۃ الجنان، ج ۳، ص ۴۱۰، مطبوعہ موسسۃ الاعلیٰ للمطبوعات بیروت لبنان

حالانکہ آپ ذاتی طور پر انتہائی تذلل وانکسار والے تھے۔ مہمانوں کی خدمت کرتے تھے، جوتے سیتے تھے، علماء وفقہاء کا احترام کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ امت کے ستون اور اس کے قائد ہیں۔ اسی طرح مشائخ کو جلیل و عظیم سمجھتے تھے ان کا بے حد احترام کرتے اور فرماتے تھے یہ سردار اور کامیابی کے لشکر ہیں۔ نیک لوگوں کی بہت زیادہ تعریف کرتے تھے اور فقراء کو ان کی محبت والفت کی ترغیب دیتے تھے۔ دین کے بڑے پابند، گم راہوں پر سخت اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کے ارتکاب پر انتہائی نفرت وبیزاری والے دکھائی دیتے۔ مبتدعین کے لئے سیف قاطع تھے۔ جب آپ یہ دیکھتے کہ سنت چھوٹ رہی ہے اور بدعت غلبہ پا رہی ہے تو آپ اس قدر غضب ناک ہوتے کہ کوئی بھی آپ کے سامنے نہ آسکتا تھا۔ آپ فرماتے تھے: جو قوم بھی سنت کو معمولی سمجھتے ہوئے بدعت اور اہل بدعت کو مہلت دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دشمن کو مسلط فرما دیتا ہے وہ انہیں عزت کے باوجود ذلت سے ہمکنار کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو مالداری کے باوجود محتاجی کا کڑوا گھونٹ چکھاتا ہے اور قوت کے ہوتے ہوئے بھی کمزور کر دیتا ہے ان کے درمیان مقصد میں اختلاف پیدا فرما دیتا ہے اور انہیں اصلاح کے معاملہ میں حیرانگی کا شکار کر دیتا ہے۔ اور جو قوم بھی سنت کی نصرت ومدد کرتی ہے بدعت اور اہل بدعت کا قلع قمع کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں سے ہیبت ودبدبہ عنایت فرماتا ہے ان کی بے چینی کے وقت ان کی مدد فرماتا ہے اور ان کو مقصد پر مجتمع

فرمادیتا ہے۔

آپ چاہتے تھے کہ مسلمان دلی طور پر مسلم حاکم پر متفق رہیں۔ آپ کا نظریہ حکام وامراء کی پیروی تھا آپ فتنہ اور بغاوت کو ناپسند کرتے تھے۔ آپ حق پر ہی قائم رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے محبت کرتے تھے اسی کے لئے بغض رکھتے۔ آپ کے تمام احوال، اعمال اور حرکات وسکنات اللہ تعالیٰ کے لئے ہی تھیں۔ آپ کا چہرہ، دست (ہاتھ) زباں اور قلب مبارک تھے۔ جس نے بھی آپ کو دیکھا، گفتگو کی، آپ کو چھوا اور آپ کی طرف دل سے متوجہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی برکتیں اس پر سورج کی طرح عیاں ہو گئیں۔

آپ محمدی القدم اور مشرب تھے۔ طور اور حال والے تھے نہ تو مشدد تھے نہ ہی حد سے زیادہ آزاد آپ متوسط اور معتدل راہ پر چلتے تھے۔ جب آپ پر حق واضح ہو جاتا تو آپ اپنے گھر والوں کو، اولاد کو حتیٰ کہ اپنی ذات کو بھی چھوڑ دیتے تھے اور حق کی پیروی کرتے۔ آپ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ہمارے نزدیک اجنبی اور رشتہ دار برابر ہیں اور جو اپنی خواہش نفس کی وجہ سے مکمل طور پر حق کی پیروی نہیں کرتا وہ گم راہی کے مکان میں ہے۔ آپ فرماتے تھے انصاف ہی کی وجہ سے حضرت عمر فاروق کا نام فاروق رکھا گیا۔ میرا سلسلہ بدعت کے بغیر دین، سستی اور کاہلی کے بغیر عمل، فساد و بگاڑ سے پاک نیت، غلط بیانی کی آمیزش سے مبرا سچائی، دکھاوے سے منزہ حال اور دعوی

کے بغیر مقام اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنے کا نام ہے۔[214]

مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا فرمان

شیخ الاسلام سید جلال الدین بخاری المعروف مخدوم جہانیاں جہاں گشت متوفی ۷۸۵ھ / ۱۳۸۴ء لکھتے ہیں:

بطائح شہر کے متعلق خواجہ دوعالم سبب وجود حوا و آدم، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت سلطان احمد کبیر کی مرید ہو گی، بطائح شہر میں سلطان احمد کبیر کی اولاد ہی سجادہ نشین اور مشغول حق ہے۔ روئے زمین کے بادشاہ ان کے حضور ادب واحترام سے پیشانیوں کو جھکاتے ہیں اور ان سے دین ودنیا میں نصرت و مدد چاہتے ہیں۔ واضح ہو کہ خشکی اور تری کے تمام لوگ بغداد میں آرام فرما سید احمد کبیر کے مرید ہیں۔ وہ جس وقت آسمان کی طرف نظر (نگاہ) اٹھاتے تھے تو ساق عرش تک دیکھتے اور جب زمین کی طرف دیکھتے تو تحت الثریٰ تک دیکھتے۔ یہ فقیر بھی (بطائح میں آپ کے مزار اور آپ کے جانشین کی) زیارت سے مشرف ہوا ہے۔[215]

214ھ۔ مراحل السالکین، ص ۱۵۱ تا ۱۵۳، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

215ے۔ سفر نامہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت، ص ۱۱۸، مفہوماً، مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کورنگی، کراچی

شیخ ابو بکر بن یحییٰ واسطی انصاری کا فرمان

یاواحد الخلق بالافعال والکرم   واوجز الناس بالتبیان والحکم

اے مخلوق میں اعمال وسخاوت کے اعتبار سے منفرد، اور لوگوں میں انتہائی تھوڑے الفاظ سے (اپنے مقصود کی) وضاحت کرنے والے اور حکمت کی باتیں بتانے والے۔

یامن ایادیہ لاتحصی مواھبھا   یااحمد الناس من عرب ومن عجم

اے وہ ذات کے جس کے ہاتھوں کی عطائیں حد شمار سے باہر ہیں۔ اے عرب و عجم کے لوگوں میں سب سے زیادہ (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی) حمد وثنا کرنے والے۔

یامن اذاقال قولاوحمی حرما   وفی بمیثاقہ والعھد والذمم

اے وہ ذات جس نے جب کچھ یا کسی محترم چیز کی حفاظت کی ذمہ داری لی تو اپنے عہد ،وعدہ اور پیمان وذمہ داری کو پورا کیا۔

انت الذی عطر الاکوان مخبرہ   وضم للفضل حسن الخلق والشیم

آپ ہی وہ شخصیت ہیں جن کے فرمودات سے سارے جہاں مہک اٹھے ہیں اس کے ساتھ آپ کا حسن اخلاق اور اچھی عادات آپ کی اضافی خصوصیات ہیں۔[216]

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں:

الامام، القدوۃ، العابد، الزاھد، شیخ العارفین ابوالعباس احمد بن ابو الحسن

216۔ مراحل السالکین، ص ۱۸۸، مطبوعہ دارالبیروتی حلبونی دمشق شام

الرفاعی کان کثیر الاستغفار عالی المقدار ، رقیق القلب غزیر الاخلاص [217]

امام احمد رفاعی ان ائمہ میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر حجت بنایا ہے۔ تحقیق علم حال میں وہ اس طریق کے رکن ہیں۔ اس شان کے وہ ایک فرد ہیں۔ اس کے سرداروں کے امام ہیں۔ داعیوں اور ہادیوں کے پیشوا ہیں۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جو کہ اپنے احوال پر غالب اور اپنے اسرار کے مالک ہیں۔ اپنی مراد پر غالب آئے ہیں۔ اپنی مراد اور معاملے پر صحت زہد، کثرت حلم، شدت تواضع ،بڑے ایثار اور گمنامی نفس کے ساتھ غالب ہوئے۔ ان کو ان صفات میں بہ طور مثال پیش کیا جاتا ہے۔ ان جیسوں کی طرف امیدیں بندھتی ہیں۔ سواریاں تیار کی جاتی ہیں اور بعض کی تو عمریں فنا ہو جاتی ہیں اور کوئی تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کو ان کی محبت سے اور سینوں کو ان کی ہیبت سے بھر دیا اور نفوس کو ان کے ارادے کی طرف کھینچا ۔ان کا ذکر تمام اطراف میں پھیل گیا ۔زمانہ ان کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ پھر لوگوں میں ان کا ذکر اس طرح پھیلا جس طرح کہ آگ ہوا کے ساتھ پھیل جاتی ہے اور جہاں میں ایسے بلند ہوا جیسے صبح کے وقت عمدہ فضا بلند ہوتی ہے۔ علوم طریق کی ریاست کی انتہاء انہی پر ہے۔ انہوں نے احوال قوم کی شرح کی۔ ان کے منازل کی مشکلات کو کھولا۔ انہیں کے سبب مریدوں کی تربیت سے بطائح سرسبز ہوا۔ اس طریق

---

217 ۔ سیر اعلام النبلاء، ملخصاً، ص ۳۸ تا ۴۰، مطبوعہ دار الکتب علمیہ بیروت

کے بڑے بڑے علماء نے ان کی صحبت میں رہ کر طریقت و معرفت کی منزلوں کو مکمل کیا ۔صاحب احوال صادقہ کے ان گنت و بے شمار لوگوں نے ان کی شاگردی اختیار کی ہر طرف سے ایک بڑا عالم ان کی طرف منسوب ہے اور جہاں بھر سے ایک جم غفیر ان کا تابع ہوا ہے۔

مشائخ و علماء وغیرہ نے ان کی بزرگی و عظمت کو آنکھ سے دیکھا ہے۔ لوگوں نے ان کی عزت و حرمت کی گواہی دی ہے اور چاروں طرف سے ان کی زیارت کا قصد کیا گیا ہے۔ وہ عمدہ اخلاق، اشرف صفات اور اکمل آداب کے مالک تھے۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مناقب و فضائل جمع کر دیئے تھے۔ خلائق کی زبان پر ان کا کلام عالی تھا اس میں سے یہ ہے۔

امام حافظ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفیٰ ۱۳۵۰ھ لکھتے ہیں:

احد الاقطاب الاربعة الذین اجمعت الامة علی جلالتهم وانهم ارکان الولایة العظمیٰ۔

امام رفاعی ان چار اقطاب میں سے ایک ہیں جن کی عظمت و جلالت پر امت کا اتفاق ہے کہ یہی ولایت عظمیٰ کے ارکان ہیں۔ [218]

218۔ جامع کرامات الاولیائ، ج ۱، ص ۴۳۷، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حافظ عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ فرماتے ہیں:

السید الشریف الشهیر القطب الزاهد الکبیر احد الاولیاء والمشاهیر [219]

امام رفاعی غوث اکبر قطب اشہد اور ارکان طریقت اور ان ائمہ عارفین میں سے ایک ہیں جن کی امامت پر امت کا اجماع ہے اور امت آپ کی بے شمار کرامات کی معتقد ہے۔ نیز فرماتے ہیں امام رفاعی سردار، سید، صاحب شہرت قطب، عظیم زاہد اور مشاہیر اولیاء میں سے ایک ہیں۔

حافظ شمس الدین محمد بن عبد اللہ الجزری متوفیٰ ۶۶۰ھ لکھتے ہیں: آپ دو واسطوں سے امام رفاعی سے بیعت تھے:

ابو العباس احمد بن ابو الحسن علی الرفاعی استاذ الطائفة المشهورة کان من حقه التقديم فانه اوحد وقته حالا وصلاحا، فقيها شافعيا [220]

ابو العباس احمد بن ابو الحسن علی رفاعی مشہور سلسلہ و گروہ کے استاد و موسس ہیں۔ پیشوائی ان کا استحقاق ہے کیونکہ وہ حالت و کیفیت اور صلاح و پرہیز گاری میں اپنے زمانہ میں یکتا و منفرد تھے، فقیہ تھے اور شافعی فقہ کے پیروکار تھے۔

219۔ جامع کرامات اولیاء ج ۱، ص ۴۴۱، مطبوعہ دار الکتب العصریہ

220۔ مناقب الاسد الغالب ابی الحسن علی بن ابی طالب ص ۱۰۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

امام صفی الدین عبدالرحمن بن حسین دمشقی متوفی ۷۷۶ھ فرماتے ہیں:

امام رفاعی علیہ الرحمہ کی انوکھی شان تھی آپ سجادہ پر شیخ عارف اور مربی منبر پر واعظ، حکیم اور عالم خلوتوں کے شوقین اپنے احباب اور زیارت کرنے والوں کے درمیان فقیر اور متواضع دنیاداروں کے سامنے بارعب اور پُر وقار حیثیت رکھنے والی ہستی تھی۔

آپ کئی علوم کے ماہر، سمجھانے اور گفتگو کرنے میں شیریں انداز رکھنے والے زاہد، یکتا قانون شرع کے پابند پیروکار، اپنے آپ کو دنیا اور دنیاداروں سے جدا رکھنے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدی سید احمد کو وہبی طور پر علم و حکمت کرامت و فراست اور یقین سے نوازا تھا۔ [221]

شیخ الاسلام ابوالمفاخر محمد بن السراج دمشقی فرماتے ہیں:

امام رفاعی ان اکابر اولیاء اعاظم محققین اور ائمہ ناسکین وعابدین میں سے ہیں جو سالکین کے لئے پیشوا اور رول ماڈل کی حیثیت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار غیوبات سے گویا کیا اور مختلف مستور اشیاء کو آپ نے اپنے کشف کے آفتاب سے عیاں وظاہر کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخلوق میں حاکم بنادیا آپ لوگوں پر اللہ کی حجت ودلیل تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ سے سرکشوں اور معاندوں کے شبہات کو دور فرمادیا اور آپ کو اس قدر قبولیت سے سرفراز فرمایا کہ عوام وخواص سب پر آپ کی ہیبت ودبدبہ طاری رہتا تھا

---

[221] ۔ الروض النضیر، راحۃ الارواح، ص ۵۶، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ

آپ گروہ صوفیاء کے ایک رکن علم و عمل زہد و تحقیق اور کشف وبیان میں ائمہ اعلام میں سے اور باطن کے طریقہ محمدیہ کہ اس عظیم الشان کام اور اس رفیع وبلند راستہ کے مایہ ناز مشائخ میں سے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بعض ایسی صفات سے سرفراز کیا جو آپ کے علاوہ بہت کم افراد کو ملی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی محبت سے لوگوں کے دلوں کو سرشار فرمادیا ان کے قلوب واذہان کو آپ کی (امام رفاعی) کی چاہت والفت میں مستغرق کر دیا۔ جہاں بھر میں آپ کا ذکر پھیل گیا موافقین ومخالفین پر آپ کو تقدم وبرتری حاصل رہی۔ اطاعت گزار اور نافرمان آپ ہی کی طرف لپکے۔ ایک جہاں نے آپ سے نفع حاصل کیا۔ آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے راضی رہنے والوں، اس پر توکل کرنے والوں اور مخلوق سے کٹ کر اسی کے ہو جانے والوں کے طرز زندگی کی تجدید ہو گئی۔[222]

شیخ امام علی بن ادریس فرماتے ہیں:

امام رفاعی کو کسی ایک نے بھی نہیں پہچانا اور کوئی بھی آپ کی تعریف وتوصیف نہیں کر سکتا اس لئے کہ ان کے علاوہ تمام اولیاء اللہ کے مراتب ومقامات پہچان لئے گئے ہیں اور ان کا مقام ومرتبہ اس لئے معلوم نہیں کہ یہ مکمل طور پر اپنے نانا کے اخلاق سے متمسک ومزین ہیں یہی وجہ ہے کہ ظاہر وباطن میں اللہ تعالیٰ آپ کا ہے اور یہ آپ ہی

222۔ راحۃ الارواح، ص ۵۵، ۵۴، ملخصاً، مطبوعہ دار الکتب

کانصیب وحصہ ہے۔ [223]

شیخ ابو منذر متدارجی کا فرمان:

شیخ ابو منذر متدارجی رحمہ اللہ سے جب حضرت امام رفاعی کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

امام رفاعی اپنے زمانہ کے اولیاء میں قدر و منزلت میں سب سے بڑے تھے۔ پہلے آپ زمین میں قطب الاقطاب کے درجہ پر فائز تھے پھر آسمانوں میں قطب الاقطاب ہوئے پھر ساتوں آسمان، آپ کے قدموں میں پازیب کی طرح تھے پھر ہمیں معلوم نہیں کہ آپ کہاں تک پہنچے۔ [224]

شیخ ابو منذر رحمہ اللہ نے مزید فرمایا: میں تمہارے سامنے امام رفاعی کے احوال و مراتب بیان نہیں کر سکتا، آپ کے مریدین و معتقدین نے اصرار کیا تو حضرت ابو منذر نے فرمایا: ان کی مختصر فضیلت میں، میں تم سے کیا کہوں وہ ایسے شخص تھے کہ جنہوں نے کبھی اپنی فضیلت و مرتبہ کا اعتراف نہیں کیا اور نہ ہی ان کے دل میں اللہ جل وعلا کے سواء کوئی خیال گزرا نہ ہی کسی دن انہوں نے دنیا کی راحتوں سے لطف اندوز ہونے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی جو قدر و منزلت ہے اس کی کوئی حد نہیں

---

223 ۔ راحۃ الارواح، ص ۵٦، ملخصاً، مطبوعہ دار الکتب

224 ۔ راحۃ الارواح، ص ٦١، ملخصاً، مطبوعہ دار الکتب

ہے۔ امام رفاعی اس راستہ پر چلے جس راستہ پر کوئی ایک بھی نہیں چلا جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے مراتب ودرجات میں اضافہ ہوتا گیا ویسے ہی اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کی مسکینی، عاجزی اور انکساری میں اضافہ ہوتا چلا گیا اسی طرح مخلوق کے لئے بھی آپ کی منکسر مزاجی بڑھتی رہی۔ 225

حضرت شیخ امام عبدالغفار قوصی کا فرمان:

ذللنا لکم حقا فصرنا اعزة
ولا عجب ان یوجد العز فی الذل

وصرت لکم عبدا فصرت محررا
ولا ذل فی عبد لعبد کم مثلی

وحسن کان عبد العبد عبد لعبد کم
فقد فاخر السادات فی البعد والقبل

ہم نے آپ کے حضور عاجزی اختیار کی تو ہمیں عزت مل گئی اور کوئی انوکھی بات نہیں ہے کہ عاجزی وانکساری میں ہی عزت پائی جائے میں آپ کا غلام بنا تو مجھے آزادی مل گئی میرے جیسے کی آپ کے لئے جو غلامی ہے ایسی غلامی میں کوئی عار نہیں ہے اور جو غلام کا غلام ہو وہ آپ کے غلام کا ہی غلام ہو گیا وہ پہلے اور بعد والے سرداروں اور آقاؤں کے لئے باعث فخر ہو گیا۔

امام قوصی مزید فرماتے ہیں کہ ہم ان کے مکمل احوال کا احاطہ نہیں کر سکتے پھر جو آپ کی عاجزی وانکساری تھی اس کے حصول سے تو بڑے بڑے صاحب کمال عاجز و قاصر رہے

225۔ راحۃ الارواح، ص ۵۸، ملخصا، مطبوعہ دار الکتب

اگر ہم امام رفاعی کے فضائل وکمالات بیان کریں تو کئی کتابیں کم پڑ جائیں گی۔ اس قدر حصہ کے ذکر کرنے سے ہمارا مقصود محض شوق ورغبت پیدا کرنا ہے ممکن ہے اللہ جسے چاہے ان کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔ [226]

امام ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی متوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں:

شیخ احمد بن ابی الحسین الرفاعی رضی اللہ عنہ علوم طریقت جماعت صوفیاء کے احوال کی شرح وتوضیح اور ان کے منازل ومقامات کی مشکلات حل کرنے کی سرداری وپیشوائی آپ پر ختم ہے۔ ایک بڑی جماعت نے آپ کی صحبت سے فیض یابی حاصل کی اور ان گنت مخلوق نے آپ کے سامنے زانو تلمذ طے کیا۔ مشائخ وعلماء آپ کے تذکرہ میں آپ کے محاسن وخوبیاں بیان کرتے ہیں۔ آپ اپنے احوال وکیفیات پر غالب اپنے اسرار کو قابو میں رکھنے والوں میں سے ایک ہیں اہل حقیقت کے ہاں آپ کے ملفوظات وفرمودات بڑی قدر منزلت کے حامل ہیں۔ [227]

امام ابن حماد حنفی کا فرمان:

امام رفاعی شیخ، زاہد قدوہ اور شافعی فقیہ تھے آپ کے اشعار بھی عمدہ ہیں۔

226۔ راحۃ الارواح، ص ۵۸، ملخصاً، مطبوعہ دارالکتب

227۔ طبقات، امام شعرانی، ص ۲۰۰، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

شیخ احمد فرید مزیدی لکھتے ہیں:

سندنا و مولانا ابو العباس امام احمد بن علی الرفاعی قدس سرہ العزیز ونفعنا بمحبتہ غوث اور وقت کے قطب تھے شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ آپ حقیقت کے علم بردار اور محبین کے لئے آفتاب ہدایت تھے۔ آپ ایسا خزانہ تھے جس سے سارے مسافر نفع اٹھاتے تھے سادات واصلین میں آپ کا مقام منفرد و یکتا تھا آپ اپنے زمانہ و وقت کے یگانہ روزگار تھے۔ 228

مفتی اعظم شام شیخ احمد کفتارو علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

تاج العارفین، شیخ الشیوخ، صدر المقربین، قطب الاولیاء، امام الاصفیاء ابو العباس احمد بن ابو الحسن الرفاعی، جن کی فضیلت و شرف پر حفاظ و اکابرین کا اجماع ہے انہوں نے اپنی سبقت کے جھنڈے لہرا دیئے ہیں۔ وہ شریعت پر استقامت میں ایک بلند پہاڑ کی مانند مضبوط تھے ان کی کتاب و حکمت کی تعلیم اور تزکیہ نفس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے (بے شمار مخلوق کو نفع پہنچایا) اس قدر لوگوں کو نفع پہنچا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا، ان کے تلامذہ کا بھی اسلام پھیلانے میں بہت بڑا حصہ ہے۔ 229

---

228 ۔ حالۃ اہل الحقیقۃ مع اللہ تعالیٰ، ص ۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

229 ۔ الصوفیہ والتصوف، ص ۸۴، مطبوعہ سیفیہ، باڑہ، پشاور

امام احمد رضا خان بن تقی علی خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

"حضرت عظیم البرکت سیدنا سید احمد کبیر رفاعی قدسنا اللہ بسرہ الکریم بیشک اکابر اولیاء واعاظم محبوبان خدا سے ہیں"۔

پھر امام شطنوفی علیہ الرحمہ کے حوالے سے آپ کے القابات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یوں ہی دوورق میں اس جناب رفعت قباب کے مراتب عالیہ ومناقب سامیہ وکرامات بدیعہ وفضائل رفیعہ ذکر فرماتے ہیں۔ ۵۶۴ھ میں حضرت علی بن ہیتی کے وصال کے بعد حضرت سید رفاعی قطب ہوئے اور ۵۷۸ھ میں وصال ہوا"۔[230]

شیخ ظفر احمد عثمانی متوفی ۱۳۹۴ھ لکھتے ہیں:

حضرت غوث مقدم، قطب معظم حجۃ الاسلام، ملجاء الخواص والعوام، صاحب الخوارق الجلیلہ والمآثر الجمیلہ سیدنا الشیخ الکبیر سید احمد رفاعی قدس سرہ کا۔[231]

230۔ فتاویٰ رضویہ ج ۲۸، ص ۳۶۹ تا ۳۷۲ ملخصاً۔ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اندرون لاہور

231۔ البنیان المشید، ص ۳۸، مطبوعہ ادارہ اسلامیات اردو بازار لاہور

امام رفاعی کی فضیلت میں مبشرات منامیہ

امام ابو بکر شر بلی واسطی کا خواب

امام سید محمد مہدی بہاء الدین الرواس متوفی ۱۲۸۷ھ لکھتے ہیں:

امام ابو بکر شر بلی واسطی نبی ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اے اللہ کے حبیب! آپ پر لاکھوں درود اور سلام ہوں: میں آپ کے صاحبزادے سید احمد الرفاعی سے محبت کرتا ہوں کیا آپ میرے اس عمل سے خوش ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ جو شخص میرے صاحبزادے سید احمد سے محبت رکھتا ہے وہ دنیا اور آخرت میں رسوا نہیں ہو گا اور وہ میرے ساتھ قدرت والے مالک کے پاس سچے ٹھکانہ میں ہو گا۔ [232]

شیخ کبیر احمد ارزق انصاری کا خواب

شیخ کبیر احمد ارزق انصاری ایک مرتبہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو ان کی قدم بوسی کے بعد عرض کیا: اے نبی ﷺ کے چچازاد! یہ مبارک قافلہ کہاں جارہا ہے؟ فرمایا: امّ عَبیدہ میں اِجبہ کے گھر اپنے بیٹے شمس العرفان احمد الرفاعی کو دیکھنے جارہا ہے۔ اے احمد ارزق: عرش ہمتوں اور ارادوں کا قبلہ ہے کعبہ

232۔ مراحل السالکین، ص۲۰۹، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

پیشانیوں کا قبلہ ہے اور میرا بیٹا احمد (الرفاعی) توفیق یافتہ دلوں کا قبلہ ہے۔ اہل مقامات اور ارباب احوال کی تلواریں اسی کے دروازے پر لٹکائی گئی ہیں۔

وہ اپنے نانا رسول اللہ ﷺ کا نائب ہے اور وہ موجودین میں میری وراثت کی عباء کے ساتھ قائم ہے اور یہ عہد و تعلق قیامت تک رہے گا اور ضامن امین ہوتا ہے۔[233]

شیخ محمد بن صفار بغدادی کا خواب

شیخ ابو حفص عمر شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ کے مرید شیخ محمد بن صفار بغدادی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ سید احمد رفاعی شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ عبد القادر جیلانی کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: شہاب الدین عظیم شخص ہے یا فرمایا شیخ و مرشد ہے اور عبد القادر عاشق صادق ہے اور احمد رفاعی ہمارا محبوب ہے اور اس امت کا شیخ ہے میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے صاحبزادے سید احمد کے ہاتھ پر تجدید توبہ (و بیعت) کرلوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام مسلمان احمد رفاعی کے محتاج ہیں۔[234]

233۔ مراحل السالکین، ص ۲۰۹، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

234۔ مراحل السالکین، ص ۱۸۴، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام

باب پنجم: سلسلہ عالیہ رفاعیہ پر ایک نظر

سلسلہ عالیہ رفاعیہ کے اصول و قواعد

۱۔ سنت نبویہ پر مبنی احکام کو زندہ کرنا۔

۲۔ امت محمدیہ میں اخلاق (حسنہ) کو پھیلانا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کو ذات وصفات میں حدوث سے خالی قرار دینے اور قدیم ماننے کا اعتقاد رکھنا۔

۴۔ توحید کی نگہبانی کرتے ہوئے عقائد کو درست رکھنا اور کجروری (ٹیڑھے پن) اور بدعت سے کنارہ کش رہنا۔

۵۔ عقیدہ کی سلامتی وپاکیزگی کے ساتھ شریعت کے طریقہ سے انحراف کئے بغیر اپنی ہمت وارادہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف پھیر دینا۔

۶۔ عقائد میں سلف صالحین کی موافقت کرنا۔

۷۔ دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات وصفات میں مماثل ونظیر سے مبرا قرار دینا۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کو جہات، جنس اور حدوث سے پاک سمجھنا، تشابہات کی تفصیل وتاویل کو اور ان کے معانی ومفاہیم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کی تمام نازل کردہ کتب پر ایمان رکھنا۔

۱۰۔ نبی ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی قدر و منزلت کو ان کی تعظیم و توقیر کے ساتھ پہچاننا۔

۱۱۔ نبی ﷺ کے حکم کی پیروی کرنا اور آپ کی ناسخ (دیگر شریعتوں کے احکام کو مٹانے والی) و باقی رہنے والی شریعت سے عملی طور پر وابستہ و منسلک رہنا۔

۱۲۔ نبی ﷺ کی محبت میں فناء ہو جانا اور آپ ﷺ کو ہی اللہ کے حضور وسیلہ بنانا۔

۱۳۔ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ و اہل بیت کے نقش قدم پر چلنا۔

۱۴۔ اہل بیت عظام کی محبت کاملہ رکھتے ہوئے ان کے مقام کو بڑا اور ان کی قدر و منزلت کو بلند و بالا قرار دینا۔

۱۵۔ کمال ادب اور احترام کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت والفت کی محافظت کرتے رہنا۔

۱۶۔ اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالحین بندوں کی تعظیم کرنا۔

۱۷۔ تمام اولیاء اللہ سے محبت کرنا۔

۱۸۔ تمام مسلمانوں سے (سچی اور خالص) مودت و محبت رکھنا۔

۱۹۔ ساری مخلوق کے ساتھ شفقت، حسن اخلاق اور پاکیزہ نیت کے ساتھ معاملہ کرنا۔

۲۰۔ ذکر (الٰہی) پر مداومت و ہمیشگی اختیار کرنا۔

۲۱۔ نبی ﷺ پر کثرت کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنا۔

۲۲۔ اولیاء اللہ کی کرامت کا عقیدہ رکھنا خواہ وہ زندہ ہوں یا دنیا سے رحلت فرما گئے ہوں۔ کیونکہ انہیں اس اعزاز سے سرفراز کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ (اور وہ ہمیشہ سے اور ہمیشہ رہے گا)۔

۲۳۔ سستی و کاہلی اور غفلت ولاپرواہی سے اجتناب کرنا۔

۲۴۔ کثرت کے ساتھ موت کو یاد کرنا۔

۲۵۔ لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔

۲۶۔ اخلاص و وفاداری میں سچا ہونا۔

۲۷۔ مصائب و تکالیف کو برداشت کرنا۔

۲۸۔ (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی وخوش رہنا۔

۲۹۔ اللہ تعالیٰ کے لئے، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے لئے، اور اللہ تعالیٰ کے نبی اور ان کی شریعت کے لئے غیرت کرنا۔

۳۰۔ عہد وپیمان کو پورا کرنا۔

۳۱۔ حدود شریعت کی پامالی سے گریز کرنا۔

۳۲۔ موجود پر راضی رہنا مفقود پر صبر کرنا اور تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا۔ [ے235]

ے235۔ مراحل السالکین، ص ۱۴۹،۱۵۰، مطبوعہ دارالبیروتی حلبونی دمشق شام

سلسلہ عالیہ رفاعیہ کے سجادہ نشین اور سیدنا امام رفاعی کے نائب بننے والے کے لئے چند ہدایات

امام ابو علی سید عزالدین احمد الصیاد حسینی الرفاعی متوفی ۶۷۰ھ لکھتے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان تمام کا جاننے والا ہونا۔

۲۔ عبادات کے جملہ معاملات کی سمجھ بوجھ رکھنے والا ہونا۔

۳۔ اچھے اور عمدہ اخلاق والا ہونا۔

۴۔ صحیح العقیدہ ہونا۔

۵۔ احکام طریقت کا پہچاننے والا ہونا۔

۶۔ مکمل طور پر طریقت کے راستہ پر چلنا۔

۷۔ سخی، زاہد، متواضع و منکسر المزاج ہونا، تکلیف برداشت کرنے والا اور صاحب وجد وحال، حق گو اور صاحب فراست ہونا۔

۸۔ احکام طریقت کی وضاحت میں نرم گوئی اختیار کرنا۔

۹۔ بہ ظاہر خلاف شرع امور (شطحیات) دعوی اور بڑائی سے اجتناب کرنا۔

۱۰۔ اپنے شیخ سے محبت کرنا اور ان کی عزت و حرمت کی ان کی زندگی میں بھی اور رحلت کے بعد بھی حفاظت کرنا۔

۱۱۔ حق کا پیروکار رہنا۔

۱۲۔ اپنے شیخ کے متعلق اچھا عقیدہ و گمان رکھنا۔ یعنی یہ سمجھنا کہ وہ ہدایت کے رہنماؤں میں سے ایک ہیں۔

۱۳۔ سچی بیعت اور کامل محبت کے ذریعہ اپنے احساسات و تفکرات کو شیخ میں فنا کر دینا۔

۱۴۔ کسی شبہ اور نفسانی عارضہ کی بناپر اپنے شیخ کے احوال واقوال پر تنقید کر کے اپنے نظریہ کو ان سے ہرگز نہ موڑے کیونکہ جو مرید ایسا کرتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو پاتا اس لئے مریدین پر لازم ہے کہ وہ صوفیاء کرام کے راستہ پر چلیں اور نفس کو مکمل طور پر مٹادیں (دلی طور پر) دنیا سے کلیۃً اعراض رکھیں اور مخلوق سے بھی (دلی طور پر) الگ رہیں۔

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کی طرف خلوت اختیار کرنا۔

۱۶۔ کتاب وسنت کو لازم کر لینا۔

۱۷۔ کینہ، حسد اور تکبر سے مکمل طور پر چھٹکارہ حاصل کرنا۔

۱۸۔ نبی ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مداومت و ہمیشگی اختیار کرنا۔

۲۰۔ اللہ تعالیٰ پر مکمل طور پر توکل کرنا اور اپنے آپ کو تمام احوال میں اسی کے سپرد کر دینا۔

۲۱۔ تمام مسلمانوں سے محبت والفت رکھنا بالخصوص اپنے سلسلہ کے افراد سے محبت والفت کا تعلق رکھنا۔

۲۲۔ تمام رذائل سے بالخصوص بخل، حرص، دکھاوا اور طلب شہرت، کھیل کود، بے حیائی اور غیبت سے گریز کرنا۔

۲۳۔ بڑوں کا ادب واحترام کرنا چھوٹوں پر شفقت کرنا۔

۲۴۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ دنیوی معاملات میں لڑائی جھگڑے سے باز رہنا۔

۲۵۔ اپنے بھائیوں کے لیے وہی پسند کرنا جو اپنے لئے پسند ہو۔

۲۶۔ ان کی موجودگی میں ان کے ساتھ ہشاش بشاش طریقہ سے ملنا اور ان کی غیر موجودگی میں ان کا خیر خواہ رہنا اور ان کے زیادہ غائب ہونے پر ان کے متعلق معلومات حاصل کرنا۔

۲۷۔ جب بھائی کچھ مانگیں تو انہیں دے دینا، وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کرنا۔

۲۸۔ اپنے بھائیوں کو اپنے آپ سے بہتر سمجھنا۔

۲۹۔ حیا، خشیت اور ادب سے آراستہ رہنا۔ [236]

236۔ المعارف المحمدیہ ص ۱۳۱، مطبوعہ مطبعہ محمد آفندی مصطفیٰ البھیہ مصر

صاحبان سلسلہ عالیہ رفاعیہ کے چند غیر معمولی احوال

امام حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں:

آپ کے متبعین و پیروکاروں کے احوال و کیفیات انوکھی و عجیب ہیں وہ سانپوں کے ساتھ ان کے پھنکار کے وقت بھی کھیلتے ہیں، وہ دہکتے ہوئے تنوروں میں اتر کر انہیں بجھا دیتے ہیں، وہ شیروں پر بھی سواری کرتے ہیں۔

خلقِ خدا کا ایک بہت بڑا اژدہام امام رفاعی کی طرف مائل وراغب تھا۔ منقول ہے کہ آپ فقہ میں تنبیہ کے حافظ تھے۔[237]

سیدنا امام رفاعی کی شخصیت بہت زیادہ مشغول و مصروفیت اور عملِ پیہم رکھنے والی شخصیت تھی، آپ کے معمولات اس قدر تھے کہ آپ کو بالکل ہی فرصت میسر نہیں آتی تھی۔

حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

خلقِ خدا کا ایک بہت بڑا اژدہام آپ کی طرف مائل وراغب تھا۔ منقول ہے کہ آپ فقہ میں تنبیہ کے حافظ تھے۔

قاضی ابن خلکان نے لکھا ہے کہ آپ کے متبعین و پیروکاروں کے احوال و کیفیات انوکھی وعجیب ہیں وہ سانپوں کے ساتھ اس کے پھنکار کے وقت بھی کھیلتے ہیں، وہ دہکتے ہوئے

237۔ سیر اعلام النبلاء ج ۱۳، ص ۳۸، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

تنوروں میں اتر کر انہیں بجھادیتے ہیں، وہ شیروں پر بھی سواری کرتے ہیں۔

حضرت شیخ احمد کی رحلت بروز جمعرات ۲۲ / جمادی الاولیٰ ۵۷۸ھ میں ہوئی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ [238]

مولانا فیض احمد فیض چشتی متوفی ۱۳۴۹ھ لکھتے ہیں:

نقشبندیہ سلسلہ حضرت امام جعفر صادق کے واسطے ان کے جد مادری حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسلک ہے اور دیگر سلاسل قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، اویسیہ ،رفاعیہ، مولویہ، شطاریہ، شاذلیہ وغیرہ سب کے سب براہ راست امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ہیں۔ [239]

حضرت شیخ احمد چشتی حیدرآبادی متوفی ۱۲۸۱ھ لکھتے ہیں:

خانوادہ رفاعیہ، یہ سلسلہ حضرت شیخ احمد بن ابوالحسن الرفاعی سے منسوب ہے۔ آپ حضرت امام موسیٰ کاظم کی اولاد میں سے تھے اور صاحب مقامات عالی وخوارق (صاحب کرامات) تھے۔ [240]

238۔ البدایۃ والنھایۃ، ج ۱۴، ص ۶۱۶، مطبوعہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ

239۔ مہر منیر ص ۲۷، ملخصاً، مقام اشاعت گولڑہ ضلع اسلام آباد

240۔ قصر عارفاں، ص ۱۵۲، مطبوعہ مکتبہ فیض رضا برج منڈی پاکستان

معمولات رفاعیہ اور ان کے فوائد و ثمرات

علامہ سید یوسف سید ہاشم رفاعی اپنے ایک انٹرویو کے متعلق یوں لکھتے ہیں:

سلسلہ رفاعیہ میں سانپ اور درندوں وغیرہ سے متعلق کیا معاملات ہوتے ہیں۔ سلسلہ رفاعیہ میں آج کل دو باتیں بڑی معروف ہیں ایک اسلحہ کو استعمال کرنا دوسرا سانپوں اور حشرات الارض وغیرہ پر غلبہ پالینا یہ دونوں کام مؤسس و موجدِ سلسلہ کی حیاتِ مبارکہ میں نہیں تھے اور نہ ہی ان سے کسی مجلس میں ان امور کے کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت سیدنا امام رفاعی کی وفات حسرت آیات کے تقریباً سو سال بعد ٦٥٦ھ میں جب تاتاریوں نے بغداد کو فتح کیا اور اس کو انتہائی ویران کر دیا اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا تو اس وقت سیدنا امام رفاعی کے بعض خلفاء کے ہاں اس کام کو ایجاد کیا گیا تاکہ وہ مادہ پرست تاتاریوں پر جو صرف محسوسات کو ہی مانتے تھے اور مادی قوت پر ہی یقین رکھتے تھے یہ ظاہر کریں کہ وہ اپنی جس مادی قوت پر نازاں و فرحاں ہیں وہ قوت اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی عطا فرما سکتا ہے۔ جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو مسخر کیا ہے۔ پھر وہ تاتاریوں کے مقابلہ میں اسلحہ کو استعمال کرنے لگے۔ سانپوں کو اپنے کام میں لانے لگے۔ دہکتی آگ میں داخل ہونے لگے اور اس کے علاوہ کچھ دیگر امور بھی انہوں نے محض تاتاریوں کی تردید کے لئے ایجاد کئے اور ان امور کا یہ فائدہ ہوا کہ ان میں سے بے شمار تاتاری مسلمان ہو گئے اور ان کا مسلمانوں پر ظلم و ستم بھی رک گیا۔

ہمارے لئے یہ بھی درست ہے کہ ہم کہیں یہ بدعت نہیں ہے کیونکہ جو چیز نبی کا معجزہ ہو سکتی ہے وہ ولی کی کرامت بھی ہو سکتی ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آگ نے انہیں نقصان نہیں پہنچایا، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس پر قادر ہے کہ محمد ﷺ کی امت میں سے یا آپ کی آل میں سے کسی نیک شخص کے لئے آگ کو مسخر وتابع فرمادے جیسا کہ یہ کرامت صحابی ابو مسلم خولانی کی تھی۔ جیسا کہ امام جوزی اورامام احمد نے نقل کیا ہے۔[241]

☆ ممتاز عرب عالم سابق وزیر بلدیات کویت علامہ سید یوسف سید ہاشم رفاعی حفظہ اللہ نے ابو مسلم خولانی کو صحابی لکھا ہے انہیں ابو مسلم خولانی کے معاملہ میں اشتباہ وتسامح لاحق ہو گیا ہے۔ ابو مسلم خولانی صحابی نہیں تابعی تھے۔

حافظ ابوالفرج جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن مزی متوفی ۷۴۲ھ لکھتے ہیں:

ابو مسلم خولانی یمانی زاہد ہیں ان کا نام عبد اللہ بن ثُواب ہے۔ ان کا نام یعقوب بن عوف بھی بتایا گیا ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ کو پانے کے لئے سفر کیا تھا لیکن یہ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ نبی ﷺ رحلت فرما گئے۔ پھر انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت کی[242]

241۔ الصوفیہ والتصوف، ص ۱۶۰، مطبوعہ مکتبہ سیفیہ، باڑہ پشاور

242۔ تہذیب الکمال، ج ۱۱، ص ۵۴۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

ابن ثُواب ثقہ اور عابد ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کی طرف سفر کیا تھا لیکن یہ نبی ﷺ کی زیارت کی سعادت کو نہیں پا سکے۔ [243]

حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کی کرامت

حافظ ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمن بن علی جوزی متوفی ۵۹۷ھ، امام ابوزکریا یحیٰی بن شرف الدین نووی متوفی ۶۷۶ھ حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی متوفیٰ ۷۷۵ھ، لکھتے ہیں:

ابو مسلم خولانی کا نام عبداللہ بن ثواب ہے انہیں یمن میں نبوت کے جھوٹے دعویدار اسود عنسی نے آگ میں ڈالا تو آگ نے انہیں کچھ بھی ضرر و تکلیف نہ پہنچائی۔

شرحبیل بن مسلم خولانی کا بیان ہے کہ یمن میں نبوت کے جھوٹے دعویدار اسود بن قیس عنسی نے حضرت ابو مسلم خولانی کی طرف قاصد بھیج کر بلوایا پھر پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ ابو مسلم نے کہا: ہاں۔ اس نے پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ (معاذ اللہ) حضرت ابو مسلم نے کہا: مجھے آواز نہیں آرہی ہے۔

اسود نے کہا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ (معاذ اللہ) حضرت ابو مسلم

243۔ تقریب التہذیب، ۸۳۶۷، علی ھامش التھذیب، ج۱۱، ص ۵۴۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

نے کہا: مجھے آواز نہیں آرہی ہے۔

اسود نے کہا: کیاتم گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ ابو مسلم نے کہا: ہاں۔ اسود نے کہا: کیاتم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کارسول ہوں؟ (معاذ اللہ) حضرت ابو مسلم نے کہا: مجھے آواز نہیں آرہی ہے۔

پھر اسود نے ایک بہت بڑی آگ جلائی جس میں حضرت ابو مسلم رضی اللہ عنہ کو ڈال دیا گیا لیکن آگ سے حضرت ابو مسلم کو کوئی ضرر و تکلیف نہ پہنچی۔

اسود کے شہر والوں نے اسود سے کہا کہ اگر تم نے اسے اسی شہر میں رہنے دیا تو یہ یہاں تمہارے خلاف فساد کھڑا کر دے گا۔ چنانچہ اس نے حضرت ابو مسلم خولانی کو جلاوطن ہو جانے کا کہہ دیا۔ حضرت ابو مسلم سفر کر کے مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے لیکن نبی ﷺ رحلت فرما چکے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کا خلیفہ بنا دیا گیا تھا۔ حضرت ابو مسلم مسجد کے ستون میں سے ایک ستون کے ساتھ کھڑے تھے کہ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور فرمایا کہاں کے آدمی ہو؟ حضرت ابو مسلم نے کہا یمن کا حضرت عمر نے کہا۔ اللہ کے دشمن نے ہمارے کس ساتھی کو آگ میں جلایا اور آگ نے انہیں کوئی ضرر و نقصان نہیں پہنچایا؟ حضرت ابو مسلم نے کہا وہ عبداللہ بن ثواب تھے۔ حضرت عمر نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم وہی ہو نا؟ حضرت ابو مسلم نے کہا اے اللہ تو گواہ ہے میں ہی ہوں۔ چنانچہ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور انہیں لاکر اپنے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھاکر کہاتمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے امت محمد ﷺ میں سے اس شخص کے دکھانے سے پہلے موت نہیں دی جس شخص کے ساتھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسامعاملہ کیا گیا۔ [244]

حضرت تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ کے لئے آگ کا مسخر ہونا

فقیر راقم الحروف کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ کے لئے بھی آگ کو مسخر و تابع کیا تھا۔

حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں:

معاویہ بن حرمل کابیان ہے کہ ایک رات ہم کھانے کے لئے بیٹھے تھے کہ اچانک "حرہ" میں آگ ظاہر ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت تمیم کے پاس آکر فرمانے لگے اس آگ کی طرف کھڑے ہو جایئے حضرت تمیم نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میں کون ہوں؟ اور میں کیا ہوں؟ حضرت عمر اصرار کرتے رہے حتی کہ حضرت تمیم داری ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے میں بھی ان دونوں کے پیچھے ہولیا وہ دونوں آگ کی طرف چل پڑے۔ حضرت تمیم آگر کو دھکیلتے دہانکتے جاتے حتی کہ وہ

244۔ صفۃ الصفوۃ، ص ۸۰۷، مطبوعہ دار الکتب العربی بیروت) بستان العارفین ص ۶۹،۶۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، البدایہ والنہایہ ج۸، ص ۲۱۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی کوئٹہ

گھاٹی (غار) میں داخل ہو گئی اور حضرت تمیم اس کے پیچھے داخل ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ فرمایا: جس نے دیکھا وہ نہ دیکھنے والے کی طرح نہیں ہے۔[245] ☆

علامہ سید یوسف سید ہاشم رفاعی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سید امام احمد رفاعی علیہ الرحمہ کے متبعین کے لئے آگ کو مسخر وتابع کر دیا ہے۔ ان میں سے بعض اللہ کا نام لے کر آگ میں داخل ہو جاتے ہیں یا آگ کو اٹھا لیتے ہیں اور انہیں آگ سے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچتی ان کا آگ کو اٹھانا فخر ومباہات کے لئے نہیں ہوتا بلکہ کرامت کے طور پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سانپ کو روک لیتے تھے اور وہ انہیں ضرر وتکلیف نہیں پہنچاتا تھا جب کہ لوگوں کو یہ معاملہ انتہائی عجیب وحیران کن لگتا تھا۔ پس جب یہ نبی کا معجزہ ہے تو اس کے ولی کی کرامت ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو انبیاء علیہم السلام کے لئے مسخر وتابع فرما دیا ہے وہ انہیں صادقین اور پرہیز گار لوگوں کے لئے مسخر وتابع کرنے پر قادر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرح کا معاملہ بزرگان رفاعیہ حاجت وضرورت اور چیلنج کے وقت ہی کرتے ہیں۔ ذاتی طور پر میرا طریقہ یہ ہے کہ میں خود بھی ان چیزوں سے دور دور مجتنب رہتا ہوں اور اپنی مجالس

245۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۴۵۳، ج ۳، ص ۴۴۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

میں بھی ان چیزوں کی طرف رغبت کے بجائے ان سے منع کرتاہوں کہ اگرچہ یہ چیز جائز ہیں لیکن یہ معارضہ ومقابلہ اور چیلنج کے وقت کے لئے ہیں۔

اس حوالہ سے جب روس کے جاسوس ملک شام میں اسلام وایمان کے مقابلہ میں چیلنج کے طور پر کھڑے ہوئے تو سلسلہ رفاعیہ کے افراد نے ان امور کو سرانجام دیا (اور یوں بہت سے لوگوں کا ایمان محفوظ وسلامت رہا) تو اگر سانپوں وغیرہ کا معاملہ لوگوں سے ضرر وتکلیف دور کرنے کے لئے ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس زمانہ میں ہمیں لوگوں کے سامنے ایمان کی حقانیت کے ثبوت کے لئے بعض مغیبات سے مدد لینے کی بھی ضرورت وحاجت ہے تاکہ غافلوں کے ضمیر بیدار ہو جائیں اور مادہ پرستوں اور سیکولر لوگوں کے خلاف بھی دلیل وحجت قائم ہو سکے۔ [246]

حضرت سیدنا دانیال علیہ السلام کے لئے شیر کے مسخر ہونے کا معجزہ

حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۵ھ، لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن ابو ہذیل بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیروں کو حضرت دانیال علیہ السلام کے لئے مسخر فرمادیا تھا۔ [247]

246۔ الصوفیہ والتصوف، ص ۱۶۱، ۱۶۰، مطبوعہ مکتبہ سیفیہ باڑہ، پشاور

247۔ البدایہ والنھایہ، ج ۲، ص ۲۰۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔، کنز العمال، ج ۲، ص ۶۵۵ (ملخصاً)، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک ظالم بادشاہ بخت نصر حضرت دانیال علیہ السلام کو ان کے بچپن میں شیروں کے سامنے ڈال دیا لیکن شیر انہیں چاٹتے تھے اور ان کی حفاظت کرتے تھے۔ اور اللہ نے شیروں کو ان کے لئے مسخر فرمادیا۔ [248]

صحابی رسول حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے لئے شیر کا مسخر ہونا

چنانچہ امام ابوالفرج عبد اللہ بن جوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

شیر کا حضرت سیدنا ابو عبد الرحمن مہران المعروف بہ سفینہ رضی اللہ عنہ کے لئے مسخر ہونا:

محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سفینہ فرماتے تھے کہ ہم ایک کشتی میں سوار ہو کر سفر کر رہے تھے کہ کشتی ٹوٹ گئی میں ایک تختہ کے ساتھ چمٹ گیا حتی کہ میں جزیرہ و خشکی پر آنکلا میں نے اچانک دیکھا کہ اس میں شیر ہے میں نے کہا: اے ابوالحارث! میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں اس نے اپنا سر جھکا دیا اور اپنے دم کے ذریعہ میری راستہ کی طرف راہنمائی کرنے لگا۔ پھر جب میں ایک راستہ پر آیا تو اس نے ایک بھاری آواز نکالی میں سمجھ گیا کہ اب وہ مجھے رخصت کر رہا ہے۔ [249]

248۔ البدایۃ والنھایۃ، ج ۲، ص ۲۰۹ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

249۔ صفۃ الصفوۃ، ص ۲۴۲، مطبوعہ دار الکتب العربی بیروت

مندرجہ بالا روایات و واقعات سے معلوم ہوا کہ سلسلہ عالیہ رفاعیہ کے غیر معمولی امور معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء کی قبیل ہی سے ہیں۔

سیدنا امام احمد رفاعی رحمہ اللہ سے منقول درود شریف

(۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْأُمِّيِّ الْقُرَشِيِّ بَحْرِ أَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ أَسْرَارِكَ وَعَيْنِ عِنَايَتِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَأَحَبِّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي خَتَمْتَ بِهِ الْأَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ سَلِّمْ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

(۲)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النُّوْرِ اللَّامِعِ۔ والْقَمَرِ السَّاطِعِ۔ والْبَدْرِ الطَّالِعِ۔ والْفَيْضِ الْهَامِعِ۔ والْمَدَدِ الْوَاسِعِ۔ والنَّبِيِّ الشَّارِعِ۔ والرَّسُوْلِ الصَّادِعِ۔ والْمَأْمُوْرِ الطَّائِعِ۔ والْمُخَاطَبِ السَّامِعِ۔ والْقَلْبِ الْجَامِعِ۔ والطَّرْفِ الدَّامِعِ۔ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَوْلَادِهِ الْكِرَامِ وَأَصْحَابِهِ الْعِظَامِ وَأَتْبَعِهِمْ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْإِسْلَامِ۔

(٣)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً تُكْتَبُ بِهَا السُّطُوْرُ- وَتَشْرَحُ بِهَا الصُّدُوْرُ- وَتَهُوْنُ بِهَا جَمِيْعُ الأُمُوْرِ- بِرَحْمَةٍ مِّنْكَ يَاعَزِيْزُيَاغَفُوْرُ- وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

(٤)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى الذَّاتِ الْمُكَمَّلَةِ- والرَّحْمَةِ الْمُنَزَّلَةِ- عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَحَبِيْبِكَ وَصَفِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰى آلِهٖ وَأَزْوَاجِهٖ وَأَوْلَادِهٖ وَ جِيْرَانِهٖ عَدَدَ مَاذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ-

(٥)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَمَنْ وَالَاهُ عَدَدَ مَاتَعْلَمُهُ مِنْ بَدْءِ الأَمْرِإِلٰى مُنْتَهَاهُ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ-

(٦)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَخَلِيْلِكَ وَحَبِيْبِكَ صَلَاةً أَرْقٰى بِهَا مَرَاقِى الإِخْلَاصِ وأَنَال بِهَا غَايَةَ الإِخْتِصَاصِ وَسَلِّمْ تَسْلِيْماً عَدَدَ مَاأَحَاطَ

بِهِ عِلْمُكَ وَ أَحْصَاهُ كِتَابُكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الغَافِلُوْنَ۔[250]

یہ درود قطب کبیر و شہیر سیدنا ابو العباس احمد رفاعی رحمہ اللہ ونفعنا من برکاتہ کا ہے جس نے پہلے درود کو صبح کی نماز کے بعد جس نیت و مراد سے پڑھا وہ اللہ کے حکم سے پوری ہو جائے گی اور جس نے اس کو بارہ ہزار مرتبہ پڑھا وہ خواب میں نبی ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو گا اور جس نے چالیس روز تک روزانہ اس کو پڑھا اللہ کے کرم سے اس کو ہر مقصد و مراد میں کامیابی حاصل ہو گی۔

امام رفاعی کی جامع دعا

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنَ النِّعْمَةِ تَمَامَهَا، وَمِنَ الْعِصْمَةِ دَوَامَهَا ، وَمِنَ الرَّحْمَةِ شُمُوْلَهَا ،وَمِنَ الْعَافِيَةِ حُصُوْلَهَا ، وَمِنَ الْعَيْشِ أَرْغَدَهٗ وَمِنَ الْعُمْرِ أَسْعَدَهٗ وَمِنَ الْإِحْسَانَ أَتَمَّهٗ وَمِنَ الْإِنْعَامَ أَعَمَّهٗ وَمِنَ الْفَضْلِ أَعْذَبَهٗ وَمِنَ اللُّطْفِ أَنْفَعَهٗ۔

اَللّٰهُمَّ كُنْ لَنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا۔ اَللّٰهُمَّ اخْتِمْ بِالسَّعَادَةِ آجَالَنَا وَحَقِّقْ بِالزِّيَادَةِ

250۔ سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین، مطبوعہ دار الکتب علمیہ بیروت، لبنان

آمالَنَا وَاقْرِنْ بِالْعَافِيَةِ غُدُوَّنَا وَآصَالَنَا وَاجْعَلْ إِلَى رَحْمَتِكَ مَصِيْرَنَا وَمَآلَنَا وَاصْبُبْ سِجَالَ عَفْوِكَ عَلَى ذُنُوْبِنَا وَمُنَّ عَلَيْنَا بِإِصْلَاحِ عُيُوْبِنَا وَاجْعَلِ التَّقْوىٰ زَادَنَا وَفِيْ دِيْنِكَ اِجْتِهَادَنَا۔ وَعَلَيْكَ تَوَكُّلُنَا وَاعْتِمَادُنَا وَإِلَى رِضْوَانِكَ مَعَادُنَا۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا عَلَى نَهْجِ الْاِسْتِقَامَةِ وَأَعِذْنَا فِي الدُّنْيَا مِنْ مُوْجِبَاتِ النَّدَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ اَللّٰهُمَّ خَفِّفْ عَنَّا ثِقْلَ الْأَوْزَارِ وَارْزُقْنَا عِيْشَةَ الْأَبْرَارِ وَاكْفِنَا وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ الْأَشْرَارِ وَأَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ آبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَ إِخْوَانِنَا مِنَ النَّارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا كَرِيْمُ يَا سَتَّارُ يَا حَلِيْمُ يَا جَبَّارُ يَا اللهُ يَا اللهُ يَا اللهُ۔

اَللّٰهُمَّ أَرِنِي الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنِيْ اِتِّبَاعَهٗ وَأَرِنِي الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنِيْ اِجْتِنَابَهٗ وَلَا تَجْعَلْهُ عَلَيَّ مُتَشَابِهاً فَأَتَّبِعَ الْهَوىٰ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ أَمُوْتَ فِيْ طَلَبِ الدُّنْيَا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

امام احمد الرفاعی کی استغفار پر مبنی دعائیں

(۱)

اَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيْمَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْتُهُ عَمَدًا اَوْ خَطَأً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً مِّنَ الذَّنْبِ الَّذِىْ أَعْلَمُ أَوْ لَا أَعْلَمُ إِنَّهُ هُوَ يَعْلَمُ وَأَنَا لَا أَعْلَمُ وَهُوَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَكَشَّافُ الْكُرُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

(۲)

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْتَغْفِرُكَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ تُبْتُ اِلَيْكَ مِنْهُ ثُمَّ عُدْتُّ فِيْهِ وَاَسْتَغْفِرُكَ مِنْ كُلِّ مَا وَعَدْتُّكَ بِهٖ مِنْ نَفْسِىْ ثُمَّ لَمْ أُوْفِ لَكَ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ عَمِلْتُهُ أَرَدْتُّ بِهٖ وَجْهَكَ وَخَالَطَهُ غَيْرُكَ وَاَسْتَغْفِرُكَ يَا عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ أَتَيْتُهُ فِىْ ضِيَاءِ النَّهَارِ وَسَوَادِ اللَّيْلِ فِىْ مَلَأٍ وَّخَلَاءٍ وَّسِرٍّ وَّعَلَانِيَةٍ يَا حَلِيْمُ يَا كَرِيْمُ۔ اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ وَلِمَنْ آمَنَ بِكَ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا

بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾[251]

(۳)

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ فَنِعْمَ الرَّبُّ وَ أَنْتَ حَسْبِيْ فَنِعْمَ الْحَسْبُ تَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ و أَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ مَا كَانَتْ مِنْكَ فَمِنْكَ وَمَا كَانَ مِنْ غَيْرِ فَمِنْكَ۔ أَنْتَ أَنْتَ وَكُلُّ شَيْءٍ مِنْكَ أَنْتَ ، قَامَتْ بِقُدْرَتِكَ الْأَشْيَاءُ وَبَسَطْتَّ الْأَرْضَ وَرَفَعْتَ السَّمَاءَ فَلَا قَبْلَكَ شَيْءٌ وَلَا بَعْدَكَ شَيْءٌ ، فَأَسْأَلُكَ بِقُدْرَتِكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ أَنْ تُسَخِّرَ لِيْ كُلَّ شَيْءٍ وَأَنْ تَغْفِرَ لِيْ كُلَّ شَيْءٍ وَلَا تَسْأَلَنِيْ عَنْ شَيْءٍ ، إِنَّكَ قَادِرٌ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَ أَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَ بِالْإِجَابَةِ جَدِيْرٌ، وَصَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

---

251 - سورۃ الحشر:۱۰

سلسلہ عالیہ رفاعیہ کا فروغ

قطب العارفین امام محمد مہدی الرواس رفاعی متوفی ۱۲۸۷ھ لکھتے ہیں:

(ان شاء اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ میرے سلسلہ کو پھیلادے گا اس کا ایک پھریرا (جھنڈا) مشرق میں ہو گا جس کا اہلِ مغرب نظارہ کریں گے اور ایک پھیریرا مغرب میں ہو گا جس کا اہلِ مشرق نظارہ کریں گے۔ میرے ارشادات تمام ممالک اسلامیہ میں گھومتے رہیں گے خواہ وہ عرب کے ممالک ہوں کہ عجم کے۔ میرے سلسلہ میں نہ تو دنیوی غبار ہو گا نہ ہی دنیا کا کوئی ذرہ ہو گا وہ تو صرف اُمت میں نبی ﷺ کے اخلاق و کردار کا فروغ اور اس کی اشاعت ہے۔ وہ تو صرف رفاعی انداز سے نفس کی تہذیب و درستگی ہے اور مبارک احمدی گھاٹ ہے۔

اور یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہے۔ نہ تو برتری کے لئے نہ ہی غلو و تجاوز کے لئے ہے اور نہ ہی زمین میں بگاڑ پیدا کرنے لئے ہے۔ ہمارا سلسلہ صرف دین کی احیاء و تجدید اور اولیاء و صالحین کے منہاج و راستہ کی اشاعت کا نام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی مدد و نصرت فرمانے والا ہے۔[252]

---

252 ۔ الدرۃ البیضاء، ص ۱۲۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

وابستگان سلسلہ رفاعیہ کے لئے بشارت وخوشخبری

امام ابوالہدیٰ سید محمد بن حسن الصیادی الرفاعی متوفیٰ ۱۳۲۸ھ سیدی امام بہاء الدین محمد مہدی الرواس علیہ الرحمہ کا فرمان نقل کرتے ہے:

جو بھی زندہ یا مردہ فرد دل سے میری طرف آیا اور میرے جانشین ورثاء (طریقت) سے محبت کی اور میری ولایت کی لگام ودامن کو تھاما اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی خاطر میرے سلسلہ اور منہاج وراستہ کی مدد ونصرت کی تو وہ ظاہر وباطن میں دنیا میں اور آخرت کے دن نبی ﷺ کی مدد ونصرت کے جھنڈے تلے ہو گا اور جس نے مجھ سے اعراض وانحراف کیا اور بغض وعداوت رکھی یا میرے ورثاء اور جانشینوں کو ایذاء وتکلیف دی یا میری ولایت کے دامن تھامنے والے کو تکلیف دی تو وہ اپنی عاقبت وانجام اور اپنی حالت وکیفیت اور اہل خانہ میں اس طرح پگھل جائے گا جس طرح سیسہ آگ میں پگھلتا ہے (لوگوں کے) دل اس پر حملہ آور ہوں گے نگاہیں اس سے نفرت کریں گی اس کی اہانت وتذلیل میں زبانیں اٹھیں گی اس کی مدد ونصرت نہیں ہو سکے گی اور وہ اپنے مرتبہ ودرجہ سے گر جائے گا۔ اگرچہ وہ چاند کا ہم پلہ ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ ہر کوڑا اٹھانے والا عمر نہیں ہوتا۔[253]

253۔ الرقائق الروائیہ، ص ۱۰۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

الحمدللہ ان سطور کے ساتھ یہ کتاب تقریباً تین ماہ کے عرصہ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت عطافرمائے۔اس کتاب کا تاریخی نام "حسنِ سیرت احمد کبیر رفاعی" (۱۴۳۴ھ) برادرم ندیم احمد ندیم نورانی زید علمہ نے تجویز کیا ہے، میں ان کا ،برادرم محمد افضل کا،عزیزم مولانا محمد ذہیب سمول سلمہ تعالیٰ کا جنہوں نے اس کتاب کی ابتدائی پروف ریڈنگ کی ،علامہ پروفیسر حامد علی علیمی زید فضلہ کا جنہوں نے اس کی مکمل نظر ثانی کی اور فائنل پروف پڑھ کر مفید مشورے دیئے،برادرم مولانا محمد یحیٰ علیمی زید علمہ کا جنہوں نے اس کی کمپوزنگ کی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جمعرات ۱۰ شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۰ جون ۲۰۱۳

فالحمدلله الذی بنعمته وبفضله تتم الصالحات فالحمدلله الذی هدانا لهذا وماکنا لنهتدی لولاان هدانا الله فالحمد لله رب العلمین۔ والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وآله واصحابه اجمعین الی یوم الدین۔

مآخذ و مراجع

1) قرآن مجید

2) صحیح بخاری (امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفیٰ ۲۵۶ھ) مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

3) صحیح مسلم (امام ابوالحسین الحجاج القشیری متوفیٰ ۲۶۱)

4) جامع ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی، متوفی ۲۸۹ھ، مطبوعہ دارالفکر بیروت

5) حالۃ اہل الحقیقۃ مع اللہ تعالیٰ، سیدی امام احمد بن علی الرفاعی الکبیر، متوفیٰ ۵۷۸ھ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

6) البرھان المؤید مؤسسۃ السیروان دمشق، شام

7) صفۃ الصفوۃ، امام ابوالفرج متوفی ۵۹۷ھ، مطبوعہ دارالکتب العربی بیروت

8) تہذیب الکمال، امام ابوالحجاج جمال الدین یوسف المزی، متوفی ۷۴۲ھ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

9) بستان الاولیاء، امام یحیٰ بن شرف الدین نووی متوفی ۶۷۶ھ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

10) مناقب سیدنا علی بن ابی طالب، امام ابن جزری متوفی ۶۶۰ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

11) وفیات الاعیان، امام شمس الدین احمد بن محمد بن ابو بکر بن خلکان متوفی ۶۸۱ھ مطبوعہ منشورات رضی قم ایران

12) المعارف المحمدیہ، امام ابو علی عزالدین سید احمد الصیاد، متوفی ۶۷۰، مطبعہ محمد آفندی جناب مصطفی، مصر مطبوعہ ۱۳۰۵ھ

13) ارشاد المسلمین، امام عزالدین فاروثی، متوفی ۶۹۴ھ

14) مجموعۃ الفتاویٰ، شیخ ابو العباس تقی الدین المعروف ابن تیمیہ متوفیٰ ۷۲۷ھ مطبوعہ دار الجیل بیروت، لبنان)

15) خلاصۃ الاکسیر، امام علی ابو الحسن واسطی متوفی ۷۳۳ھ

16) سیر اعلام النبلاء، امام حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ

17) طبقات الشافعیہ الکبریٰ، امام علی بن محمد بن عبد الکافی السبکی متوفی ۷۵۶ھ، دار الکتب العلمیۃ

18) مرآۃ الجنان، امام ابو محمد عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان یافعی مکی متوفیٰ ۷۶۸ھ، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلیٰ بیروت

19) سفر نامہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت، سید جلال الدین بخاری متوفی ۷۸۵ھ، مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، کورنگی، کراچی

20) بہجۃ الاسرار، امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی متوفی ۷۰۳ھ، مطبوعہ مکتبہ رضویہ فیصل آباد

21) روض الریاحین،، امام ابو محمد عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان یافعی مکی متوفیٰ ۷۶۸ھ، مطبوعہ مصطفی بابی واولادہ بمصر

22) البدایۃ والنہایۃ، حافظ عمادالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی متوفی ۷۷۴ھ، مطبوعہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ

23) طبقات الاولیاء، حافظ سراج الدین المعروف بابن ملقن متوفی ۸۰۴ھ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

24) الحاوی للفتاویٰ، امام جلال لدین السیوطی متوفی ۹۱۱ھ مطبوعہ حقانیہ پشاور

25) طبقات امام شعرانی، امام ابوالمواھب عبدالوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
26) کنزالعمال، امام علاؤالدین علی بن حسام الدین برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ، مطبوعہ موسۃ الرسالۃ بیروت۔
27) نفحات الانس، العلامہ عبدالرحمن جامی، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور
28) نزھۃ المجالس، علامہ عبدالرحمن صفوری، متوفی، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور
29) مراحل السالکین، امام سید محمد مہدی بہاؤالدین الرواس متوفی ۱۲۸۷ھ، مطبوعہ دارالبیروتی حلبونی دمشق شام
30) راحۃ الارواح، سید محمد ابوالہدیٰ صیادی الرفاعی متوفیٰ ۱۳۲۸ھ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
31) الکلیات الاحمدیہ، سید محمد ابوالہدیٰ صیادی الرفاعی متوفیٰ ۱۳۲۸ھ، مطبوعہ موسۃ الثقافۃ الدینیۃ قاہرہ مصر
32) قلائد الزبرجد، سید محمد ابوالہدیٰ صیادی الرفاعی متوفیٰ ۱۳۲۸ھ
33) الدرۃ البیضاء، قطب العارفین امام محمد مہدی الرواس رفاعی متوفی ۱۲۸۷ھ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ
34) مناقب غوثیہ، شیخ محمد صادق شہابی متوفی ۱۲۵۵ھ، مطبوعہ نورائی شریف سندھ
35) قصر عارفاں، حضرت شیخ احمد چشتی حیدرآبادی متوفی ۱۲۸۱ھ، مطبوعہ مکتبہ فیض رضا برج منڈی پاکستان
36) صوت الھزار وزیق العذار، سید محمد ابوالہدیٰ صیادی الرفاعی متوفیٰ ۱۳۲۸ھ، مطبوعہ دارالکتب

العلمیہ بیروت

37) الاسرار الالہیہ، علامہ سید محمود شکری آلوسی متوفی ۱۳۴۲ھ، مطبوعہ مطبعۃ الخیریۃ

38) جامع کرامات اولیاء، علامہ یوسف بن اسماعیل نباونی متوفیٰ ۱۳۵۰ھ، مطبوعہ دارالکتب العصریہ بیروت

39) سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین، علامہ یوسف بن اسماعیل نباطنی متوفیٰ ۱۳۵۰ھ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

40) المعلومات النافعہ، شیخ احمد جودت پاشا، مکتبہ حقیقیہ استنبول ترکی

41) ابواب الفرج، سید محمد حسن بن علوی بن عباس متوفیٰ ۱۴۲۵ھ، دارالکتب العلمیہ البیروت

42) الصوفیۃ والتصوف، شیخ سید یوسف سید ہاشم الرفاعی، مطبوعہ مکتبہ سیفیہ باڑہ

43) فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن اندرون لاہور

44) البنیان المشید، ترجمہ البرہان المؤید، مطبوعہ ادارہ اسلامیہ اردو بازار لاہور

45) حیات المعظم، صوفی غلام محمد قادری، متوفی ۱۴۱۲ھ، مطبوعہ حسن قادری B-622، فیڈرل بی ایریا کراچی

46) تبلیغی نصاب، شیخ محمد زکریا کاندھلوی، مطبوعہ مدینہ بک ڈپو اردو بازار دہلی

47) مہر منیر، مولانا فیض احمد فیض چشتی، مقام اشاعت گولڑہ ضلع اسلام آباد

48) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مطبوعہ دانش گاہ پنجاب لاہور

49) حضرت تھانوی جی کے مشہور واقعات، ابوالحسن اعظمی، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

خوشخبری

مستند نورانی مجموعہ وظائف مع پنج دہ سورہ

محمد عبداللہ نورانی الرفاعی کے قلم سے

حضرت علامہ مفتی محمد حسن حقانی علیہ الرحمہ، شیخ الاسلام علامہ محمد عبدالحکیم شرف القادری علیہ الرحمہ

حضرت علامہ پروفیسر مفتی منیب الرحمن صاحب مدظلہ العالی (ودیگر سے تصدیق شدہ)

قرآنی سورتوں کے فضائل اور ان کے ذریعے مشکلات سے نجات

سورہ یٰسین، سورہ سجدہ، سورہ الدخان، سورہ واقعہ، سورہ ملک، سورہ اخلاص، معوذتین، سورہ الفاتحہ، سورہ نشرح اور دیگر سورتوں کے فضائل۔ اٹھنے، بیٹھنے، سونے، جاگنے کے وقت پڑھنے کی دعائیں۔ مشکلات ومصائب سے چھٹکارے کی دعائیں۔

صحابہ کرام اولیاء عظام کے وظائف ومعمولات کی دعائیں

نفل نمازوں (اشراق، اوابین، چاشت، تہجد ودیگر) کے فضائل

مختلف راتوں کے فضائل اور ان میں پڑھی جانے والی دعائیں

شب برات، شب قدر، شب عیدین وغیرہ مختلف نفلی روزوں کے فضائل۔ ایام بیض، شوال المکرم، محرم الحرام، رجب المرجب، شعبان المکرم اور دیگر ایام پیر اور جمعرات وغیرہ کے روزوں کے فضائل

امراض ومصائب سے نجات کے وظائف

جادو ٹونے سے ظالموں کے ظلم سے، ناگہانی آفات وبلیات سے ہارٹ اٹیک سے، چوری ڈاکے سے نجات اور دیگر امراض سے حفاظت کے وظائف اور بہت کچھ جو آپ چاہتے ہیں۔

نوٹ جملہ اوراد وظائف قرآن وحدیث اور مستند کتب اسلاف سے ماخوذ اور باحوالہ ہیں

امام السلاسل محی الدین سیدنا ابو العباس احمد کبیر الرفاعی کی

مریدین ومتوسلین کے لئے خوشخبری

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جو بھی میرے، میرے خلفاء اور مشرق ومغرب میں جہاں کہیں بھی میرے جانشین ومحبین کے ہاتھ پر بیعت کرے گا یا ہر سہارا ختم ہونے پر میرے، میری اولاد یا میرے خلفاء کے دامن کو تھامے گا تو ان شاء اللہ اس کی حفاظت ومدد کی جائے گی۔ اور اسے بلند مرتبہ ملے گا اس کا انجام اچھا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے رسوا نہیں فرمائے گا۔۔ (یعنی اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا)۔

(حاشیہ مراحل السالکین، ص ۲۰۸، مطبوعہ دار البیروتی حلبونی دمشق شام)